بتائید خلاق ارض و سما | ضیا بخش خورشید و ماه و سها

این مثنوی سراپا فصاحت در حالات اسلام و هم شرح حالات بادشاهان هندوستان مسمی به



حسب الحکم بشهر فرخنده بنیاد اکبرآباد باهتمام محمد قادر علی خان صوفی

در مطبع عام مفید آگره برنگ عروس نوبهار آراسته گردید

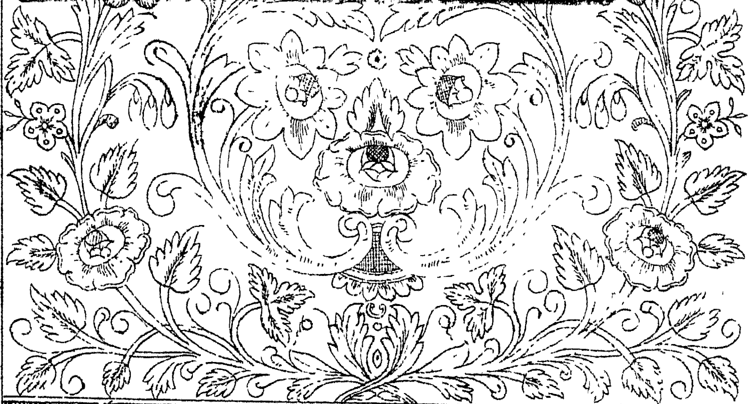
بتائید خلاق ارض و سما ضیا بخش خورشید و ماہ و سہا

این مثنوی سراپا فصاحت در حالات رسوم و مراسم و حالات بادشاہان ہندوستان مسمی بہ



حسب الحکم بشہر فرخندہ بنیاد اکبرآباد باہتمام محمد قادر علی خان صوفی

در مطبع مفید عام آگرہ برنگ عروس نوبہار آراستہ گردید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی

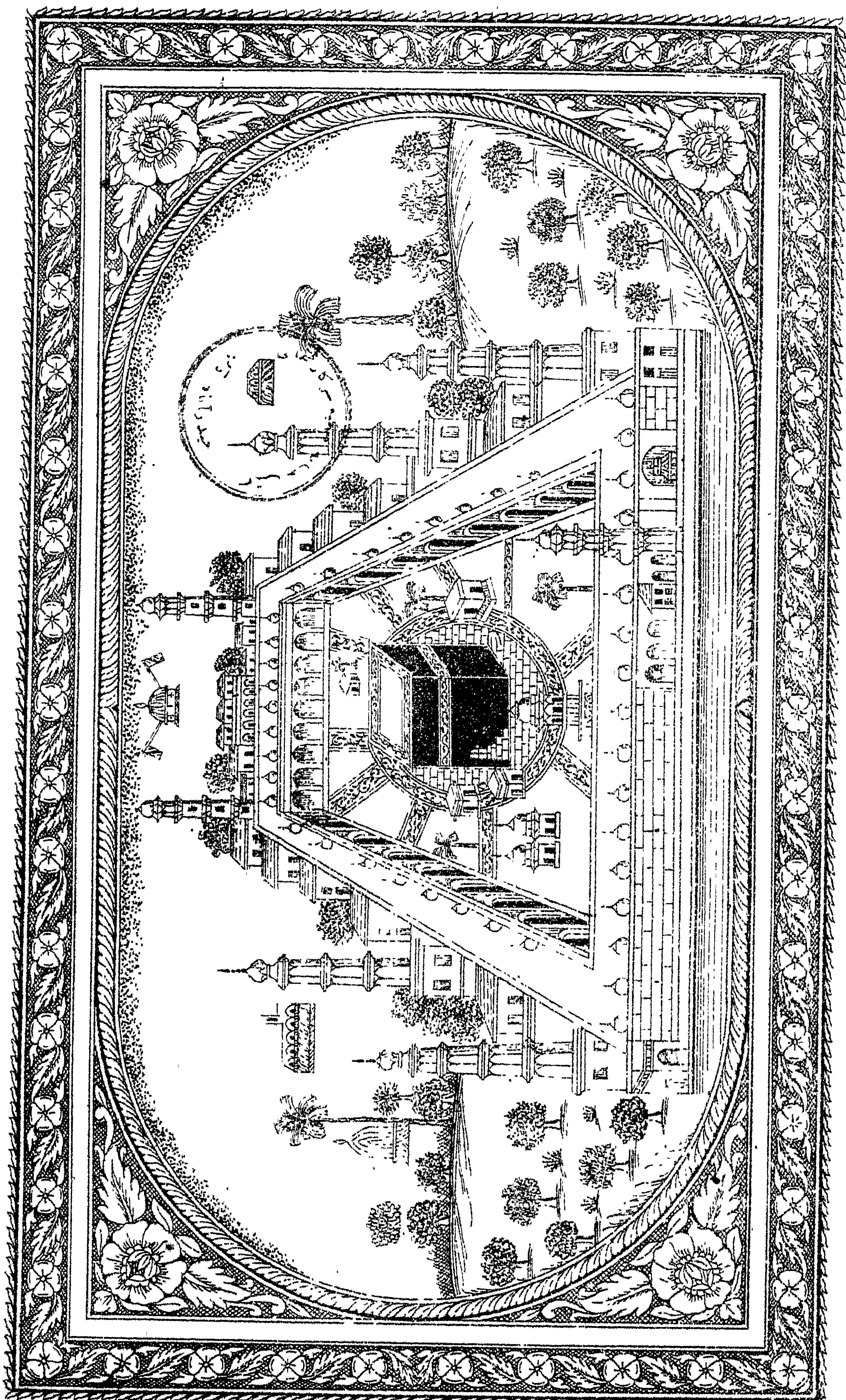
لکھوں پہلی حمدِ خدائی جہان — وہی مالک الملک شاہِ شہان

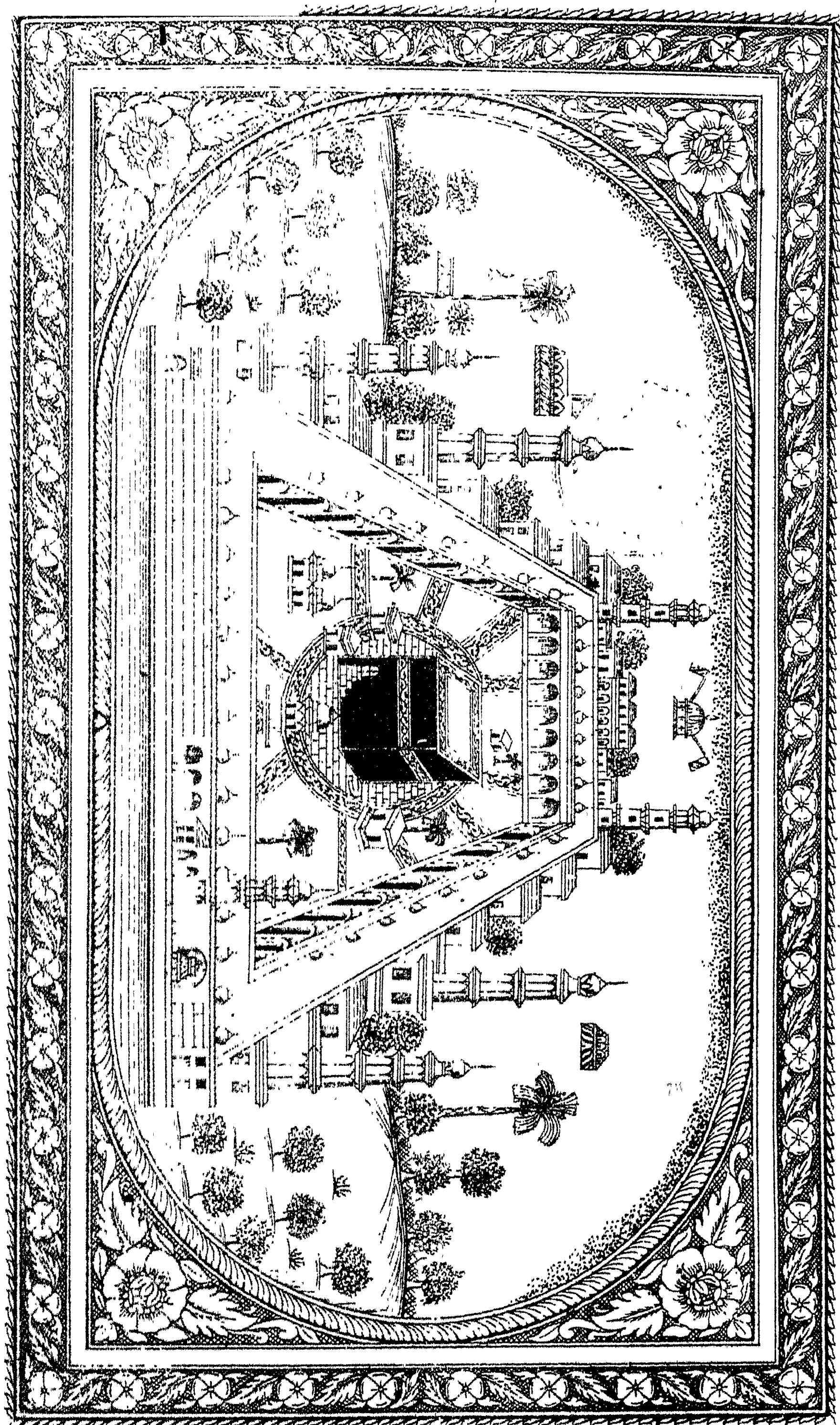
کرون اوسکی توحید کا کچھ بیان — اگرچہ ہے قاصر قلم تا زبان

وہ قادر ہی اور مقتدر اور ملیک — وہ لاریب ہے وحدہٗ لاشریک

بیان ثنا مین اوٹھا کر قلم — صفت اوسکی وحدت کی کر اب رقم

نہ اوسکا پدر ہے نہ دختر کوئی — نہ مادر برادر نہ خواہر کوئی





الٰہی تو بے مثل و مانند ہے — پدر ہے کسی کا نہ فرزند ہے
تو ہی خالقِ خلق ربِّ کریم — بلا شبہہ تو ہے غفور الرّحیم
تو معبود ہی اور بندی ہین سب — جو دارین مین مردی زندی ہین سب
یہ سب جن و انس اور ارض و سما — ہوئی ربّ فی اِک کن سی ہین برملا
نئی شکل و صورت سی ہین آشکار — یہ عالم جو ہین تیری ہژدہ ہزار
دیا مہر اور مہ کو تو نے وہ نور — کہ ہی روز و شب کا اُنہین سی ظہور
نمایان ہی صنعت تری ہر کہین — بنائی ہین تو نے زمان و زمین
تری ابرِ فیضان سی دہر مین — گل و برگ یکسر تر و تازہ ہین
کوئی خلق تیری نہ بیجان ہی — ہر اِک شی مین اک طرح کی جان ہی

نہین کچھ چھپا تجھسے معبود ہی
تری علم مین جملہ موجود ہی

جو حور و ملک جن و انسان ہین
تری شانِ عظمت مین حیران ہین

تری دستِ قدرت مین ہی سبکی جان
تری مہربانی سی کُل مہربان

تری آفریدہ ہین سب نیک و زشت
بنائی ہین تونی ہی دوزخ بہشت

کسی کو دیا تونی جنت مین گھر
کسی کو رکھا درمیانِ سقر

نہین ہی کسی سمت رفت و گذشت
ہی بی شبہہ تیری طرف بازگشت

تو معبود و خالق ہے پروردگار
تو روزی رسان اور آمرزگار

بشر کو کیا پاک ہے خاک سے
مشرف کیا عقل و ادراک سے

ہر اِک عقدِ مشکل کو تجھسی کشود
تری فضل سی ہی عدم کو وجود

تجھی فوق سب پر ہی ربّ انام
تری ذات کو ہی ہمیشہ قیام

عطا تو نی کی ہی ہمین چشم دید
دئی تو نی ہی ہمین یہ گوش شنید

ہوئی حکم سی تیرے گویا زبان
دئی دست صنعت عطا کی توان

دئی پانون تو نی برای خرام
سراپا مین بھر دی ہی قدرت تمام

عجب آب سی تاب گوہر کو دی
چمک اور دمک خوب جوہر کو دی

دئی سنگ مین نقش لاکھون نکال
سفید اور سیہ زرد و سبز اور لعل

بنائی ہے کوئی نہ بیکار شی
رکھی صنعت اپنی ہر اک شی مین ہے

نہین تیری قدرت کی ہی انتہا
قلم سرنگون ہو کی یان رُک گیا

نبی جب ہون عاجز ثنا مین تری
تو پھر کیون نہ قاصر زبان ہو مری

یہان دم زدن کی نہین جا ہی
بجز عاجزی کچھہ نہ بن آئی ہی

ہدایت کو بھیجی بہت سی رسول
کتابون نی پایا ہی اونپر نزول

یہ تیری عنایت سی ہی رب کریم
کہ ہمکو دکھائی رہِ مستقیم

ملی راہ جو اہل سنت کو ہی
گئی صاف وہ سیدہی جنت کو ہی

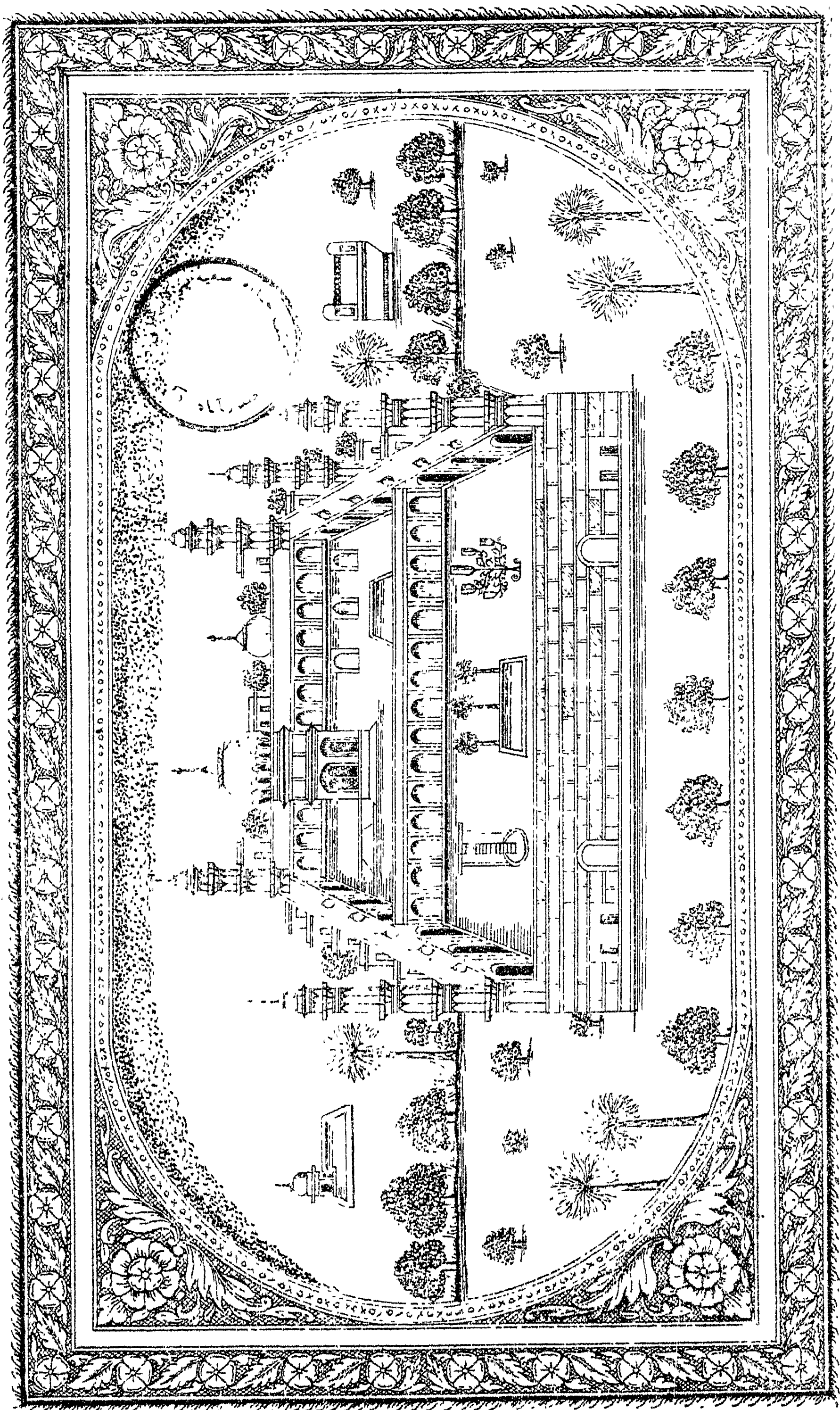
یہان جتنی آئی پیمبر تمام
رسالت مین اونکی نہین کچھہ کلام

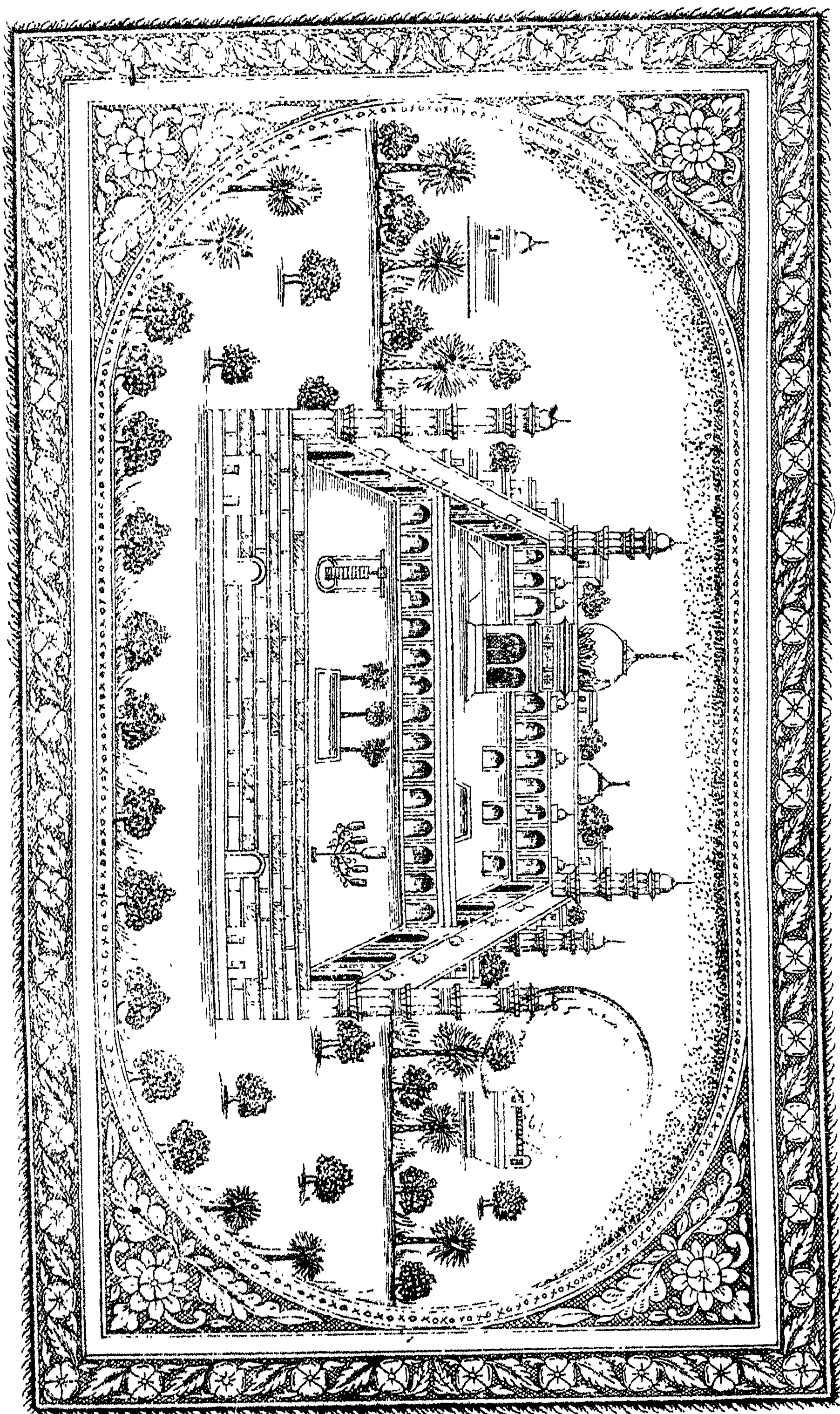
مین اب بھیجکر اونپہ اپنا سلام
کرون حمد کو تیری مین اختتام

نعت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنین عام و خاص اسکو ہو کر رجوع
کہ ہوتی ہی نعت نبی اب شروع

صفت اوس نبیؐ کی ہی لکھنا ضرور
ہوا نور خالق کا جس سی ظہور





زبان سی سنین نام احمد کا جب — صلوٰة وسلام اون پہ پونچائین سب
وہ ہین فخرِ عالم محمدؐ ہی نام — درود اون پہ پڑہ کر مین بھیجون سلام
لقب حق سی پایا ہی خیر الانام — ہوئی ہی نبوت اونہین پر تمام
وہ معراج مین لامکان پر گئے — وہان کام امت کی سب طے کئی
جو آدم سی عیسیٰ تلک ہین نبی — وہ اس مرتبہ کو نہ پہونچے کبھی
نہین کوئی رکھتا پیمبر یہ جاہ — کہ جنت مین قبل آپکی پائی راہ
بنے ہی حشر مین جب صف مرسلان — تو ہونگی امام اونکی حضرت وہان
ہوا اونکا رائج جو دینِ متین — ہوئی ساری منسوخ سب پہلی دین
جہان کفر سی جملہ تاریک تھا — ہوا شمع اسلام سی پر ضیا

اور اعجاز و اوصاف اکثر وہ تھی — جو مخصوص تھی آپ کی ذات سی

سراپا مین اونکی بھرا تھا وہ نور — کہ پرچھائین سی بھی سیاہی تھی دور

وہ جسم مبارک جو تھا جملہ نور — اسی وجہ سی تھا وہ سایہ سی دور

جو سینہ مبارک تھا کر اوسکو چاک — بھر اوسمین جبریل نی نور پاک

بہت آپکی معجزی ہین عیان — ولی مختصر یان ہی اُنکا بیان

پڑھی تھی نہ اک حرف بھی وہ ولی — تھی چودہ طبق لوح دل پر کھُلی

اشاری سی اُنگلی کی شق القمر — بہت صاف دکھلا دیا چرخ پر

تھا فارس مین آتشکدہ جو بڑا — وہ حضرت کی روز تولد بجھا

گری اوندھی مُنہ بت جہانکی تمام — جہان مین جب آئی ذوالاحترام

نہیں نعت احمد کی ہی انتہا | یہ کچھ بھی نہیں ہی جو مینے کہا
رہی ہوش جبتک مری جان مین | درود آپ پر بھیجون ہر آن مین

منقبت اصحاب کبار رضی اللہ عنہم

صحابہ جو ہین شاہِ لولاک کے | وہ مقبول ہین ایزدِ پاک کے
وہ تھی سب کے سب اہلِ عز و وقار | ہوا اون پر سدا رحمت کردگار
جو عالی مراتب ہین یہ چار یار | صحابہ مین افزون ہی اونکا وقار
ابو بکر و فاروق و عثمان علی | امام و جری با حیا و سخی
ہوا اونکو تاج خلافت عطا | مطیع اونکا سب مومنونکو کیا
ابو بکر اول ہوے ہین امام | وہ مشہور عالم مین ہین نیک نام

ہوا فضل رب اونکی یہ شان مین
کہ فرمائی توصیف قرآن مین

ثنا اونکی کیونکر ہو مجھسے بیان
رسول خدا خود ہوئی مدح خوان

امام دویم ہین جناب عمر
فتوحات انسے ہوئی بیشتر

بڑہا کر شجاعت کی شمشیر تیز
ہزارون کئی قتل وقت ستیز

مسخر کیا روم و ایران و شام
ڈرا اونکی ہیبت سے عالم تمام

ہوی عہد مین اونکی کیسی یہ کام
بڑہی شان اسلام کی لاکلام

خلیفہ سوم ہین جو عثمان غنی
ثنا و صفت اونکی یہ ہی سنی

اونہین نی کیا جمع قرآن پاک
ہی جس طرح در لوح رحمان پاک

حیا و فضیلت مین ہین انتخاب
عبادات و تقوی مین ہین لاجواب

ملی اونکو حضرت سی یہ زیب و زین
کہ بیاہین اونہین اپنی دو نور عین

چہارم علی مرتضی نامدار
سر یر خلافت کے ہین تاجدار

شجاع و سر سروران زمن
لقب اونکا ہی شاہ خیبر شکن

وہ حضرت کی ہین خویش و فرزند عم
ہوی آپ سی دوہری رشتہ بہم

کسی ہی فضیلت مین اونکی کلام
وہ سردار امت کی ہین اور امام

یہ چارون خلیفہ ہین اور پیشوا
کرو پیروی انکی اور اقتدا

ہوان سب پہ رحمت خدا کی مدام
بحق محمد علیہ السلام

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی تو کر عرض میری قبول
طفیل جناب محمد رسول

سوا تیری میرا نہین کوئی ہی — یہان اور وہان توہی توہی ہی

مری جتنی ہین کار دنیا و دین — سنواری گا توہی وہین بالیقین

مری حاجتین جملہ برلا خدا — کرون غیر سی کچھ نہ مین التجا

مین اس دار فانی مین جبتک جیون — اطاعت مین تیری مین یارب رہون

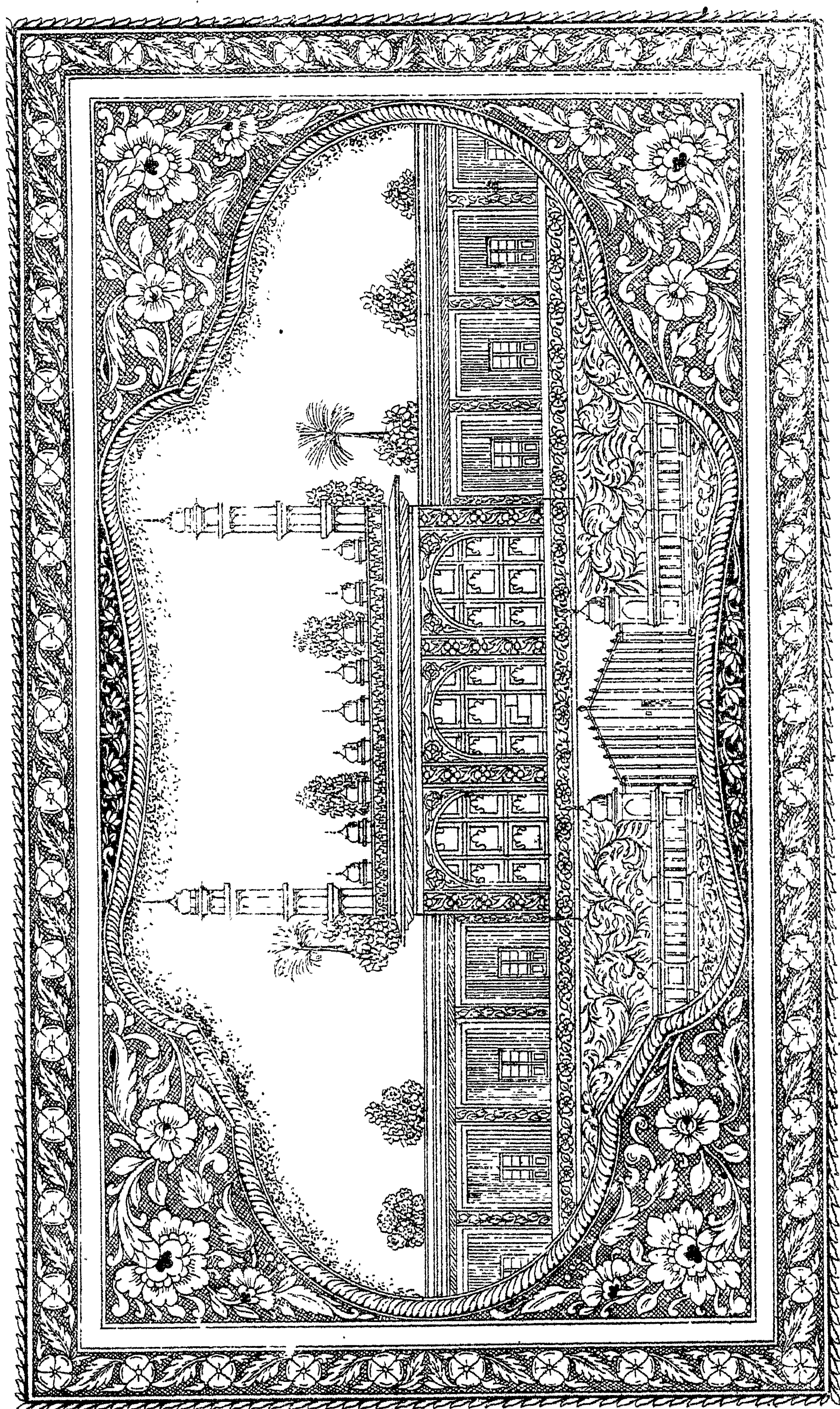
گناہون مین آلودہ ہون ای کریم — معاف اونکو کر ای غفور الرحیم

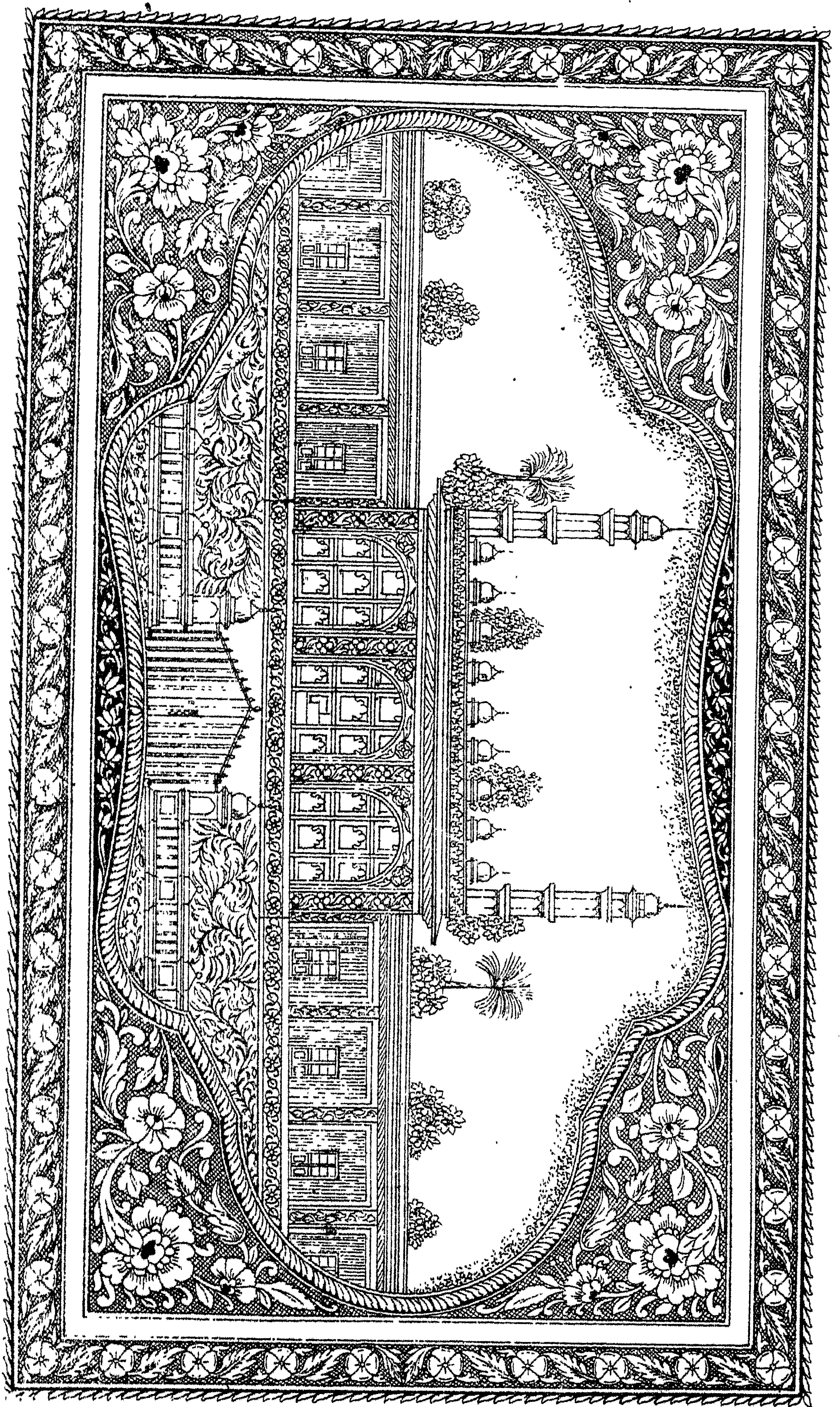
تو کر مغفرت میری پروردگار — نہ عقبی مین کیجیو مجھی شرمسار

رہون یان مین دنیا مین عزت کی ساتھ — اٹھون آخرت مین بھی حرمت کی ساتھ

تری فضل سی پائی جو راہ راست — ہو میری اسی مین حیات و ممات

پرستش مین تیری خداوند پاک — رہی سر بہ سجدہ میری مشت خاک





مٹا کر میرا غم مجھی شاد کر — مرے دشمنوں کو تو برباد کر

برآویں مری آرزوئیں تمام — اور احباب میری رہیں شادکام

ہو جب نزع تب بھی میں لوں تیرا نام — بجز اسکی مُنھ سی نہ نکلی کلام

چلوں فضل سی تیری راہِ صواب — تری دید سی کل کو ہوں کامیاب

شفاعت کریں میری حضرت رسول — دعا یہ مری کر لی ای ربّ قبول

جو حضرت کی آل اور اصحاب ہیں — تو رکھہ مستقیم اونکی اخلاص میں

مناجات یہ ہی بصد درد و غم — نہو مجھکو کونین میں کچھہ الم

کروں اس سخن پر میں ختم کلام

کہ پہونچی محمد پہ میرا سلام

اوصاف راستی کے

کشادہ ہو سچ کا خدا مجھسی باب
لکھوں سچی حالات مین مین کتاب

نہایت مجھی راستی ہی پسند
سر راستی ہی جہان مین بلند

دل و جانکو ہی راستی سی فروغ
نہین ایک ذرّہ ہی اسمین دروغ

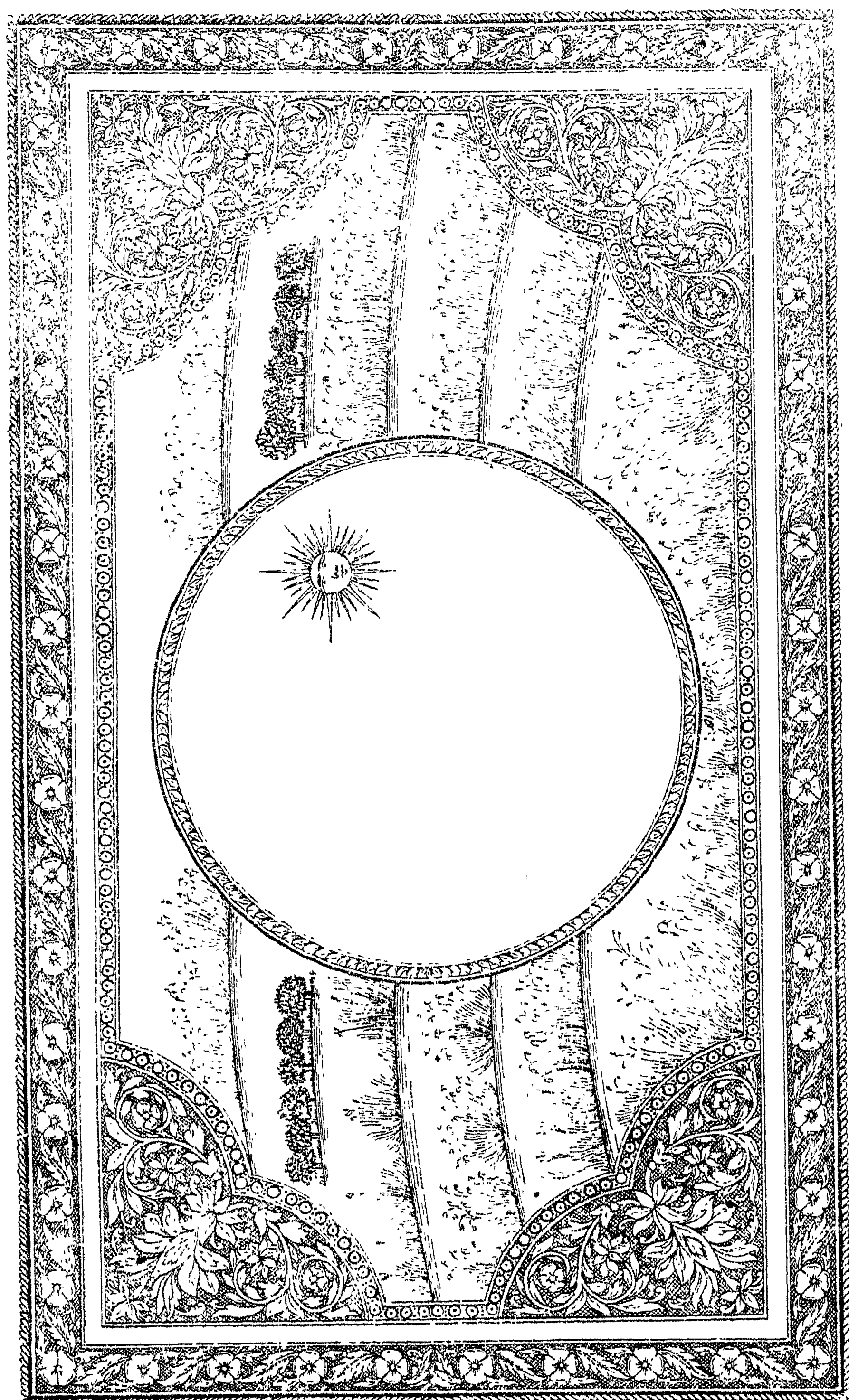
کہ ہی راستی داخل ایمان مین
صفت اسکی آئی ہی قرآن مین

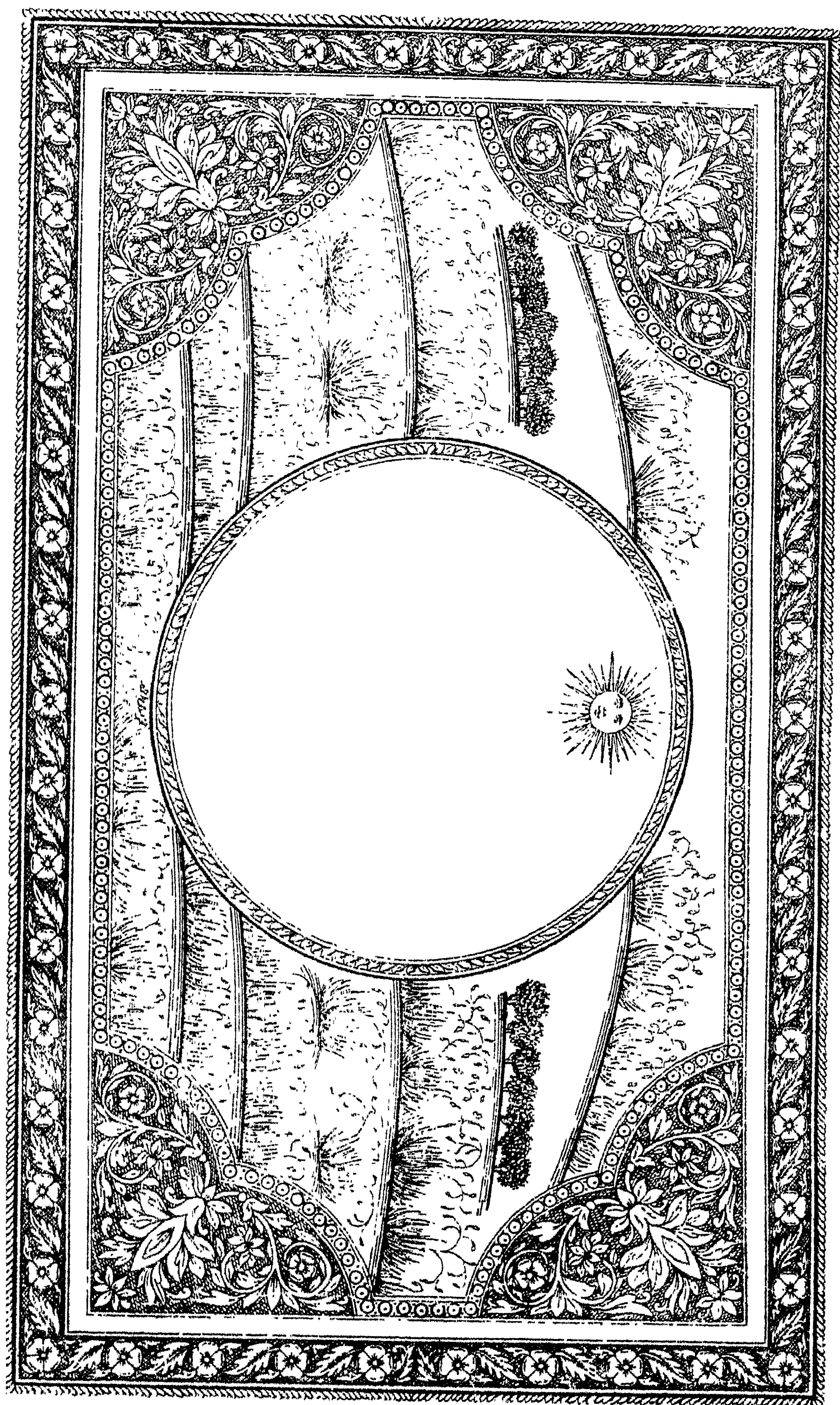
بڑہاتا ہی سچ دو جہان مین وقار
مجھی سچ کی توفیق دی کردگار

ہی ہر ایک جا صدق سی افتخار
خردمند کرتی ہین سچ اختیار

ہمیشہ رہی سچ سی نیکون مین نام
سنورجاتی ہین سچ سی سب کاروکام

خدا سچ سی راضی ہی خوش ہین رسول
بہت سچی سچی ہر ایک جا قبول





ہوا قصۂ صدق کا مجکو شوق
لکھی مثنوی ہی یہ سچی بذوق

سدا سچ کی جلوی سی میرا کلام
خدایا رہے ہے افتخار انام

کیفیت گردون کی

وہ می دی کہ دی مجکو بال ملک
کرون ساقیا تا کہ سیر فلک

پیا پی پلا جام دو تین چار
کہ دکھلاؤن مین تجکو تازہ بہار

بندھا ہی یہ اسوقت مجکو خیال
کہ افلاک کا کچھہ لکھون اب مین حال

کتابون مین جو کچھہ ہی اسکا بیان
لکھون اوسکی مین مختصر داستان

لکھی اہل تحقیق نی ہی یہ بات
کہ جز عرش و کرسی ہین افلاک سات

ہوا جبکہ عالم مین انکا وجود
مدوّر بنی شکل رنگت کبود

طویل و عریض و رفیع اسقدر ۔ کہ گر جائین واں جن تو جلجائین پر

وسیع ایسا ہر ایک وسعت مین ہی ۔ ہو اندیشہ سی ایک گوشہ نہ طی

جو ہی ایک سی ایک کا فاصلا ۔ مسافت مین ہی پانسو سال کا

عجب آسمان کو یہ جلوہ دیا ۔ کواکب سی اسکو چراغان کیا

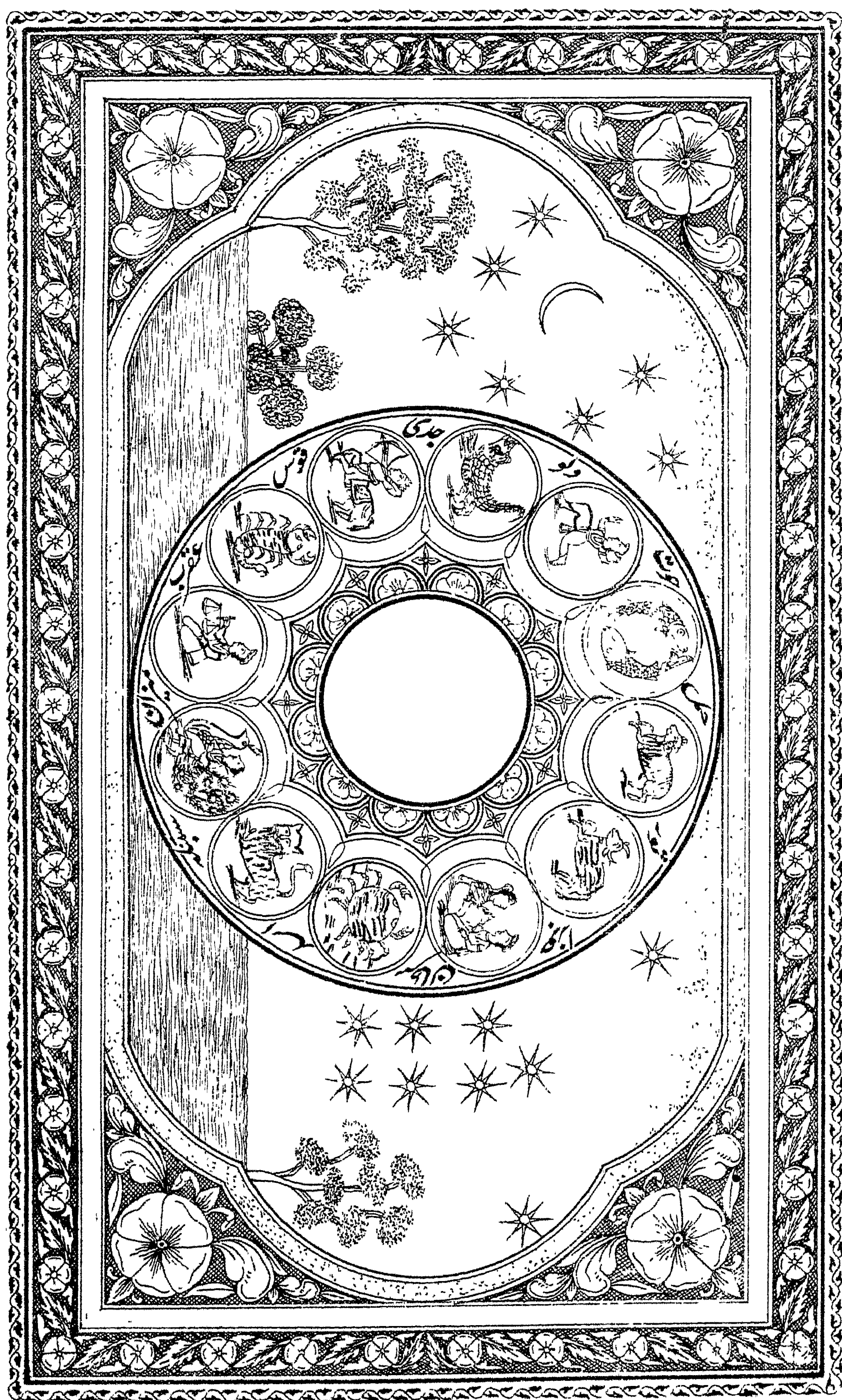
تہ و بالا ہفت آسمان جب بنی ۔ تو ان مین ستاری چمکنے لگے

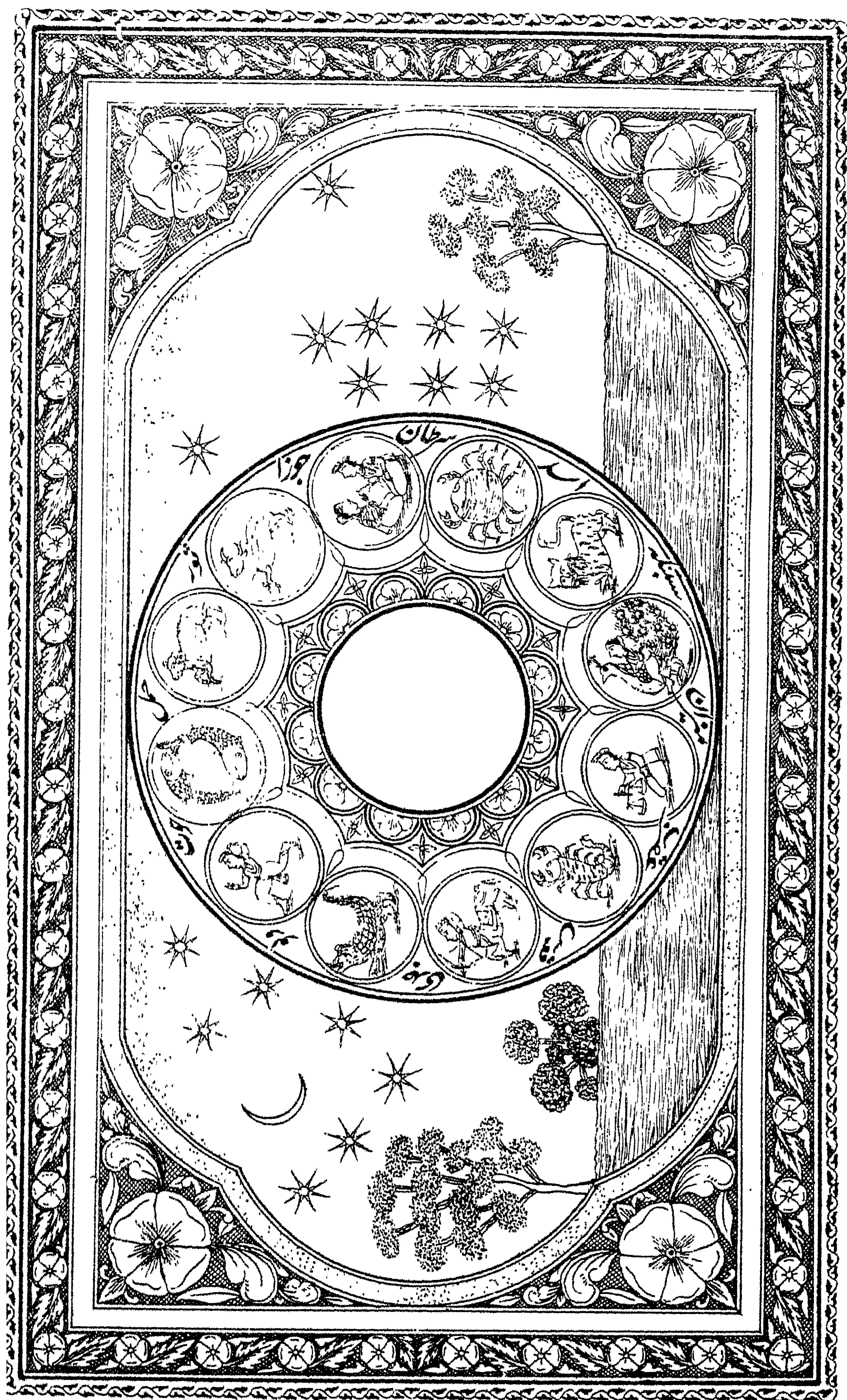
درخشان جب انجم فلک پر ہوی ۔ زمین و زمان سب منور ہوی

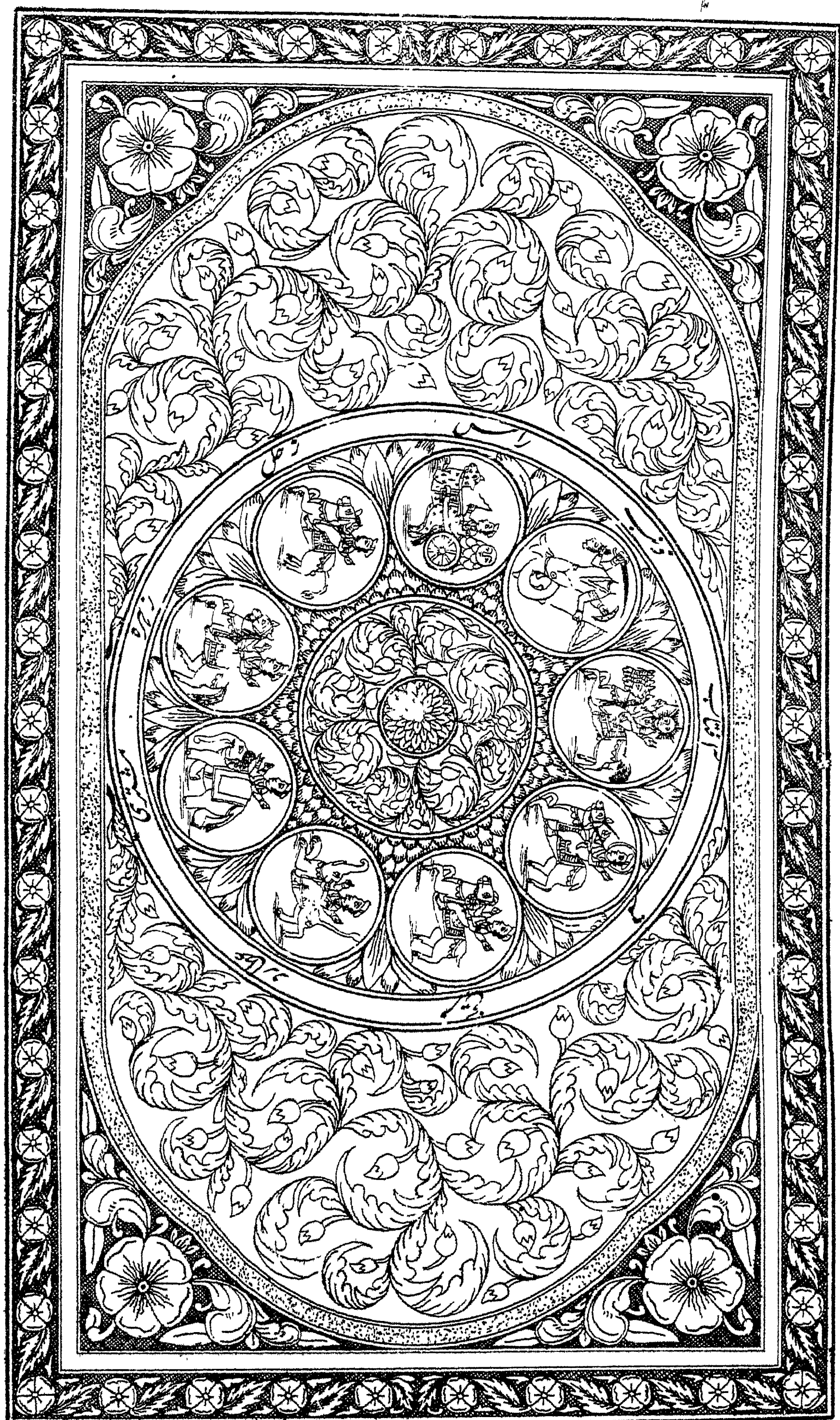
بروج ان پہ قایم کئی جا بجا ۔ ملایک سی آباد انکو کیا

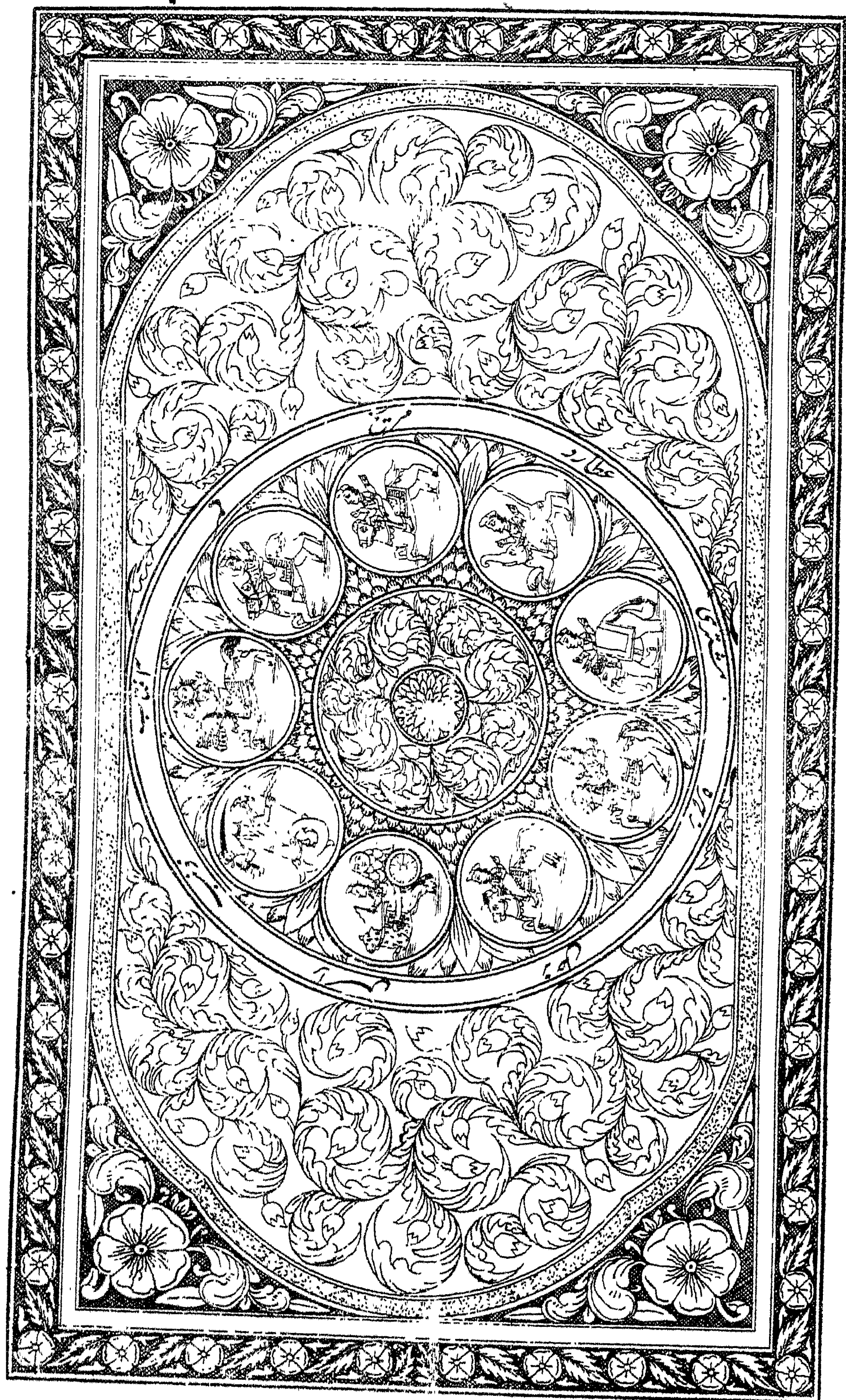
جو کرتی ہین یہ رات دن گشت و دو ۔ حقیقت یہ اوسکی بھی کرلی تو غور

بنی چرخ سب مثل گولی کی ہین ۔ سدا رہتی ہین سب کے سب گشت مین


جدی
دلو
قوس
عقرب
میزان


سرطان
جوزا





یہ چکر مین رہتی ہین ہر دم مدام
کوئی ساعت انکو نہین ہی قیام

یہ عالم اثر گاہ اون کا ہوا
وہ پھرتی ہین گرد اسکی جون آسیا

نہین کا وہ گردی سی ان کو قرار
ٹھہرتی نہین ایک جا زینہار

نہین انکی چکر سی چکراؤ تم
ذرا اور آگاہ ہو جاؤ تم

اُٹھاؤ نظر جانب آسمان
دکھاؤن تمھین دوسرا اب سمان

حقیقت یہان چرخ کی چھوڑکر
ہی برجون کی حالات پر اب نظر

بیان بروج آسمان

وہ ساغر پلا صاف ہو جسکا کانچ
نہ دیکھی مین کر ساقیا سات پانچ

جو بارہ بنی برج افلاک پر
مین احوال اونکا کہون سر بسر

ہوا ہی فلک کا زیب و عروج — اور اوس مین ستارونکی گہر ہین برج

یہ قایم ہوئی جب ہر ایک چرخ پر — ہوئی مختلف شکل سی جلوہ گر

بنی برج جب ساری یہ جابجا — مقیم اپنی منزل پہ ہر اِک ہوا

نہین کرتی از خود ہین گشت چرخ — سدا دور کرتی ہین ہمراہ چرخ

ہی ہر برج کی شان و ہیئت جدا — مفصل سنو ان کا نام اور پتا

ستارہ شناسون سی سنتی ہین ہم — وہ گنتی ہین یون بارہ برجین بہم

حمل ثور جوزا و سرطان اسد — ہین پہر عقرب و سنبلہ مستند

ہی پہر جدی اور دلو و میزان و حوت — ہی پہر قوس با قدرتِ لا یموت

ہوئی ختم بس بارہ برجون کی نام — مین اب اونکی شکلین بتاؤن تمام

اشکال بروج آسمان

حمل مینڈھی کی شکل ہی ہوبہو
سمجھ حوت کو مثل ماہی کی تو

پتہ دلو کا دون مین سب تجھپہ کھول
کہ کہتی ہین ہندی مین سب اُسکو ڈول

کھڑا اوسکی اندر ہی ایک مرد وا
لو اب دلو کا حال پورا ہوا

جدی اسکی آگی جو ہی بج اور
کرو اوسکی نقشہ پہ بھی خوب غور

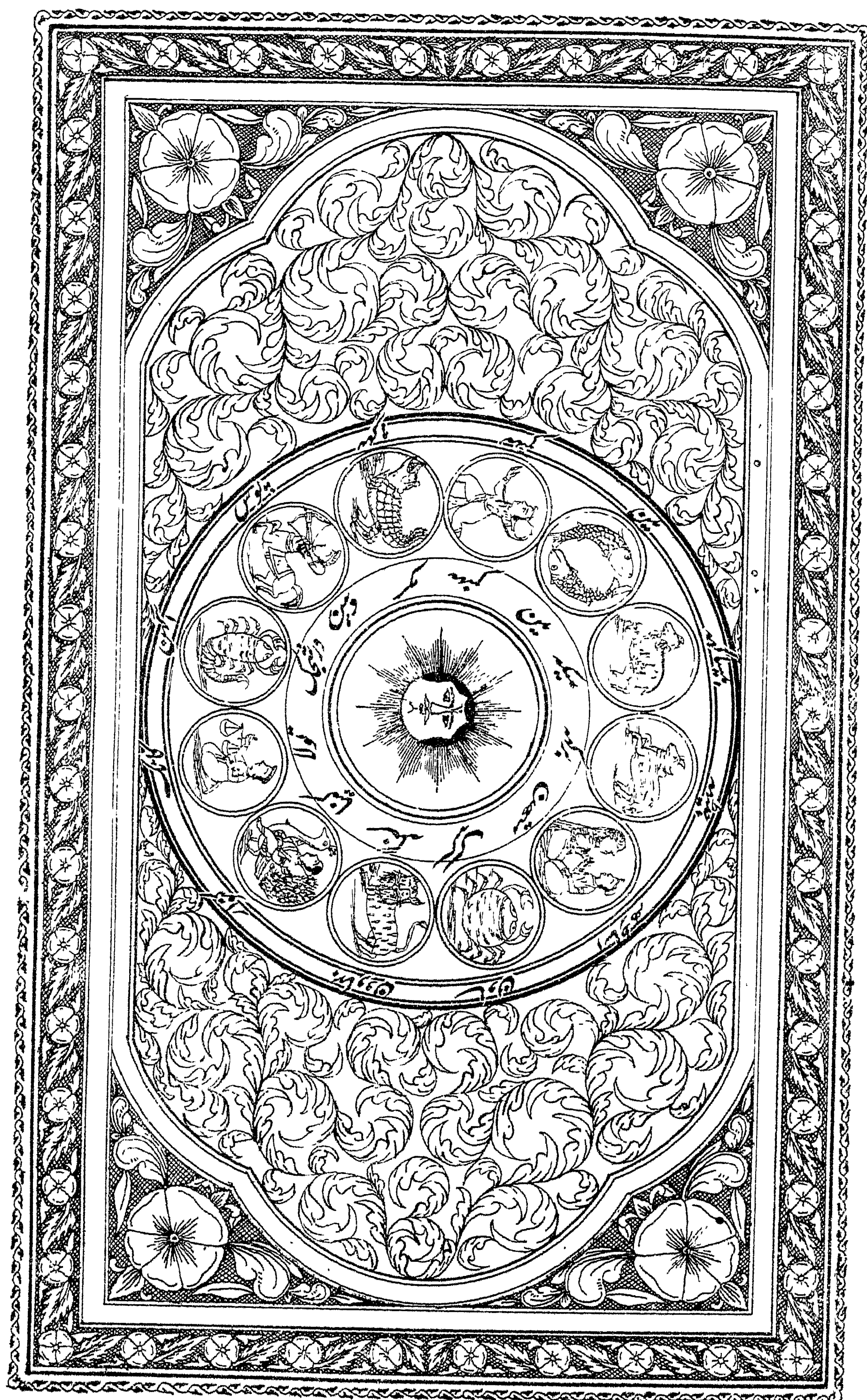
جو انجم کی ہین اوسمین نقش و نگار
ملی ہی سب اوس سی شکل آشکار

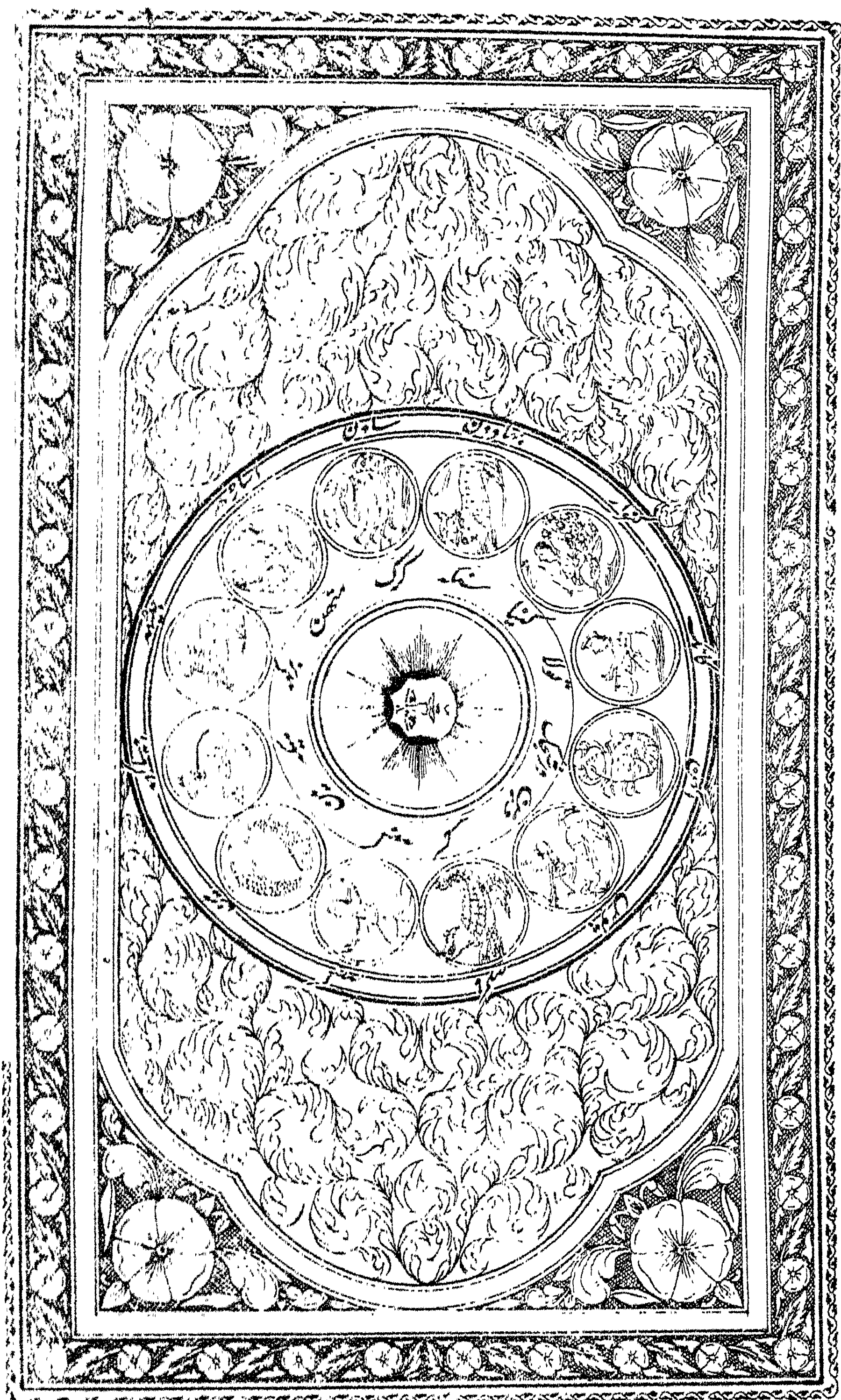
تن قوس پر ہی ہر اک کا گمان
کہ نکلا تن اسپ سی اک جوان

لئی ہاتھ مین ہی وہ تیر و کمان
شکوہ و شجاعت ہی اوس سی عیان

سنو برج عقرب کا یہ حال ہی
بعینہ وہ بچھو کی تمثال ہی

خیال اسکی تفتیش کا کردی زار | کری نیش اندیشہ دل کو فگار
رہو چپ کرو خوف اب جان کا | سنو بعد ازین حال میزان کا
سمجھہ شکل کا اوسکی یہ حال ہی | ترازو لئی بیٹھا بقال ہی
لکھون سنبلہ کا مین اب آگی حال | تو جان اسکی کوکب کو گندم کی بال
ہی طاؤس پر ایک عورت سوار | جمال اپنا دکھلاتی ہی وہ نگار
اسد کو جو پوچھی تو ہو جاد لید | چلا گو نجتا آتا ہی آگی شیر
کری سمت سرطان کوئی گر نظر | گمان کینکڑی کا ہو اوس شکل پر
یہی قول جوزا کی ہیئت مین سن | ملی بیٹھین ہین شکل دو بی سخن
اگر جانب ثور دیکھے گا تو | اوسی صورت گاو سمجھی گا تو





ہوا ختم برجون کا پورا یہ دور
بس اب کر رقم خامہ کچھ حال اور

بیان سبع سیارہ

پلا مجکو ساقی شراب کہن
کہ جمتی ہی انجم کی اب انجمن

لکہون سبع سیارہ کا حال مین
بیان ہی یہ اب اونکی احوال مین

جو ہی اہل تنجیم کی گفتگو
سنو اوسکو تم مجہسی سب موبمو

ہوا منکشف اونکو جس طرح ہی
حساب و شمار اون کا اس طرح ہی

کہ ہین گرچہ اختر بہت چرخ پر
ولی ان مین یہ سات ہین نامور

ہی خورشید شاہ اور قمر ہی وزیر
عطارد ہی گردون پہ نامی دبیر

دیا مشتری کو قضا کا وقار
ہی مریخ ترک فلک نامدار

ہی زہرہ کا پیشہ تو رقص و غنا
زحل بانیِ کار زردی ہوا

ہوئی ہفت کوکب کی پوری یہ نام
لکھی خدمت و عہدی منصب تمام

ہے اب چرخ و انجم کا جو ختم حال
پسند ہا اور مجکو یہ نازک خیال

کہ ہوتا تزلزل ہے دنیا مین جو
یہ تفصیل وجہ اوسکی معلوم ہو

کیفیت تبدیل زمانہ

دوبارہ چلی ساقی دورِ شراب
کہ ہی ابتدا دورۂ آفتاب

تبدل زمانی کا جو ہی سبب
حقیقت ہوئی اوسکی یون منتخب

جو کامل نجومی ہین اور برہمن
اونہین علم ہئیت سی ہی حسن ظن

وہ اسمین کہتی ہین یون قیل و قال
زمانی کی ایسی بتاتی ہین چال

کہین پہ پچھون ہی وہ کرکی بچاؤ
ہی سورج کی چکر پہ اسکا شمار

ہو جب دورۂ مہر پر آسمان
تو فصلون کا حال اُس سی ہوئی عیان

بدلتا جو ہر بار یہ ڈھنگ ہی
وہ سب گردشِ مہر کا رنگ ہی

طلوع و غروب اوس سی ہو آشکار
عیان جس سی ہوتی ہین لیل و نہار

ہی اوسکی ہی گردش سی شام و پگاہ
اوسی کی ہی جلوی سی روشن ہی ماہ

تپش مین ہی اوسکی یہ رنگ اثر
کہ ہوتی ہین سب پختہ کشت و ثمر

لکھا ہی یہی چال کا اوسکی طور
کہ پوری برس مین وہ کرتا ہی دور

مہینے مین ہر برج کرتا ہی طی
قمر سی ہی یہ بیشتر سست پی

ہی ہندی مین جو ماہ و سن کا حساب
ہوا گردشِ شمس سی انتخاب

ربیع و خریف و خزان و بہار — اسی کی ہین سب دورہی آشکار

گذر مہر کا جب حمل مین ہوا — وہ ہندی مہینہ ہے بیساکھ کا

پہونچتا ہی یہ جا کی جب ثور مین — تو اوس ماہ کو جیٹھ سب کہتے ہین

کری جب یہ جوزا مین اپنا مقام — اساڑھ اسکو کہتی ہین سب لاکلام

اور آوی یہ سرطان مین جب تیر کر — مہینہ ہو ساون کا بس جلوہ گر

اسد مین یہ دی بھینٹ جب آنکر — اوسی ماہ بہادون کا بس دھیان کر

کری جانب سنبلہ کوچ جب — تو کہتی ہین اوس ماہ کو کنوار سب

وہ میزان مین آکی لی جب قرار — مہینہ ہو کاتک کا بس آشکار

وہ عقرب مین جس وقت ہو جا گزین — مہینہ ہو اگھن کا ظاہر وہین

سپر لیکی جب قوس مین آئی ہی
تو وہ پوس کا ماہ کہلائی ہی

وہ کرتا ہی جب جدی مین پا مرآب
کہین ماگھ ماس اوسکو کرکی حساب

کری ہی قیام آکی جب دلو مین
تو پھاگن کا اوسکو مہینہ کہین

یہ پہنچتا ہی جب حوت کی چال مین
مہینہ اوسی چیت کا سب کہین

ہوا شمس کا دور بہی لو تمام
مہینون کی بہی کہدئی ساری نام

سماوات و برج اور ستاری تمام
مفصل بیان کردئی لا کلام

کیفیت زمین

مجہی ساقیا دی وہ اب جام مل
کہلاؤن زمین مین نئی اوس سہی گل

ہوا جب کہ پیدا زمین کا وجود
ہوئین اس سہی اشیا کی عمدہ نمود

اسی سی ہون روئیدہ ہر جزو کل　　نباتات حب غلہ ثمر اور گل

جو سامان ہی ذی روح کی زیست کا　　اسی خاک سی سب مہیا ہوا

جمادات کی بھی ہی ماخذ زمین　　خزینہ و دفینہ کی ہے یہ امین

ہوئی اسپہ قایم رفیع ایسی کوہ　　دبی جس سی گردون کی شان شکوہ

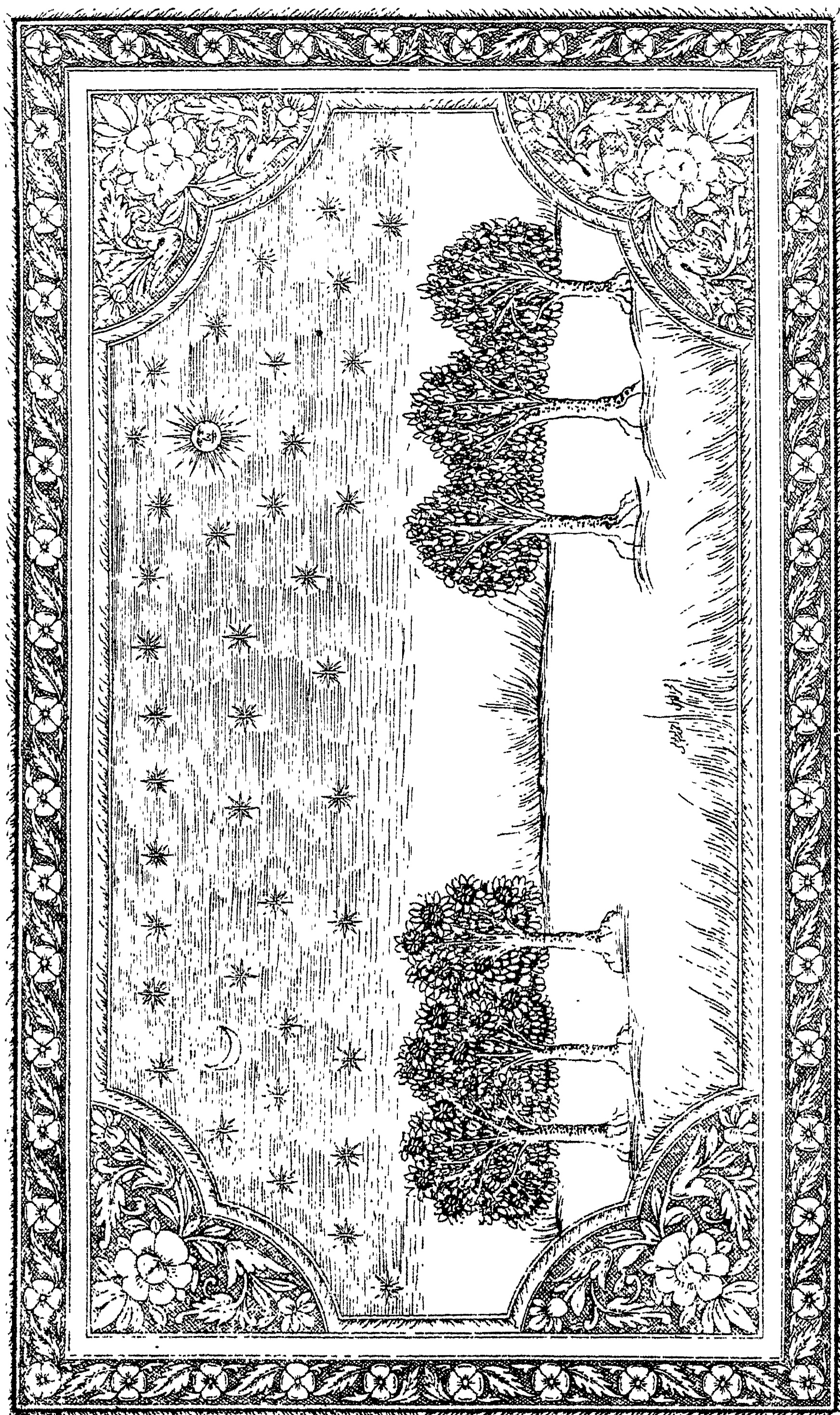
اسی سی ہین پیدا ہزاران شجر　　جو ہر سمت آتی ہین اسپہ نظر

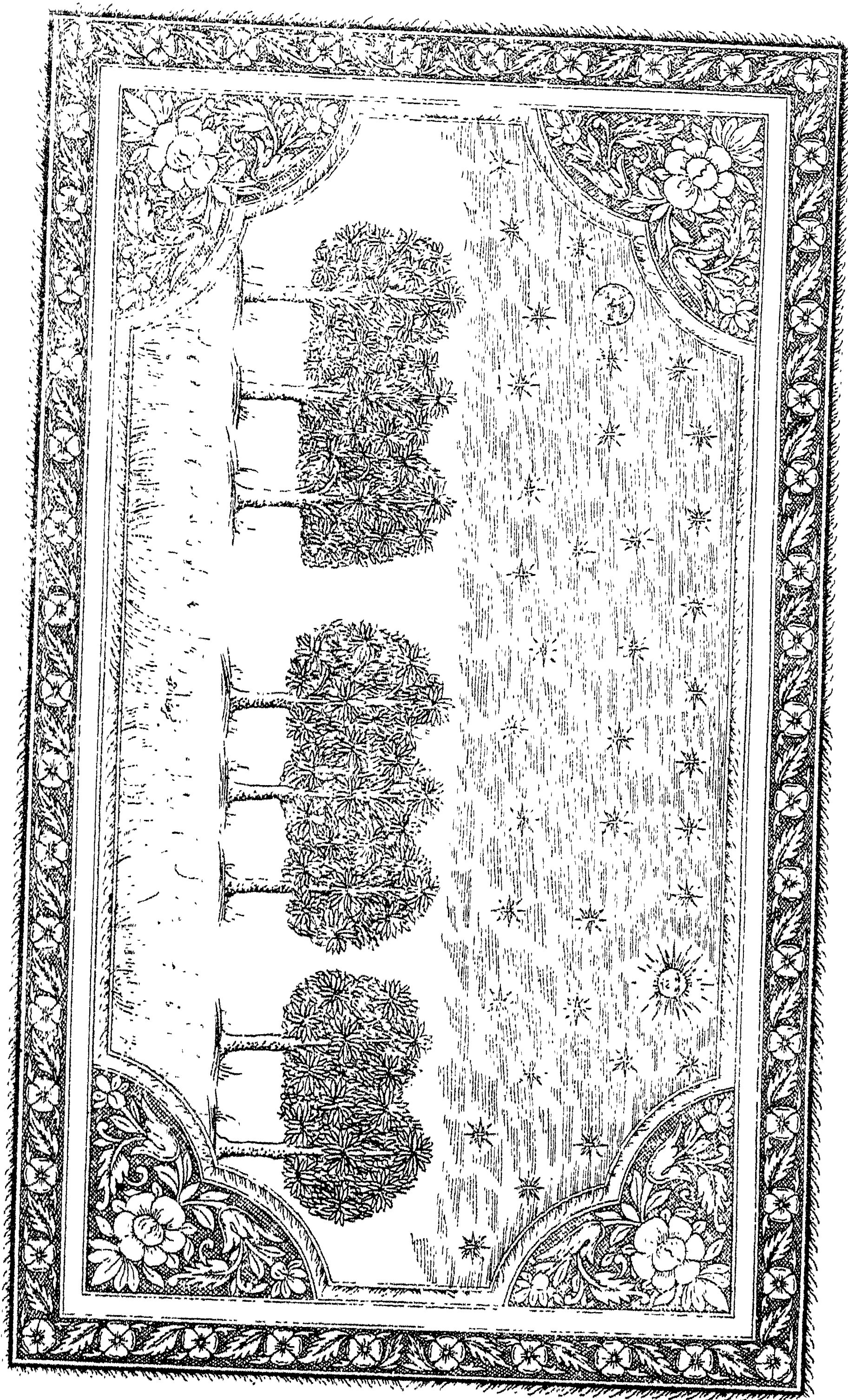
ہر اک قسم کی اور ہر اک نام کی　　نکلتی ہی چوب اس سی ہر کام کی

چرند و پرند اور درندی تمام　　بنی سب اسی گل سی ہین لاکلام

اگرچہ بنی ہے زمین خاکسار　　پر اسمین ہین جوہر بھری بی شمار

عقیق اور پکھراج و نیلم تمام　　بر آمد اسی سی ہین سب لاکلام





زمرد اور الماس و یاقوت بھی ۔ رکھی ہی یہ درج شکم مین سبھی

جواہر مین جو لعل ہین بے بہا ۔ وجود اوسکا بھی اس زمین سی ہوا

فقط نور تن اس سی پیدا نہین ۔ بہت رنگ کی جوہر اوگلی زمین

اسی تو ملا ہی شرف بیشتر ۔ ہوا اور آتش پہ اور آب پر

ہی انسان کی جای مسکن یہی ۔ اسی مین بسی مرد وزن ہین سبھی

اسی سی ہوا ہی بشر کا خمیر ۔ ہی ماوا و ماخذ یہ اول اخیر

معین ہین موسم جو بہر زمان ۔ اسی پر وہ ہوتی ہین پیہم عیان

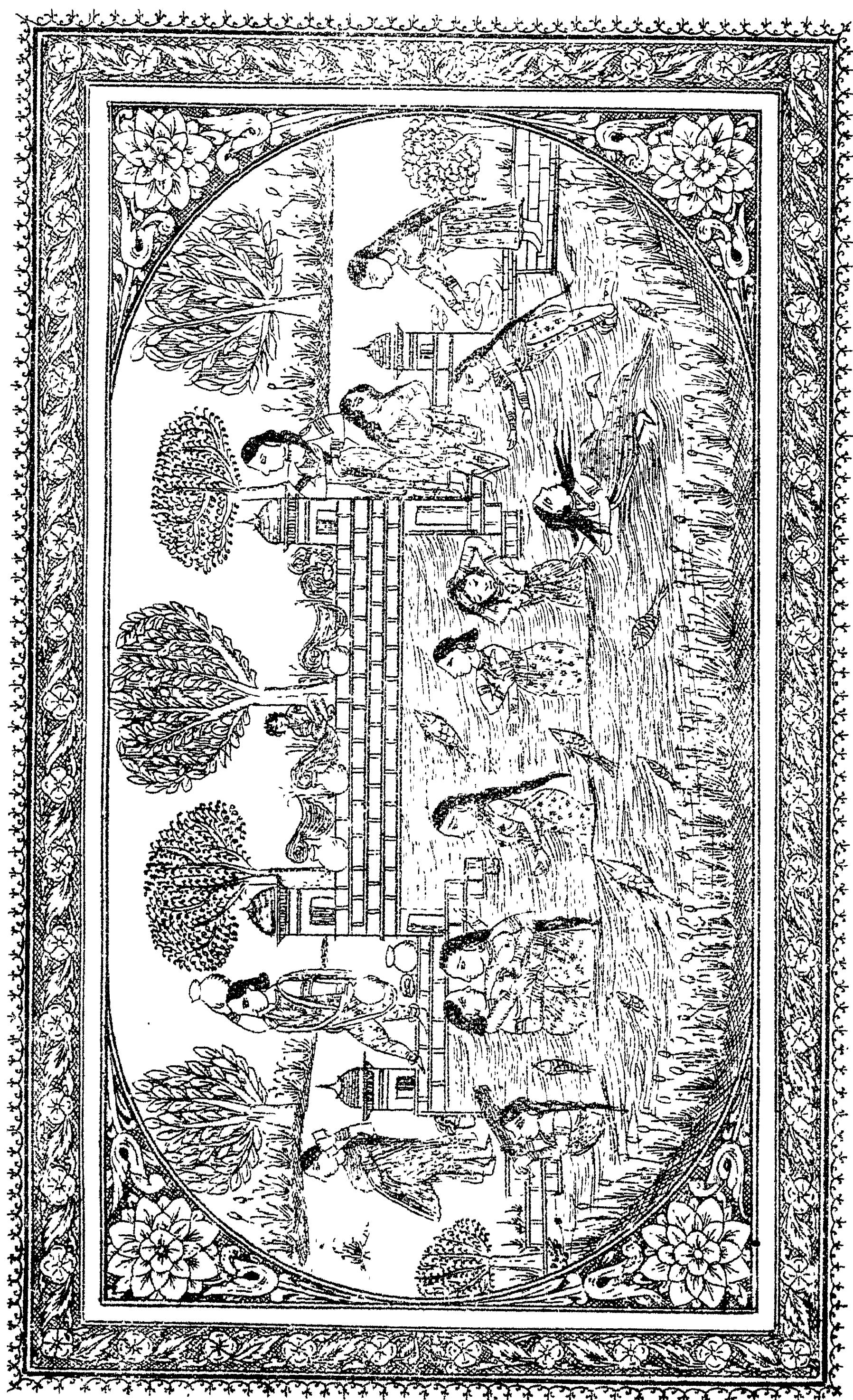
ہر اِک فصل کی آتی ہی جب بہار ۔ اثر اوسکا ہوتا ہی یان آشکار

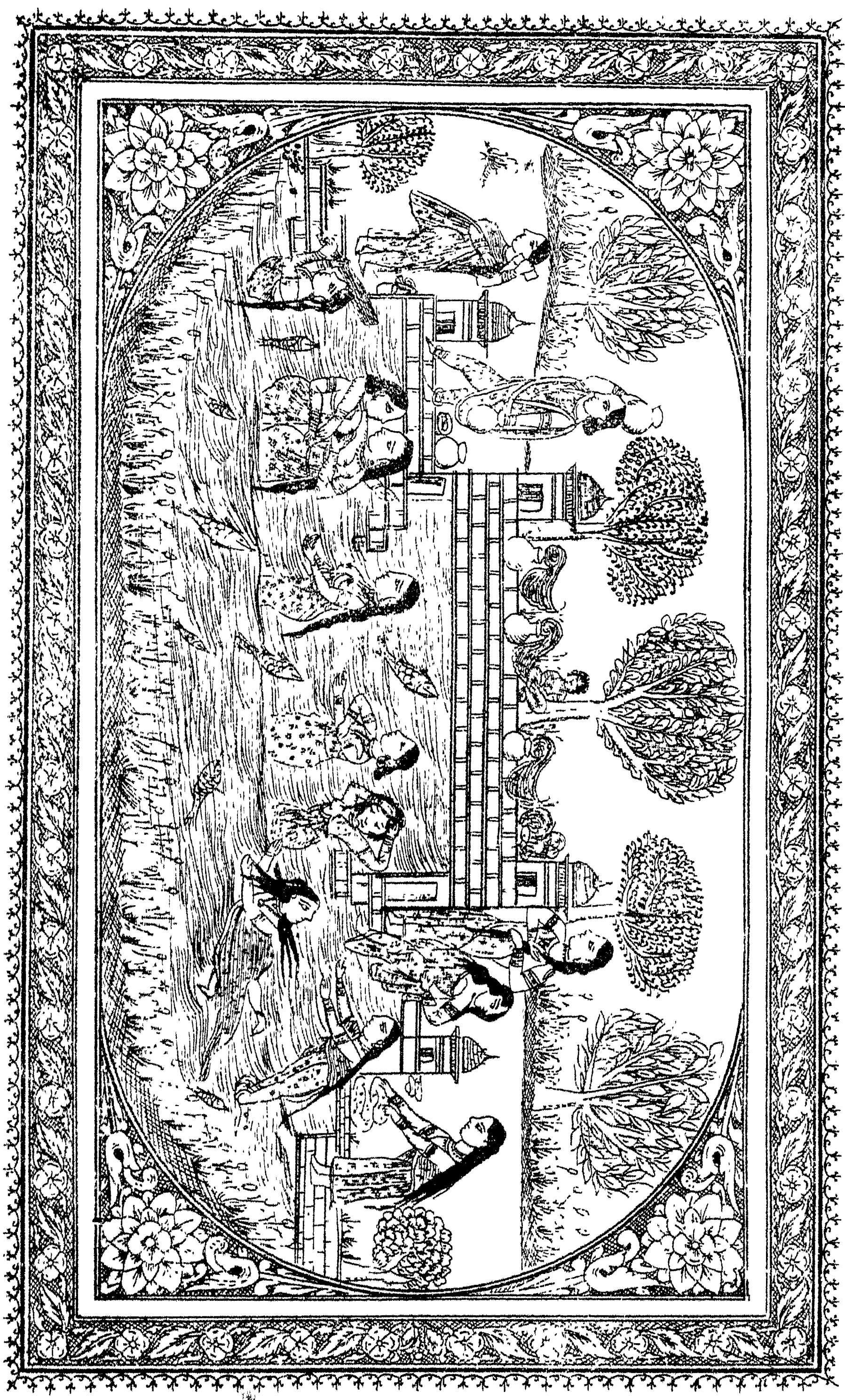
غرض کارخانی ہین جتنی یہان ۔ اِسی سرزمین سی ہین جلوہ کنان

لکھی وصف اسکی کہانتک قلم | کرون حال فصلون کا اب مین رقم

کیفیت فصل ہای سالتمام

چھپا ساقیامت مئی خوش گوار | رتین ہوتی ہین سال کی آنتکا
مشرح یہ فصلون کا سن لوحساب | ہوئین اسطرحسی ہین وہ انتخاب
حساب تو ہندی کی کہتی ہین یہ | کہ ہر سال مین ہوتی فصلین ہین چھہ
گنین جس طرحسی وہ چھہ رت کو ہین | بتاؤن مین تفصیل اونکی تمہین
جنہین علم ہئیت مین ہی دستگاہ | بتاتی ہین ہر فصل کے دو دو ماہ
ہی جس پر کھلا ہئیت و ہندسا | جوان دونون علمون کو ہی جانتا
یہ کہتا ہی ہر ایک ہی فصلی سن | شرح اسکا ہی کنواسی بی سخن





بس آتی ہی جو کنوار کاتک مین فصل — ہوا سرد رُت نام ہندی سی نقل

چلی ٹہنڈی ٹہنڈی ہی اوسمین ہوا — سمجھ لی اوسی جاڑی کی ابتدا

ہو جنس ربیع اسمین پیدا تمام — کٹی جوار مونگ اور اوڑد کا کلام

ہنمنت رکہا ہی اک رُت کا نام — کری اگہن اور پوس مین اختتام

مہینی یہ دو سخت سردی کی ہین — سمجھتی ہین جاڑی کا چلہ انہین

سنگہاڑی شریفی گنا اور بہی — بکثرت کرین اسمین جلوہ گری

جو ماگہ او پہاگن کی رُت آتی ہی — تو پہر وہ ششر رُت گنی جاتی ہی

یہ ہوتی ہی سرما کی فصل اخیر — چلی تیز تیز اسمین صرصر کثیر

ہو تلی رمیلی کا اسمین بڑہاو — چڑہین اس مین قند سیہ کی کڑہاو

لو آمد ہی اب جیت بیساکھ کی | کہ جسکی صفت ہمنی یہہ ہی سنی

انہین سی تو آغاز گرما کا جان | ہی بڑہتی تپش تاب خور کی ہر آن

رکھا نام اس رُت کا سب نے بسنت | ہین اُٹھتی مسیبت اسمین محنت

چنی اور گیہون ہون اسمین نصیب | شکم سیر ہون تا امیر و غریب

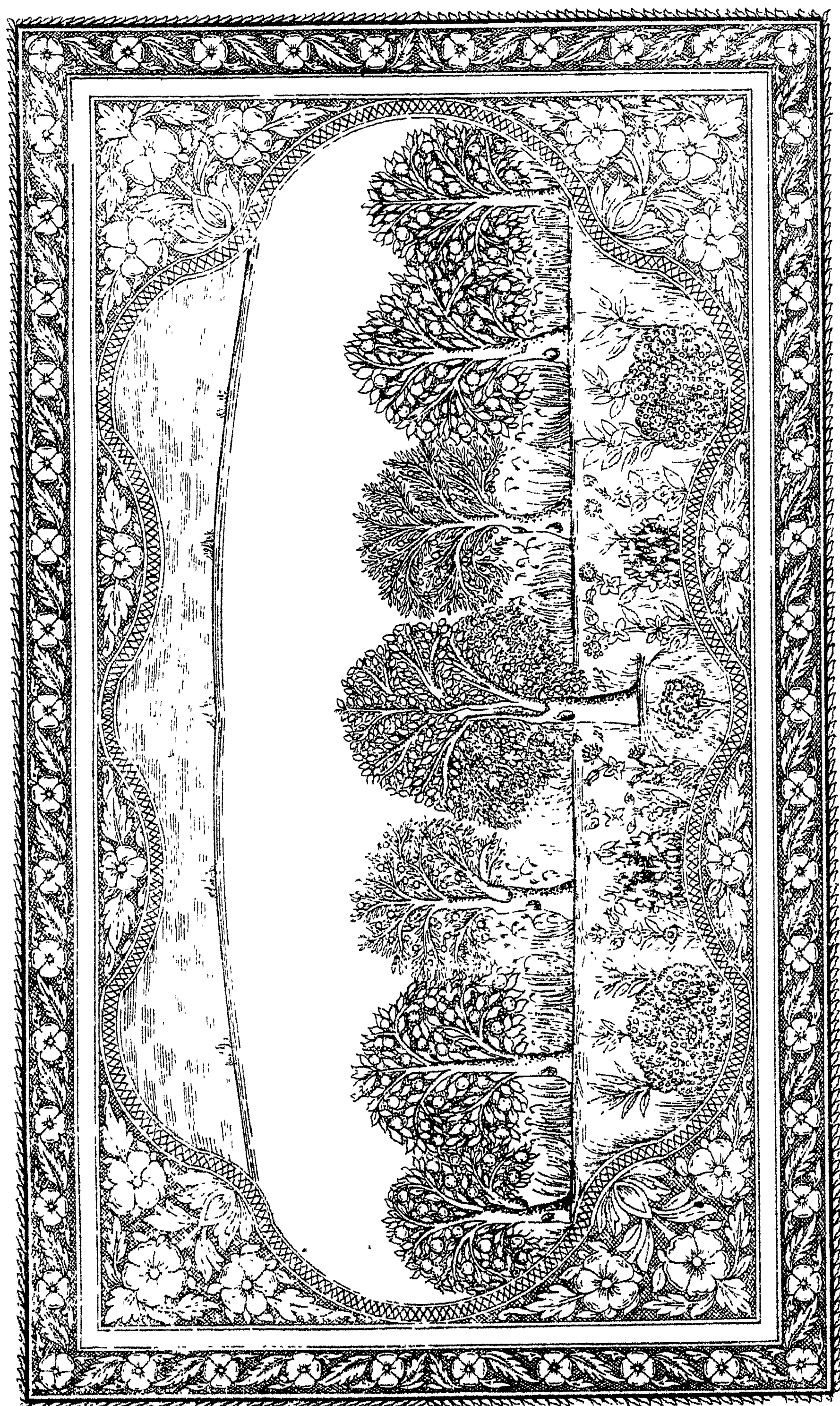
بہت اسمین گرمی ہو ہنگامہ زا | پسینی کے دریا بہین برملا

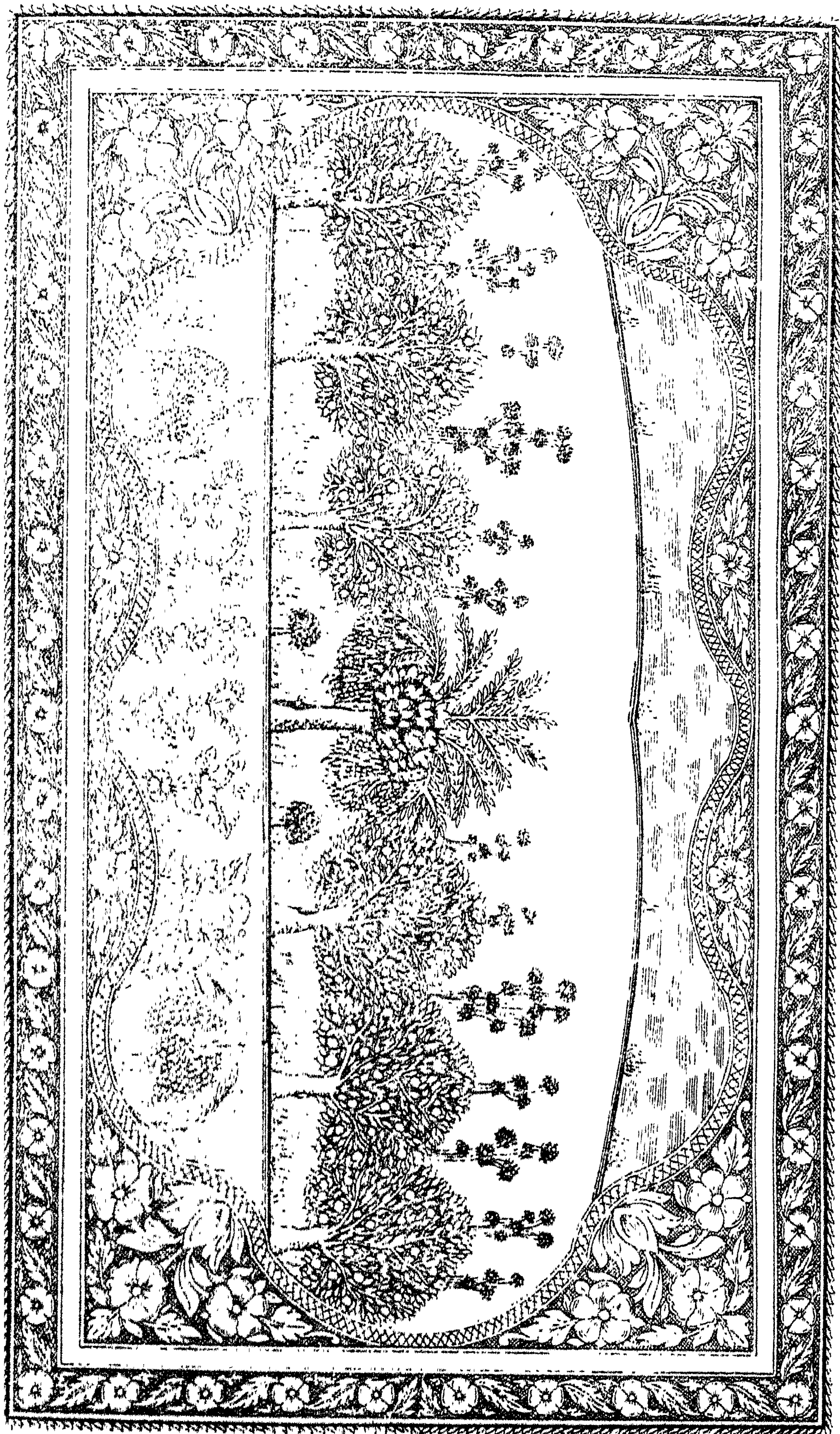
اڑی جیٹھ اساڑہ آگی جب دہوم دہام | ہو برسات کا اسمین سب اژدہام

چلی خوب آندہی گھٹا آتی ہے | گرج کر وہ دل سب کا دہلاتی ہی

گریکہم کی رُت اسکو کہتی ہین سب | خواص اسکی بہی سُن تو تہوڑی سی اب

جو اس رُت کی میوی ہین سُن اونکی نام | اسی مین ہون فالیزین پختہ تمام





یہ تربوز و خربوز ہین ایسی چیز — کہ شیرینی انکی ہی ہر دل عزیز

گرین شاخین جہاڑون سی وہ کیریان — اور آمون کی ہر جا لگین ڈہیریان

ہو اب آئی بارش کی اچہی گہڑی — لگی بہادون ساون کی اسمین جہڑی

اسی کہتی ہین برکہہ رت سب ہنود — ہو سبزی کا ہر جا ہی اسمین وجود

اسی مین ہو ککڑی اسمین ہو پہوٹ — اوٹہو چلکی باڑی مین چہٹی لو لوٹ

یہ فصلین جو اب تمنی مجہسی سنین — انہین طرز ہندی سی مینی گنین

کری سیر جہہ رت کی تو جہوم جہوم — چلو اور آگی مچاؤن مین دہوم

کیا ہی رقم یہ تو حالِ جہان — سنو خطۂ خاص کا اب بیان

ہی کیا خوب اقلیم ہندوستان — کہ ہی فی الحقیقت وہ جنت نشان

صفت سرزمین ہندوستان

مجھی ساقیا دی وان ایسی می
منازل کرون ہند کی جس سی طی

کہ ہی کشور ہند جو بی مثال
ہزارون ہین شہر او ہین لاکھون محال

ہی سرسبز شاداب ساری زمین
اور آب و ہوا ہی بہت خوشترین

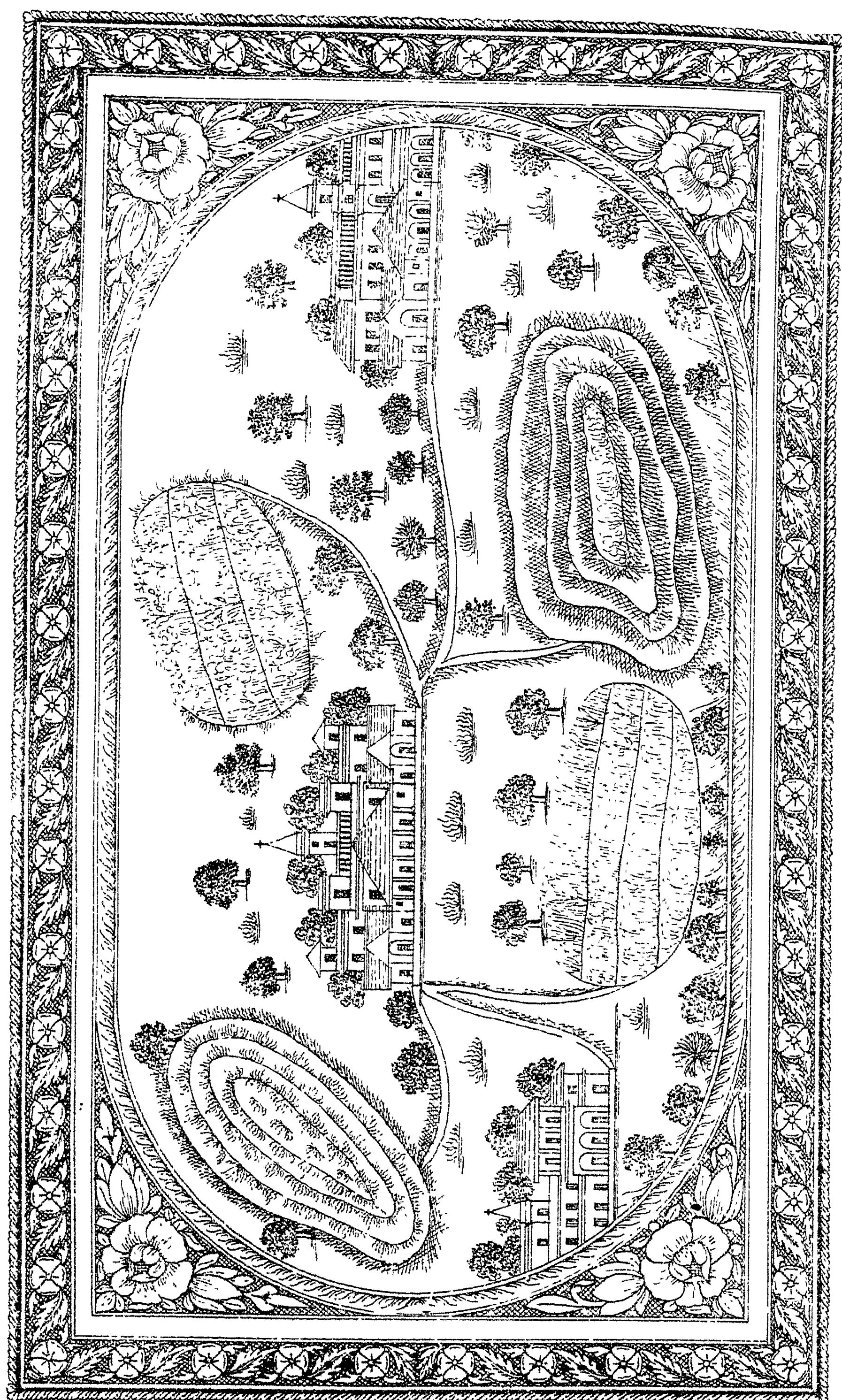
ہری کہیت ہین وہ بیابان مین
بچہا سبز مخمل ہی میدان مین

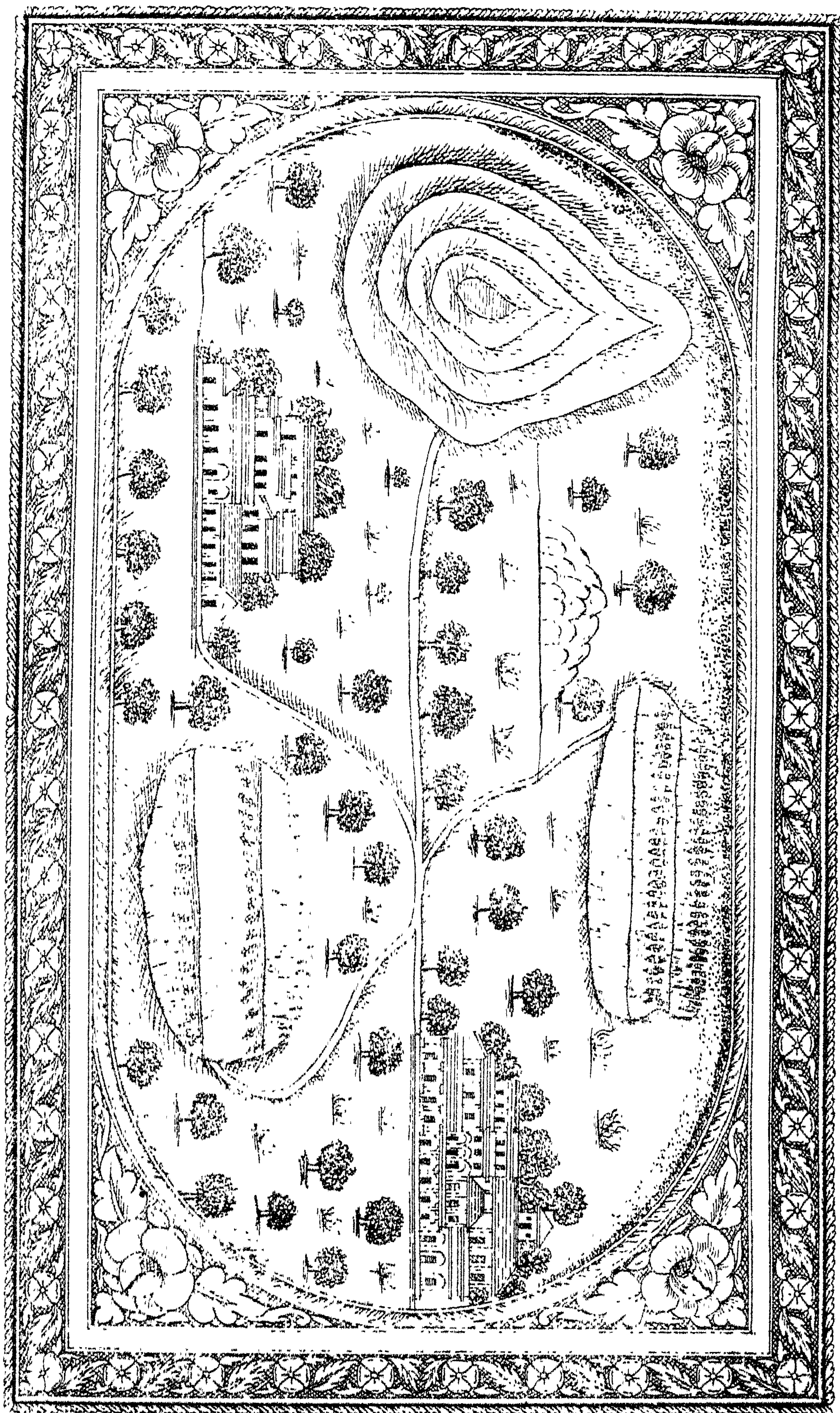
ہر اک سمت سرسبز ہین کشت گل
شگفتہ کہین ان مین ہوتی ہین گل

زراعت سی ہر قسم کی وہ بہری
ہی سرسون رسیلی کہین جو ہری

تر و تازہ شاداب گندم کی بال
کہ ہو جس سی سنبل کو بس انفعال

نخود سبز شاخون مین لٹکی ہین یون
کہ گویا زمرد کے آویزی ہون





عیان جوار مکا یون ہی کہیت مین — کہ خوشہ لگی مثل دردانہ مین

لچکتی ہی کیا کیا ہوا سے مسور — وہ دہانون کی کہیت اور ہجوم طیور

عجب لطف ہو ڈالی جب عکس دہوپ — نگاہونمین کہپتا ہی دہانی وہ روپ

ہی کنگنی کی بالونپہ لالونکا غول — لڑین دانہ دانہ پہ منقار کہول

کہین مونگ تلی اور ارہر کی جہاڑ — کہڑی یہ بہی ہن پانون ایک ایک گاڑ

کسی جا کہڑی نیشکر کی ہی باڑ — بلند اسقدر ہی کہ ہو جیسی تاڑ

وہ شیرینی اونمین کہ لب ہوئین بند — خجل اون سی ہون مصری و شہد و قند

کہین پہولی السی کسی جا کپاس — کہین ماش ہی حلقہ بند آس پاس

پہلی پہولی خشخاش کی ہین نہال — سفید اور اودی ہین اور لال لال

کھلی تختی سرسون کی ہین زرد زرد / بہار و فضا مین ہین سب اپنی فرد

کری رقص کس وجد سی بن ہین بن / چھپا چمن سی اوسکی ہو زایل حزن

مٹر کی کہین بیل آئی نکل / نکل آل مین آئی پھر پھول پھل

کہین چھٹکی چھٹکی ہی رائی کھلی / کہین اوگی ہی کودون کٹکی ملی

بھری باجری کی ہر اِک ایسی بال / کہ ہی موتیون کا بندھا گویا جال

کھلی ہی کسم جس جگہہ اور جہان / تو وان زعفران زار کا ہو گمان

عجب آن بان اور نئی شان کی / بریچی لگی ہین کہین پان کی

چڑہین بیلین پانون کی انپر ہین جب / دکھین سرد و سبز اور شاداب سب

ہری پیلی گدری لگی پان ہین / بھرین بیلین ایسی گنجان ہین

یہ رنگینی مین اون کی ہی گفتگو
خریدی انہین جو وہ ہو سرخ رو

تر و تازہ ہر کھیت سے ہا کلام
بھری ہین ہر ایک شئی سی میدان تمام

نہین کوئی شئی کی یہان ہی کمی
عجب وصف کی یہ زمین ہی بنی

جواہر کی وہ وہ یہان معدنین
کہ ملک بدخشان کو لین باج مین

زمین کی تو کی خوب ہی سیر سب
نظر سے ہر مری جانب کوہ اب

صفت کوہ و صحرا

پلادی وہ می ساقیا بیدرنگ
کہ سیر جبل سی نہو دل یہ تنگ

بس اب دیکھو دشت و جبل کی فضا
ہر اک شئی ہی اسمین بہت دل کشا

یہان کا ہی ہر کوہ عشرت فزا
جو صحرا ہی لطف اسمین ہی باغ کا

ہی کمتر پہاڑی بلند اس قدر — کہ دیکھی سی گرتی ہی دستار سر

سراپا درختوں سی ایسی بھری — کہ دکھلائی دیتی ہی ہر سو ہری

نگہہ کا گزر جس طرف ہو گیا — وہین پر نظر آئی سایہ گھنا

جہان جس جگہہ انمین میدان ہی — ہر اک جھاڑ وان خوب گنجان ہی

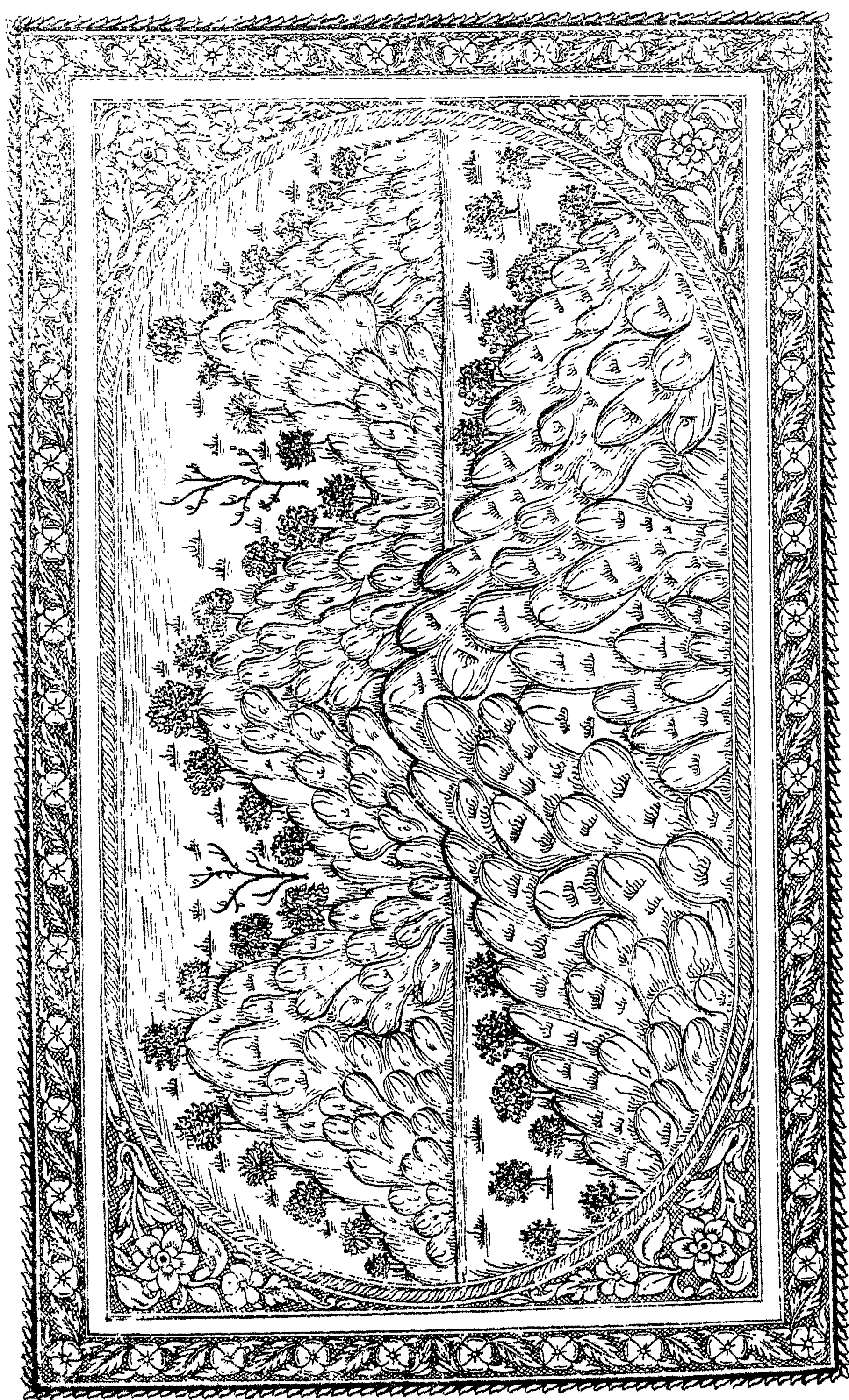
لگین اور کھلین انمین جب پھل پھل — دو چندان کا آتا ہی جوبن نکل

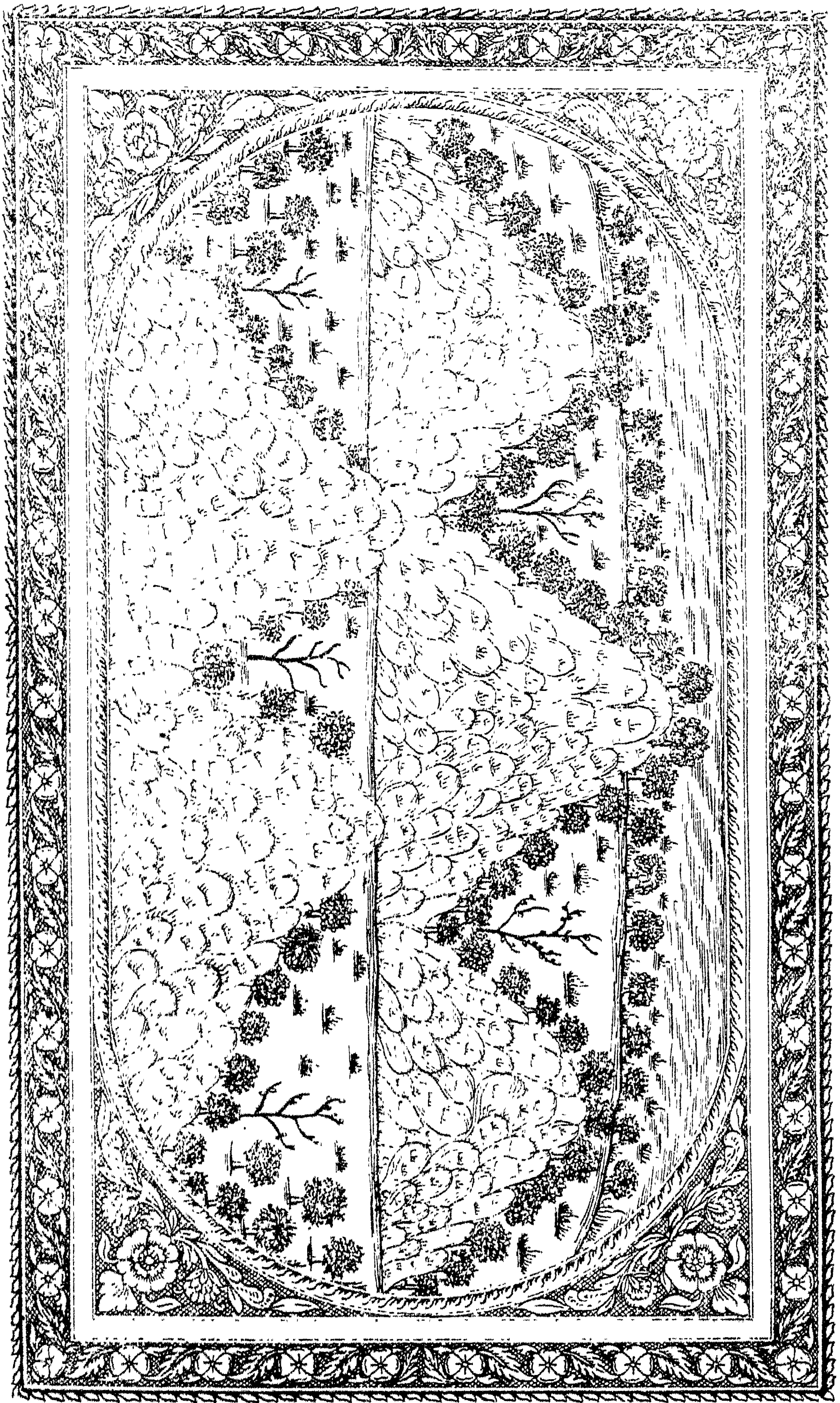
وہ سرسبز پتی وہ خوش رنگ پھول — خس و خار بھی ہین نوادر اصول

ثمر سے شجر جب کہوں باور — عجب لطف جنگل مین آئی نظر

بیابان مین جب پھیلین صحرا کی گل — مہک جاتی خوشبو سی بس دشت کُل

عجب صنعت حق دکھاتی ہی بیل — نکالی ہی پتھر مین پھولون کی بیل





تر و تازہ خوش رنگ ایسی وہ پھول
کہ سیر چمن بلبلین جائین بھول

مصفّا چٹانین ہین سنہری وسیع
بہت خوش نما اور نہایت رفیع

وہ شفّاف تابان پہاڑون مین سنگ
بجھی ہین بہر نوع و ہر قسم و رنگ

مجلّا چمکتی ہوئی نقش دار
کہ قالین بھی جن سی ہو شرمسار

کہین سنگِ سرخ اپنا دکھلائی رخ
کہین سنگِ مرمر بھی چمکائی رُخ

کہین سرمہ سان سنگِ ہوسی سیاہ
بڑہی جسکی دیکھی سی نور نگاہ

مہ و مہر کا عکس پڑتا ہی جب
ہر اک سنگ دیتا ہی جلوہ عجب

اوگین دشت مین وہ وہ ہین بوٹیان
کہ شیدا ہون دیکھین جو یونانیان

خواص اونکی جملہ لکھون گر مین اب
تو صرف اونکی لکھنی مین ہو عمر سب

کوئی حار و یابس کوئی سرد تر — ملطف مفرح قوی الاثر

جڑی بعض کہتی وہ تاثیر ہی — کہ ہو جاتی خاک اوسکی اکسیر ہی

خدا نی وہ رکھی ہی ان مین شفا — بجز موت کی ہین سب کی دوا

نئی قسم کی ایسی پیدا ہون قند — کری ہی زبان لذت اونکی پسند

بجای غذا اونکو کھاوین وہ لوگ — بیابان مین بیٹھی ہین لیکر جو جوگ

نکلتا ہی ابرک کسی کوہ مین — اوڑی خوب ہولی کی انبوہ مین

وہ آرایش اسکی ہی پر بہار — کہ دیکھی سی جسکی ہو دل بی قرار

برنج اور کانسی کا گر ہو خیال — اونہین ان پہاڑون سی تم لو نکال

نکلتا ہی یان آہن و مس کثیر — برآمد ہو فولاد بھی بی نظیر

بکثرت یہان سیم و زر کی ہی کان
عقیق و زبرجد ہر اک سنگ جان

غرض ملک ہند ایسا زرخیز ہی
طلا ریگ مین اسکی آمیز ہی

جبل اور صحرا اسی میدان سے
ملی قیمتی شی ہی ہر کان سے

فرنگ اور روس اور خاقانِ چین
طلبگار اسکی ہین سب بالیقین

ہوا قصۂ کوہ و صحرا تمام
سوئی صید حرفون کا بچہتا ہی دام

صفت صید و شکار

شتابی وہ دی مجکو شیرین شراب
کہ دی ذائقہ اوسمین نمکین کباب

لکہون مین تئی لطف کی داستان
کہ ہر صید کا اوسمین ہووی بیان

عجب صیدگاہین ہین اِس ملک مین
طیور و چرند و درند اوسمین ہین

جنہین صید کرنیکا ہی ذوق شوق
شکار اس جگہہ کہیلین آکر بذوق

جہان کوہ وصحرا مین ہی سبزہ زار
چکارونکی ہی چوکڑی کی بہار

پرا باندہی آہو ہر اک جا پہرین
کہین کودین اوچہلین کہین وہ چرین

پہرین کہاڑو کہاڑ وہ سامر وہان
کہ سینگہہ اونکی ہین سر بسر نیزہ سان

کہین لوٹین سبزی مین ارنی وہ مست
جنہین دیکہکر شیر گردون ہو پست

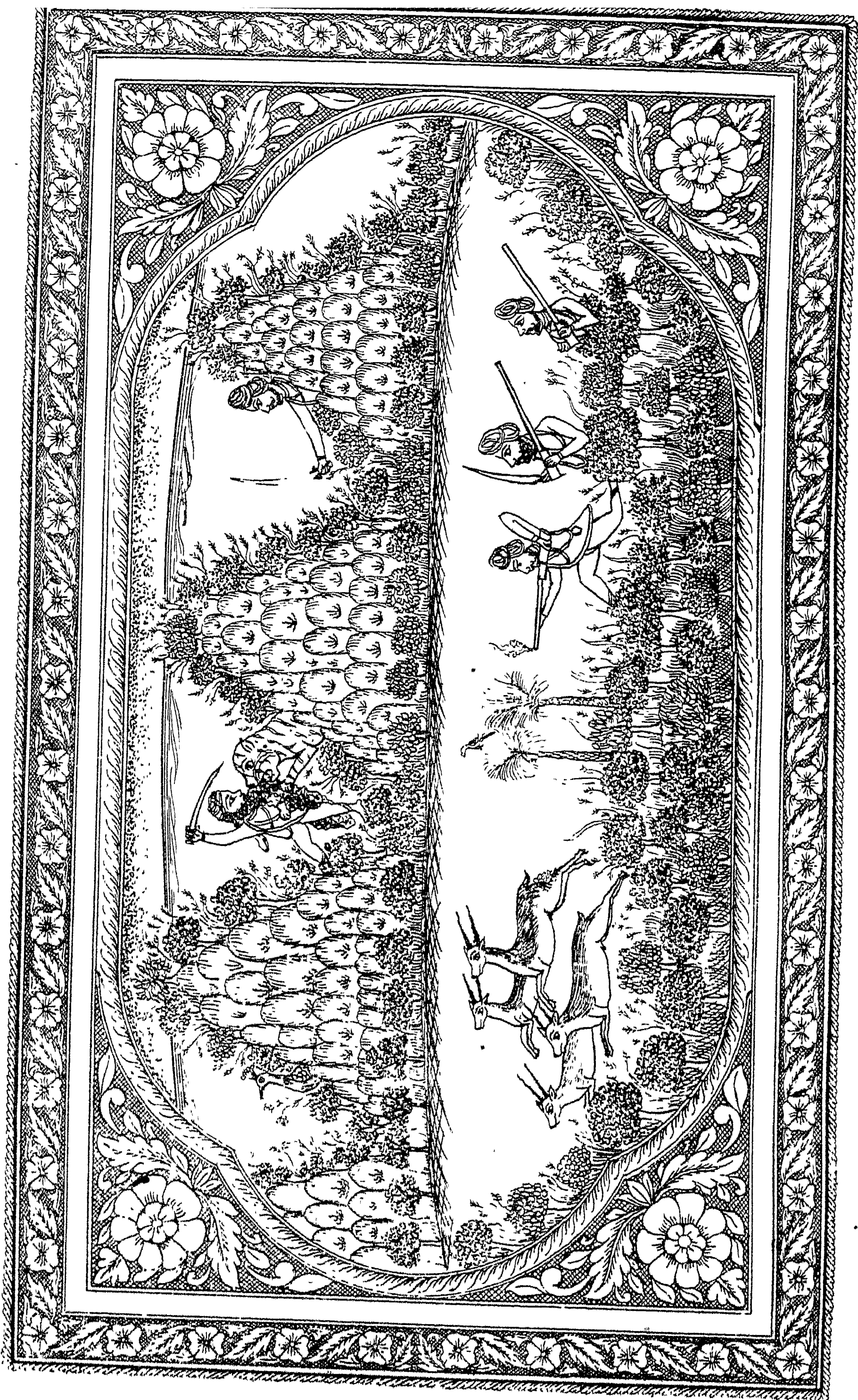
کسی جا پہ گینڈی لڑائی کرین
سپر چار چار اپنی تن پر رکہین

کہین غول کی غول ہاتی قوی
چلین چال اینڈی چنگہاڑین کہی

زرافی بہی مثل شتر بی مہار
پہرین دشت مین باندہی اپنی قطار

کہین گاؤ گرد ایسی ہین جتیلین
کہ گل جنگلی صیاد کو داغ دین





کہین بہیڑکی اورکہین نیل گاؤ
یہان جانور جو نہ دیکھے وہ پاؤ

پرندون کی کرتے ہو گر جستجو
عجیب و غریب اسمین ہی گفتگو

بیابان پرندون سی خالی نہین
ہر ایک صید موجود ہی ہر کہین

تعریف طائران

کہین باز و جرّی اڑین چارسو
کہ مارین غزال اور طاؤس کو

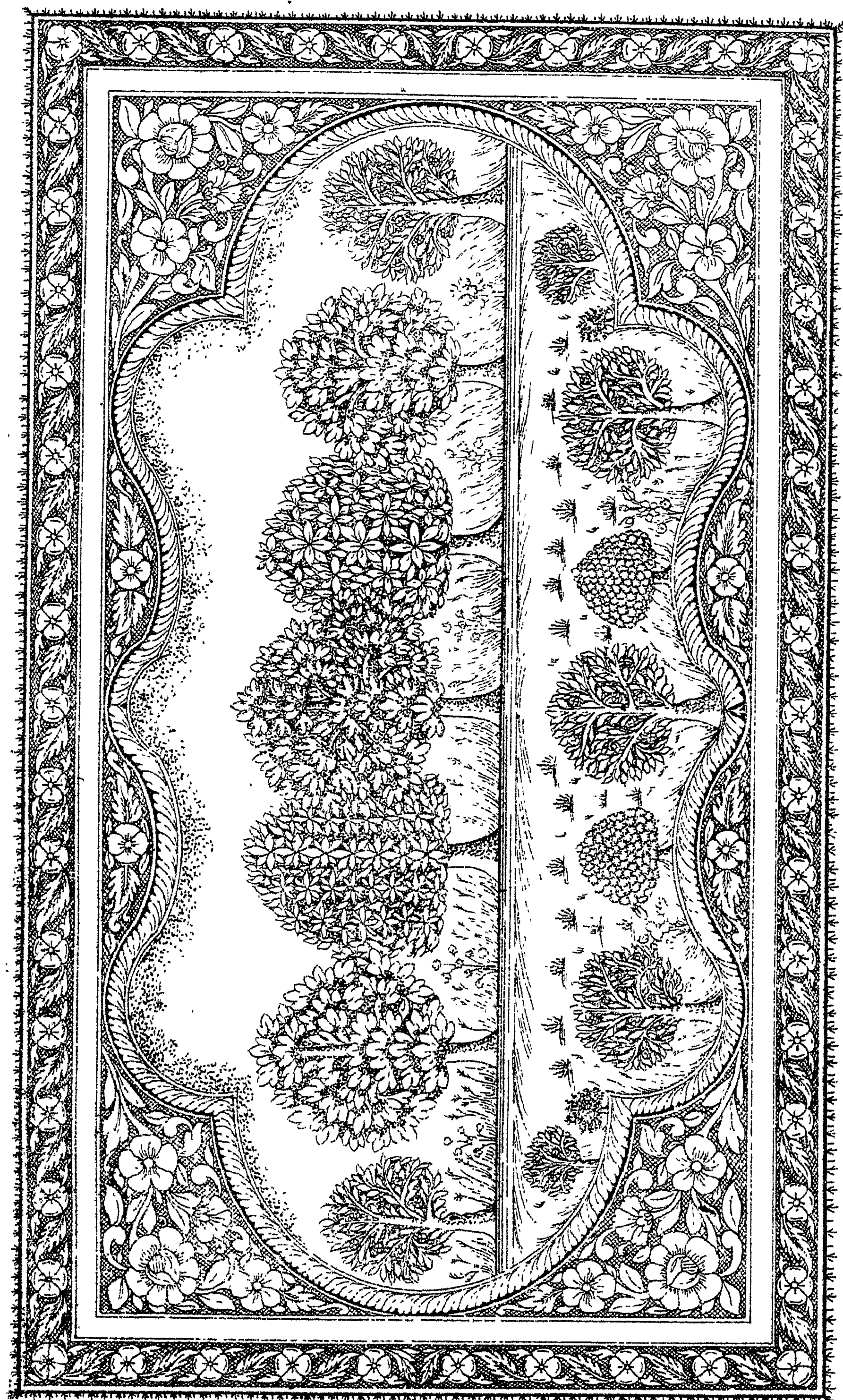
خرامان پہری ایسی کبک دری
اداچال کی اوس سی سیکھی پری

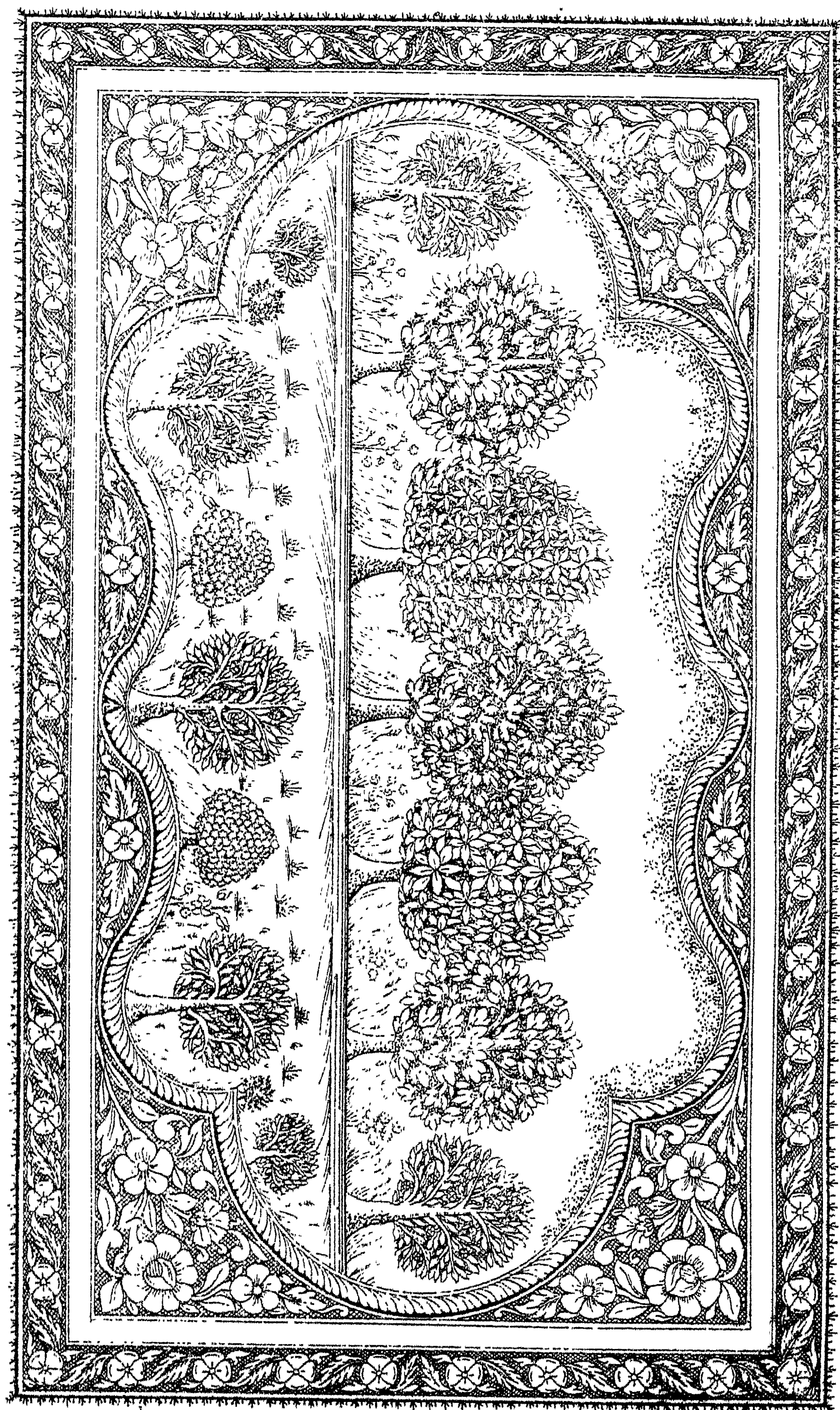
جو جرّی کو لے دیکہہ بہر شکار
کرے کو کلاکو کو بادل فگار

کہین شکری گرتی ہین چڑیونپہ آ
کبوتر کو لیتا ہے باشا دبا

بٹیر اور تیتر لوے کلچڑے
ہر اک جہاڑیونمین پہری واوڑی

کرین طوطی مینا بہم گفتگو — اور اوڑتی پھرے فاختہ چارسو
کسی شاخ پر بیٹھکر بلبلین — گلون کی بیان بیوفائی کرین
بلند اور اونچی شجر ہین جہان — لگی آشیانی ہیون کے وہان
دکھاتا ہی مہتاب جسدم جھلک — تو اوڑتی چکورین ہین سوی فلک
اوڑین اسطرح جانب آسمان — کہ ہرگز نہین اونکو کچھ خوف جان
اوڑین نیل کنٹھہ اور ہریل کہین — ہما کا بھی ملجائی ہی پر یہین
درختون پہ غوغائیون کا ہی شور — خوش آہنگ صحرا مین بولی ہین مور
اوڑین ہین وہ طایر بروی زمین — حساب اونکی نامونکا ممکن نہین
بکثرت ہین طایر یہان آشکار — تو انگشت خامہ سی کیجئے شمار





قدم اب درندون کا پیدا ہوا | پرندون کا مذکور عنقا ہوا

صفت درندگان

کٹیلونکو گر ڈہونڈے کوئی بشر | تو غار و جبل مین وہ آئین نظر
کہین شیرون شیرون مین ہوتی ہی جنگ | کہین صید کرتی ہین چیتی پلنگ
کہین غل کرین بہوری ریچہ او سیاہ | دکہائین ہر ایک کو غضب کی نگاہ
جو شیرون کی گونجو نسی گونجی ہین کوہ | تو جاتی ہی کوسون صدای شکوہ
کہین گشت مین ہین نرخ دشت مین | کہین جست کرتی سیاہ گوش ہین
دکہاتی ہے روباہ عیاریان | چرندون کی دیتی ہی سنکہاریان
کری رات کو باگسیاری پکار | خبر دی درندون کی وہ بار بار

وہ ہیبت درندون کی ہی دشت مین
چرندی سراسیمہ ہین گشت مین

ہر اک کوہ و صحرا وہ ہی پر شکار
خطا ہو نہ بندوق و نیزہ کا وار

بس اب ہو چکی کوہ صحرا کی سیر
اوٹھا ہی سمند قلم یان سی پیر

کیفیت دریا کی

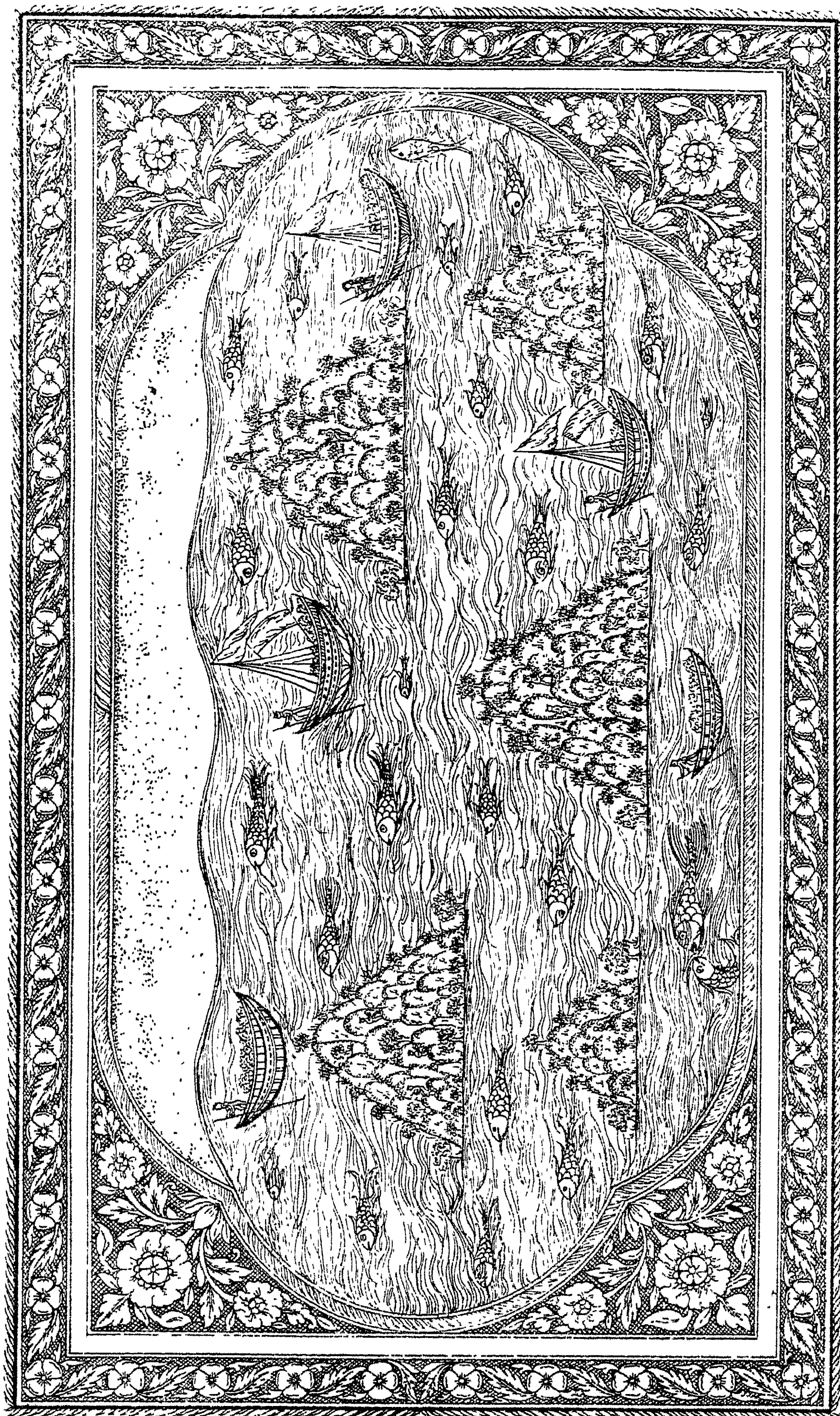
حبابی تو ساغر مین می سا قیا
بہت جلد بھر کر مجھی اب پلا

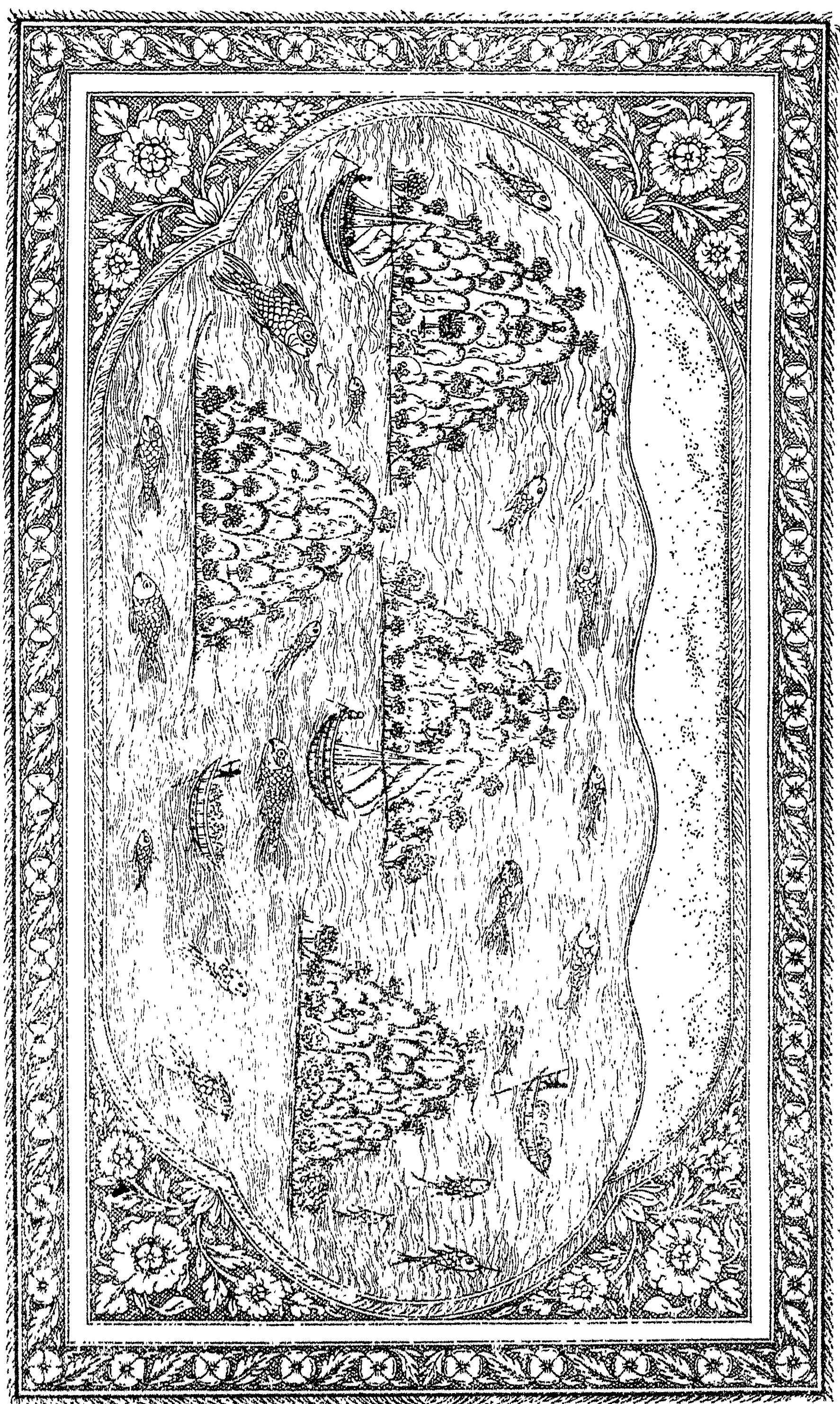
طبیعت مین یہ لہر آئی ہی اور
روانی بحر سخن کا ہی طور

روان ندیان دامن کوہ سی
ہزارون ہین نالی ہر اک جا بہی

بہرین مچھلیان انمین ہر قسم کی
ہر اک رنگ کی ور ہر اک اسم کی

ہی کالونٹ بارس ٹرین اور بام
سنول اور رہو بتولہ ہین نام





ہی کھرپٹ چمر ائیا گیگرا | بمبل اور کٹوا سوا انجرا
سنور یا سنگاڑا اور سنگن سلنگ | یہ دریا مین مارین اوچھلکر شلنگ
جو ہین ریگ مین ریگ ماہی روان | کبھی وہ نہان ہون کبھی ہون عیان
بھی ہی رقیق آب جس جای پر | وہان تیرتی چالین آوین نظر
سقنقور کی جستجو ہو اگر | اسی بحر مین وہ ملی بیشتر
اور التمل بھر اگھرا یاتی جہان | پڑی انڈہ رہتی ہین تہ مین وہان
کہین موج زن ہین جو دریا عیان | چھپی رہتی ہین سوس اونمین کلان
جو تالاب زیبا ہین گھرے بنی | کنول کی ہین تختی وہان پر کھلی
جو بیلین نظر آتی ہین آب پر | گلون سی بھری ہین وہ سب خوب تر

شگفتہ ہون جب انکی غنچو نکی گل — نظر آئین تالاب گلزار گل

بہین جسجگہہ نالہ او ندیان — نظر آتا ہی وان عجائب سمان

کہین آب جاری مصفا رقیق — بھرا ہی کہین برسون پانی عمیق

کہین لہر پڑتی کسی جا بہنور — کہین اٹھتی ہی موج بہی موج پر

نکل تہ سی پانی کی کچھوی مگر — کنارون پہ لوٹی ہین آن آن کر

جہان ریت پاتی ہین وہ نرم نرم — وہان دہوپ کہا کہا کی ہوتی ہین گرم

جہان جسجگہہ گوندلا ہے لگا — وہان کہاتی ہین جا کی ٹہنڈی ہوا

جہان مچہلیون کی ہین غول و ہجوم — مچاتی ہین جلمانس اوس جا پہ دہوم

پکڑ کرتہ آب سی مچہلیان — لگاتی کنارون پہ ہین ڈہیر آن

اکھٹی یہ پھر ہو کی بیٹھی ہین جب
تو مل بانٹ کر اونکو کھاتی ہین سب

گری پانی جس کوہ سی غار مین
اوسی بھدبھدہ لوگ سب کہتے ہین

بلندی سی جب پانی نیچی گری
اوچھلکر عجب لطف پیدا کری

روانی ہو پانی کی اس شور سی
صدا کوسون پہونچی بہت زور سی

جہان صاف پانی کی جو ہی روان
چمکتی ہین سنکھ اونمین اور سیپیان

لب جو ہی گسترده شفاف ریت
کنارون پہ روئیدہ جھاؤ کی کھیت

جو تابان ہین کنکر پڑی ریگ مین
نہایت سفید اور شفاف ہین

ہی اونمین عیان آفتاب اسقدر
کہ ہین ہنس چگتی سمجھکر گہر

لبالب ہی پانی جہان پر بھرا
وہان قازین اوڑتی ہین باندھی پرا

وہ کنجین وہ سرخاب و مرغابیان — کوئی غوطہ زن کوئی پران دوان

کنارون پہ سارس پہرین جوڑی جوڑ — کرین کلکلی اوڑکے ماہی پہ دوڑ

اوڑین گاہی بگلی کہی قرقرے — شناور بطین ٹیکلون کی پری

گل نیلوفر کی کہین ہی بہار — ڈہیون پر کہڑی جہاڑ ہین سایہ دار

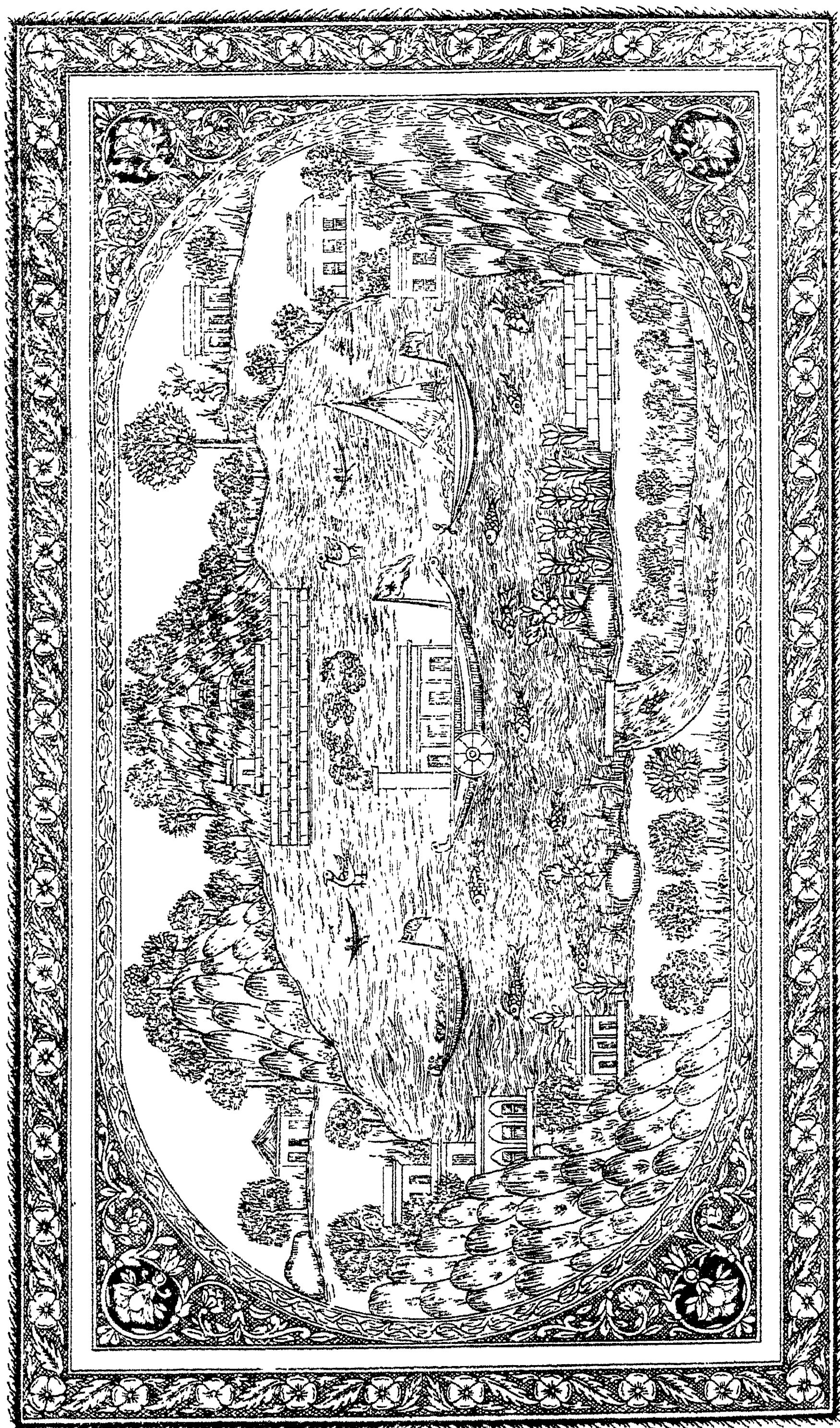
گہنی اور گنجان اور لخت لخت — لگی ہر طرح کی ہین ہر جا درخت

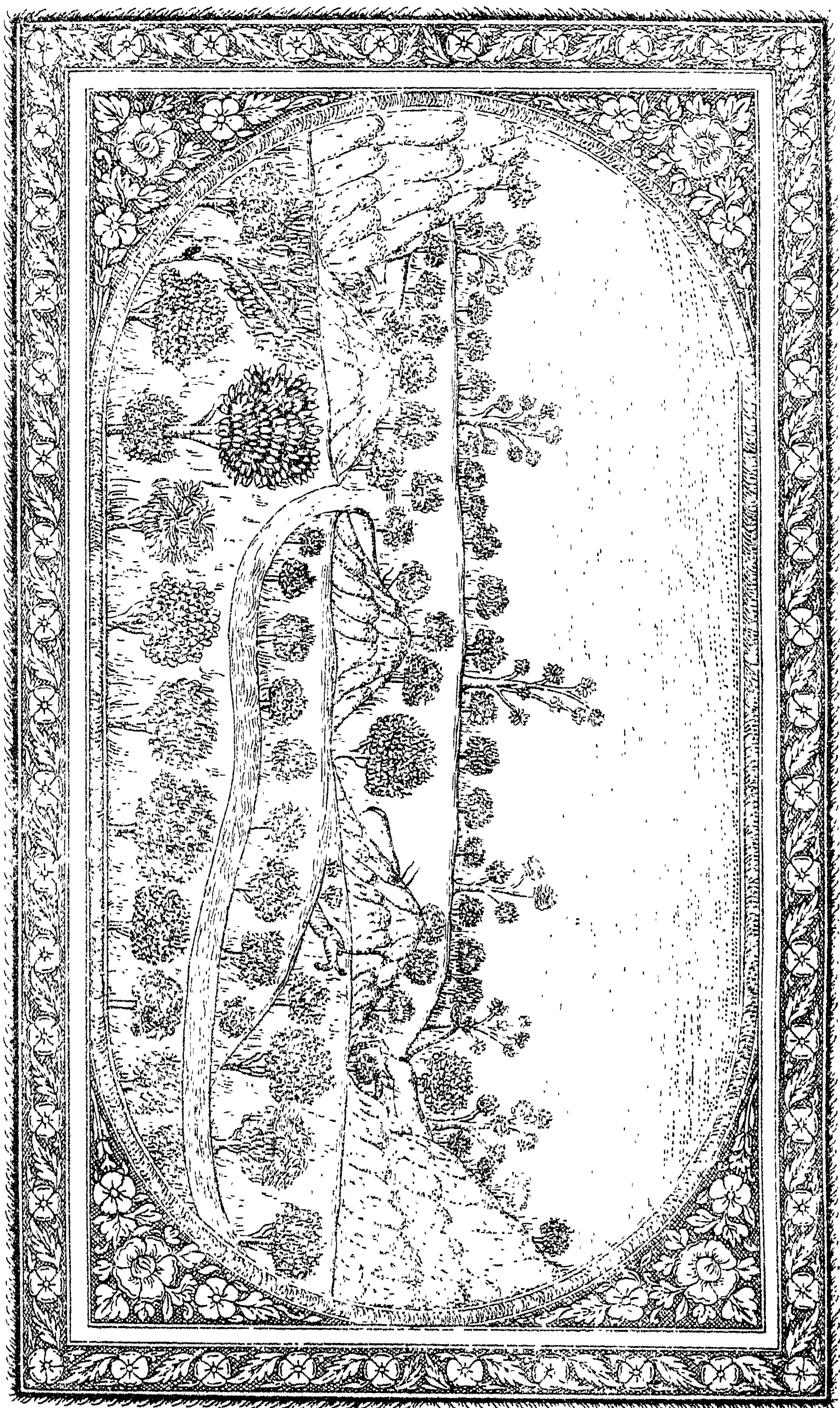
ہو جب باد صرصر کی آمد کی دہوم — درختون کی شاخین جہکین جہوم جہوم

کنارون پہ ڈہل ڈہل کی سایہ گری — صبا لطف سی وجد آ کر کری

پڑی مہر و مہ کا جو عکس آب مین — تو غلطان ستاری نظر آتی ہین

جہان جسطرف دہوپ کا رخ پہرا — چمکتا ہی ذرہ ہر اک ریت کا





وہ پانی کی سیرابی ٹھنڈی ہوا
جہان بیٹھ جاؤ وہین دل لگا

کلان جو ہین تالاب اور ندیان
پھرین لیکے ملاح وان کشتیان

کہین چھوٹی چھوٹی ہین ڈونگی پڑی
کسی جا اگن بوٹ ہی ہین کھڑی

غرض سیر ہی طرفہ تر بحر کی
نظر سیر ہووی نہ جس سے کبھی

عجب لطف اس سیر مین آی ہی
کہ ہر لہر پر دل تو لہرای ہی

کہانتک بڑہاؤن مین دریا کا حال
بچھا ہی تلاطم کا ہر سمت جال

سبھی اسکے جل تھل سے ہانکین پناہ
نہین ملتی غواص خامہ کو تھاہ

ہوا ذکر دریا بہت اب طویل
کرون دوسری سیر کی مین سبیل

ہوئی سر زمین ہند کی جملہ طے
کئی دشت و بحر و جبل زیر پے

جو فصلیں ہیں یاں ہند میں شہرہ ور — کچھ اون سے بہی کردون تمہیں باخبر

جو چہہ رُت کی لکھی تہی پہلی بہار — تہا ہندی حسابون سے اوسکا شمار

اب ہوتی ہین اسمین وہ موسم رقم — کہ ہین خاص و عام اوسمین سب ہی بہم

بیان فصل ہا

پلا ساقیا جام دو تین چار — کہ دکہلاؤن تجکو تازہ بہار

یہ اقلیم ہی جو کہ ہندوستان — بہت لطف کی موسم ہوتی ہین یان

جو تقسیم فصلون کی ہے چار پر — ہر اک فصل ہوتی ہی یان خوب تر

ہی گرمی و سردی کا یان اعتدال — دکہاتی عجب لطف ہی برشگال

جب آتی یہان پر ہی فصل بہار — تو گلزار ہوجاتا ہی مرغزار

عجب عیش کی روز و شب ہوتی ہین
ہی آرام و آسایش ہر ایک مین

نکلتی زمستا نمین ہی دہوپ جب
مٹی کپکپی جسم کی اوس سہی تب

رگ و پی مین جب پہونچی گرمی تمام
کسل دور طبع کا ہوا کلام

ہی گرمی مین کیا چاندنی کی بہار
شب ماہ پر اوسکی جی ہو نثار

قمر کی وہ خنکی و ٹھنڈی ہوا
کری سرد اعضا کو ہی جابجا

چلی صبح کو ہی وہ باد نسیم
فرح بخش عالم ہی اوسکی شمیم

اور آتی ہی برسات کی فصل جب
ترو تازہ ہو جاتی ہر شی ہی تب

برستا ہی جس وقت آب حیات
نکلتی ہر اک قسم کی ہی نبات

ہر اک سمت سبزہ کا جب ہو ظہور
نظر کو ہو سیرابی دل کو سرور

سنا دل نے مجمل جو فصلون کا حال
کہا اسکی تفصیل لکھہ خوش خصال

یہ ارشاد سنکر اوٹھا کر قلم
کرون ہون مشرح مفصل رقم

وصف سرما

بس اب بادۂ مشک کا دور ہو
بیان جاڑی کا گرم ہو کر سنو

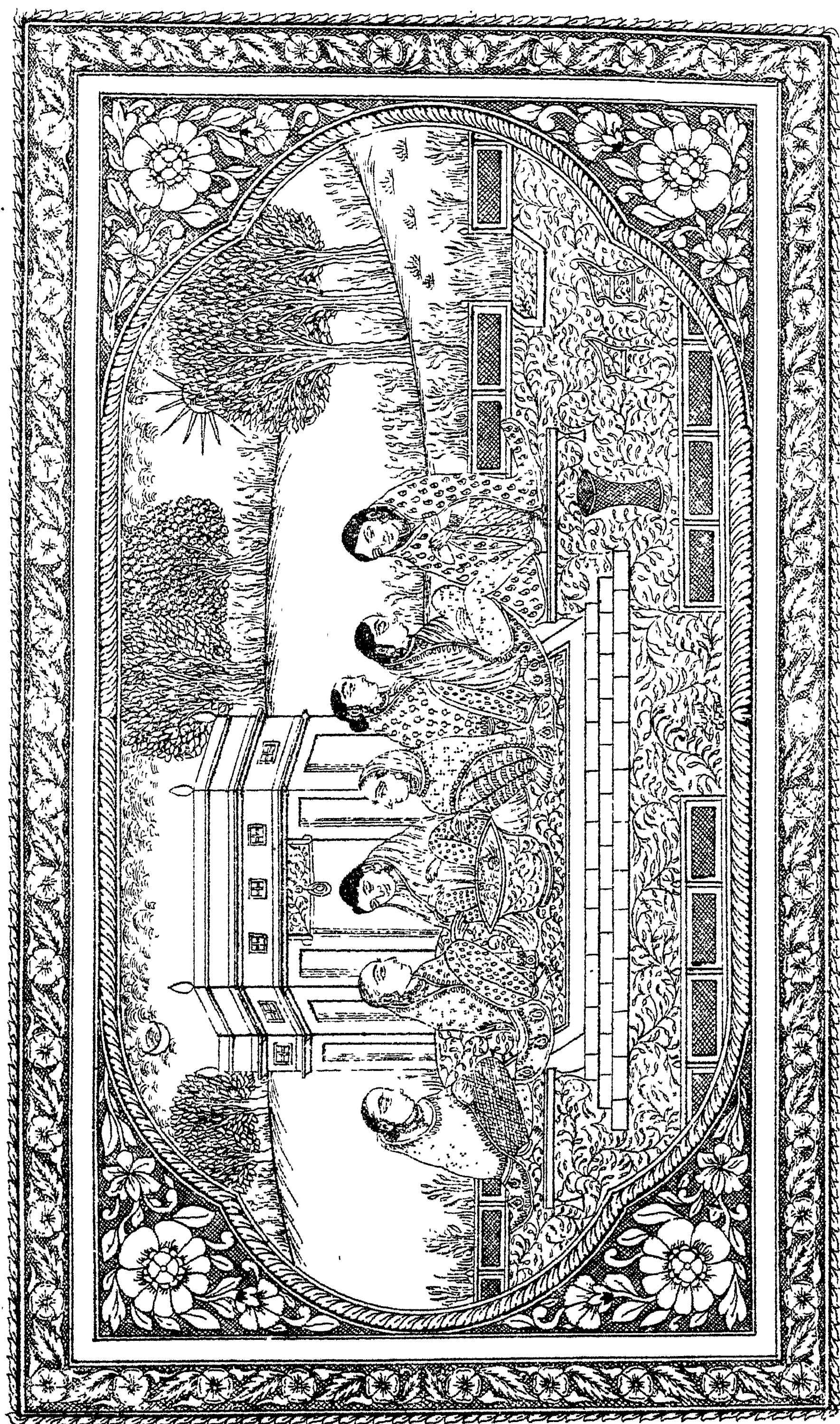
زمستان کی موسم کی آمد ہو جب
تو شبنم گری برف کی جاے تب

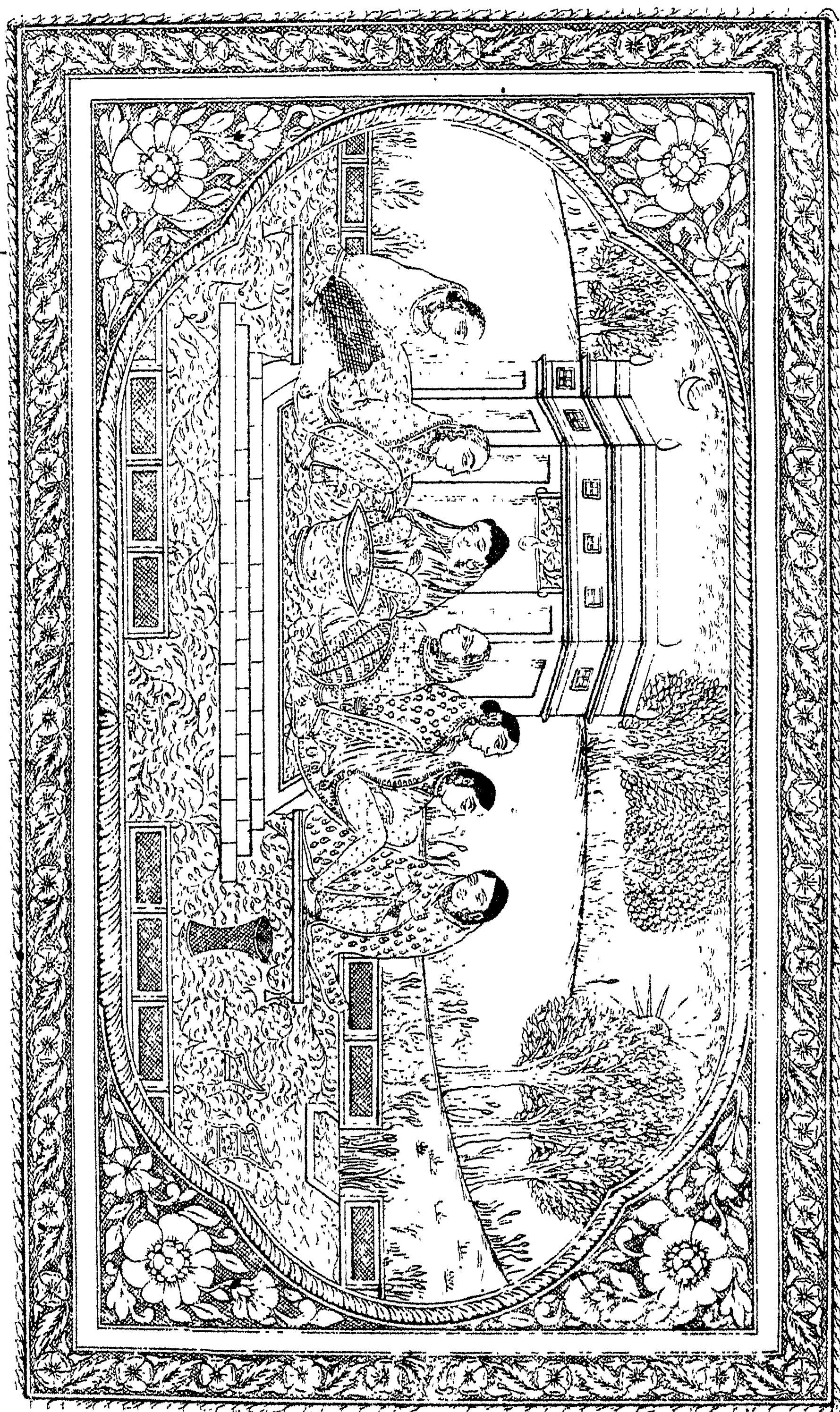
ٹھہرتی ہین قطری جو ہر برگ پر
تو آتی نظر ہین مثالِ گہر

اوجالی مین چمکی ہین وہ اسقدر
کہ گویا جواہر جڑی ہین شجر

نشیبون مین برف ایسا جم جاتا ہی
کہ الماس جن پر کنی کھاتا ہی

جو ہین لوگ آسودہ و مالدار
کرین یون ہین جاڑی کا عز و وقار





کہ چپکن و اچکن و انگا یقین — مشجر و مخمل کی پہنین پہرین

منگائی کوئی موزہ کشمیر کی — کوئی روس کی داستانہ بنی

رضائی دوہر اور دوشالہ گران — پہرین جا بجا اوڑہی پیر و جوان

کوئی چای پیتا کوئی ہی شراب — مزہ دار آہو کی بنتی کباب

کوئی گہر مین شبدیگ شب کو پکای — کوئی گاجرون کا تر حلوا بنای

کہین شلجمون کا پڑہی ہی اچار — کہین حلوا سوہن ہی خوش گوار

بنائی کوئی پینڈیان میوہ ڈال — کہ کہانی سی اونکی ہو قوت کمال

کوئی شیر شربت کی بہر بہر کی ظرف — جماتا ہی رکہکر لب بام برف

انگیٹھی رکھی ہی کوئی تاپتا — کوئی برف کہا کہا کی ہی کانپتا

بچھا تخت و کرسی کوئی صحن مین — طرف دھوپ کی بیٹھتی جا کی ہین

تکلف سی ایسی بناتی ہین پان — کوئی مشک ڈالی کوئی زعفران

بنا کر وہ بیڑی بہت زرد زرد — بھرین خاصدان اون سی ہر فرد فرد

اگر کوئی رکھتا ہی گٹکی کا شوق — تو رنگتا ہی وہ زعفرانی بذوق

بسا کر اوسی مشک سے خوب تر — پھر آپس مین بانٹی ہین بٹوئین دہر

امیرون کی گھر گرم حمام ہون — کرین غسل وہین گل اندام یون

چھپانی کا وہ ستر کے کر خیال — ہر اک باندہ لی لنگیان سبز و لعل

مصالحی جھکتی ہوئی سر مین ڈال — ملین جسم کیسہ سی وہ خوش خصال

بدن پر پڑی پانی جب گرم گرم — تو عرق آ گی ہو جائی تن نرم نرم

ملین موم روغن ہین وہ صاف صاف — چمیلی کی خوشبو کا صاف انکشاف

اوٹھین جب نہا کر تو اوڑہین وہ کھیس — پہنکر لباس اپنی سکھلائین کیس

فلک دورِ سرما کا بس کر چکا — مخاطب وہ اب سوئی گرما ہوا

جو نکلی ہو حمام سے گرم ہو — تو گرمی ہی کا اب سمان تم سنو

ہی گرمی کی فصل بہار ابتدا — یہ موسم ہی مابین صیف و شتا

تو اب برف مین ساقی مینا لگا — کہ آمد ہی گرما کی سرما گیا

بھری جام مے بزم مین بار بار — کہ آتی ہی متوالی فصل بہار

ہو گرمی کی موسم کی جب ابتدا — بہار آتی ہی اسمین نزہت فزا

شگفتہ ہو صحرا و گلزار و گل — کھلین بن مین ٹیسو ہین گلشن مین گل

نئی پتی جب جھاڑون مین آتی ہی
عجب روپ جوبن وہ دکھلاتی ہی

نئی کونپلون کا جب ہووی وجود
ہر اِک شاخ پر ہو جوانے نمود

جو سبزی و نرمی نظر آتی ہے
نگہ مین ہر اک کی کھپی جاتی ہی

درختو نمین ہر رنگ کے گل کھلین
چہکتی عنادل خوشی سی پھرین

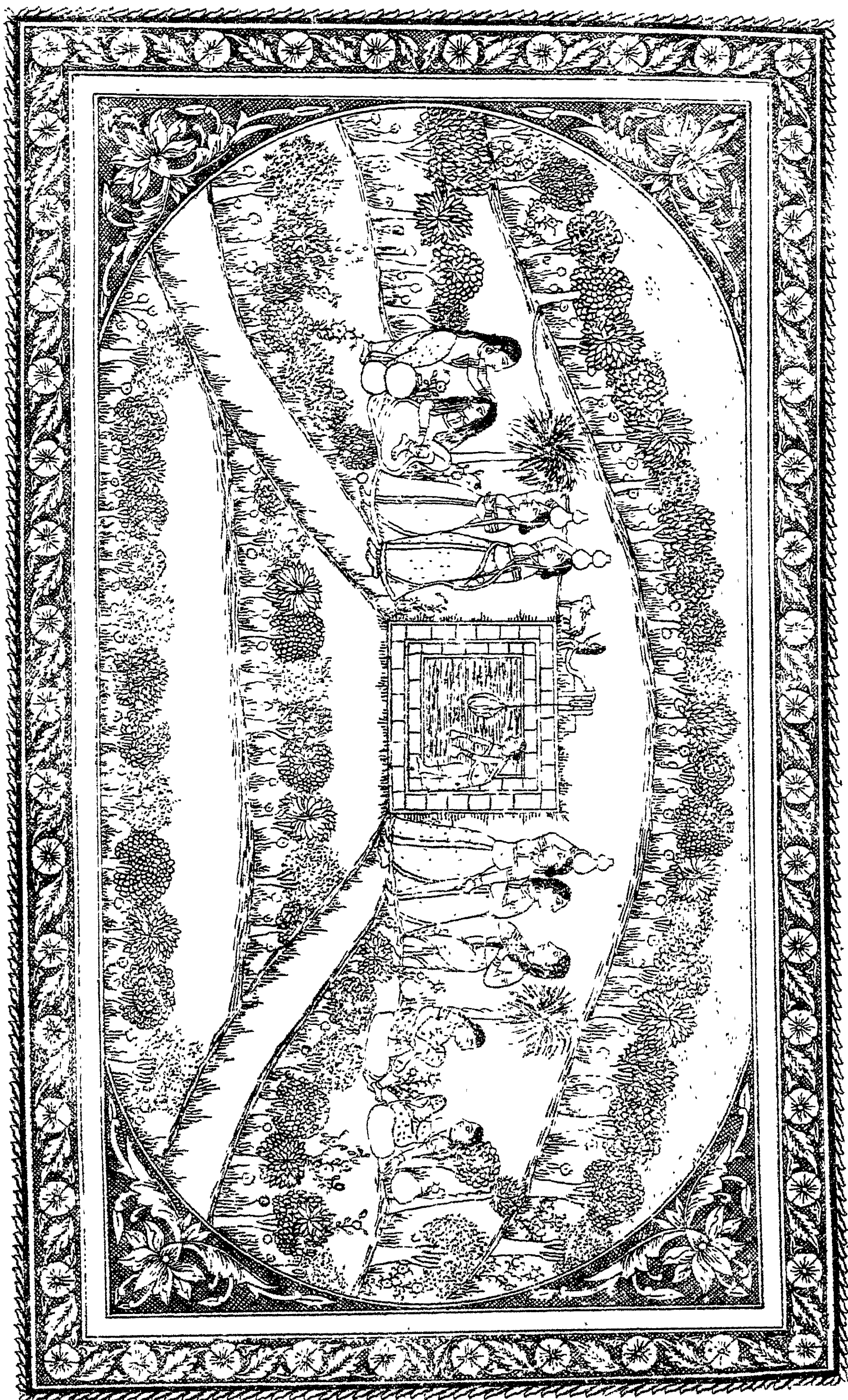
بکثرت کہین پھولی کچنار ہے
بیابان مانند گلزار ہی

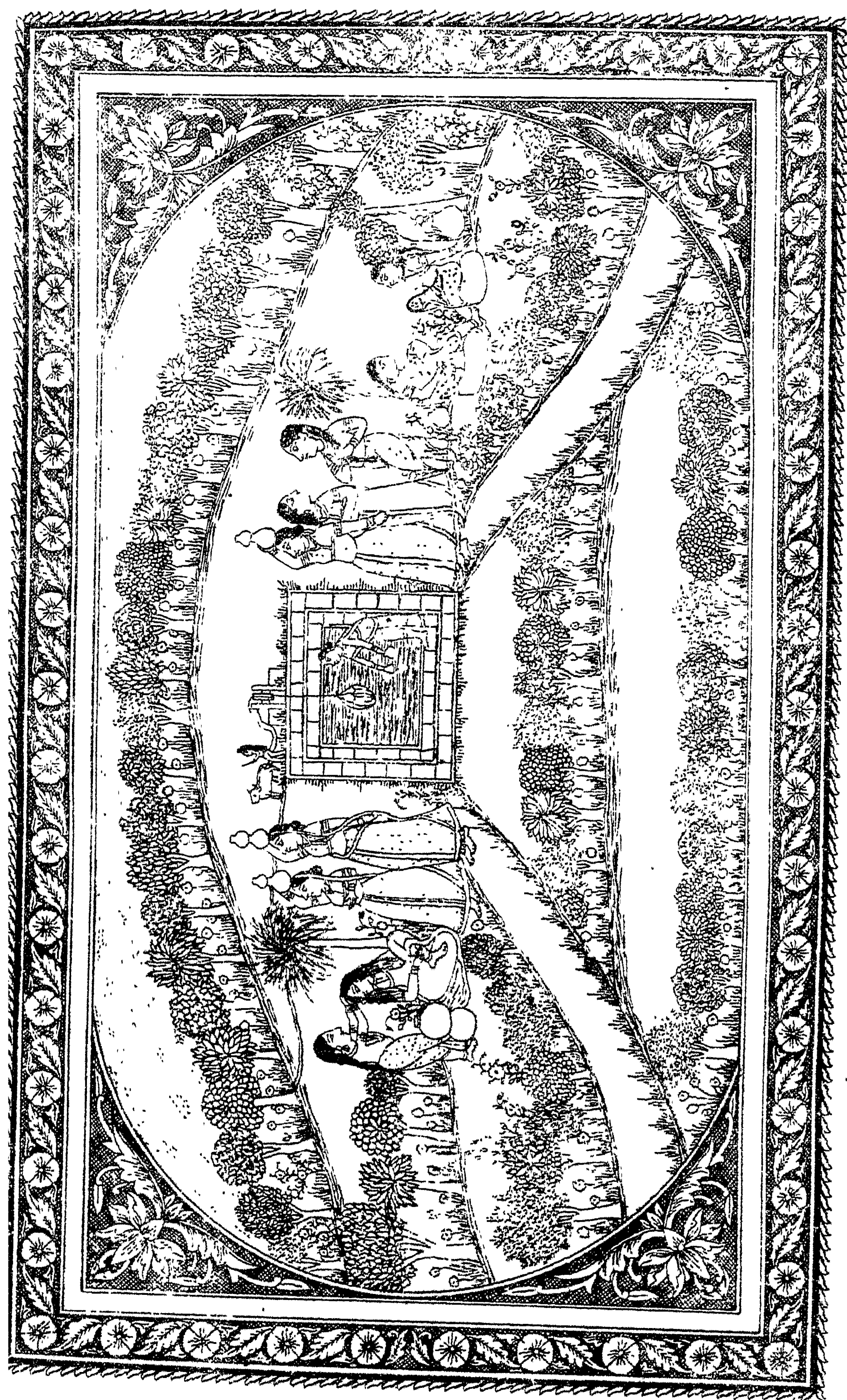
کروندی کی جب پھولی جنگل مین جھاڑ
مہک جائین خوشبو سی اونکی پہاڑ

لگی تنید و دہامن مکوئی اچار
ہو پیدا چرونجی بہت مزہ دار

اور آمو نمین جسوقت مور آتا ہی
گلاب اوسکو چٹکی مین چٹکاتا ہی

بسنتی گلابی یہ جاڑا پڑے
شجر مثل دُلہن ہر اِک جا کھڑی





عجب مست ہوتا ہی موسم بہار
ہر اک شاخ برگ اسکی ہی دلفگار

دکہاوی یہ اپنا ہی جب رنگ ڈہنگ
جوانی کی پیری مین آوی اُمنگ

لگی گوش گل ہین نئی بات کو
کہ جہٹکی ہی اب چاندنی رات کو

جب ہووی نمایان فلک پر قمر
عجب عالم اوسوقت آوی نظر

ہی نرمائی چکنائی پتون پہ جو
چمک پڑتی سی چاندکی دونی ہو

یہ ہوتا ہی اس فصل مین اعتدال
برابر ہی سردی گرمی کا حال

چلی بہینی بہینی ہی اس مین ہوا
کہ ہر جہوکا اوسکا ہی فرحت فزا

یہ اک گرما گرمی کی بات آئی ہاتہ
کہ دہوپ کی گرمی گرمی کی ساتہ

عجب چاندنی ہی عجب دہوپ ہے
مساوی تو انکا سمجہہ روپ ہے

ہی ایسا یہ دلچسپ موسم بہار / کہ ہر شی سی ہووی سرور آشکار

اوٹھا کر نظر دیکھو جس سمت کو / بہار و فضا نزہت ہر جای ہو

کہانتک مین دلچسپی اسکی کہون / رقم اب مین گرمی کا چلہ کرون

پلا اسرد شربت مجھی ساقیا / کہ گرمی سی می کی ہی سر پھر گیا

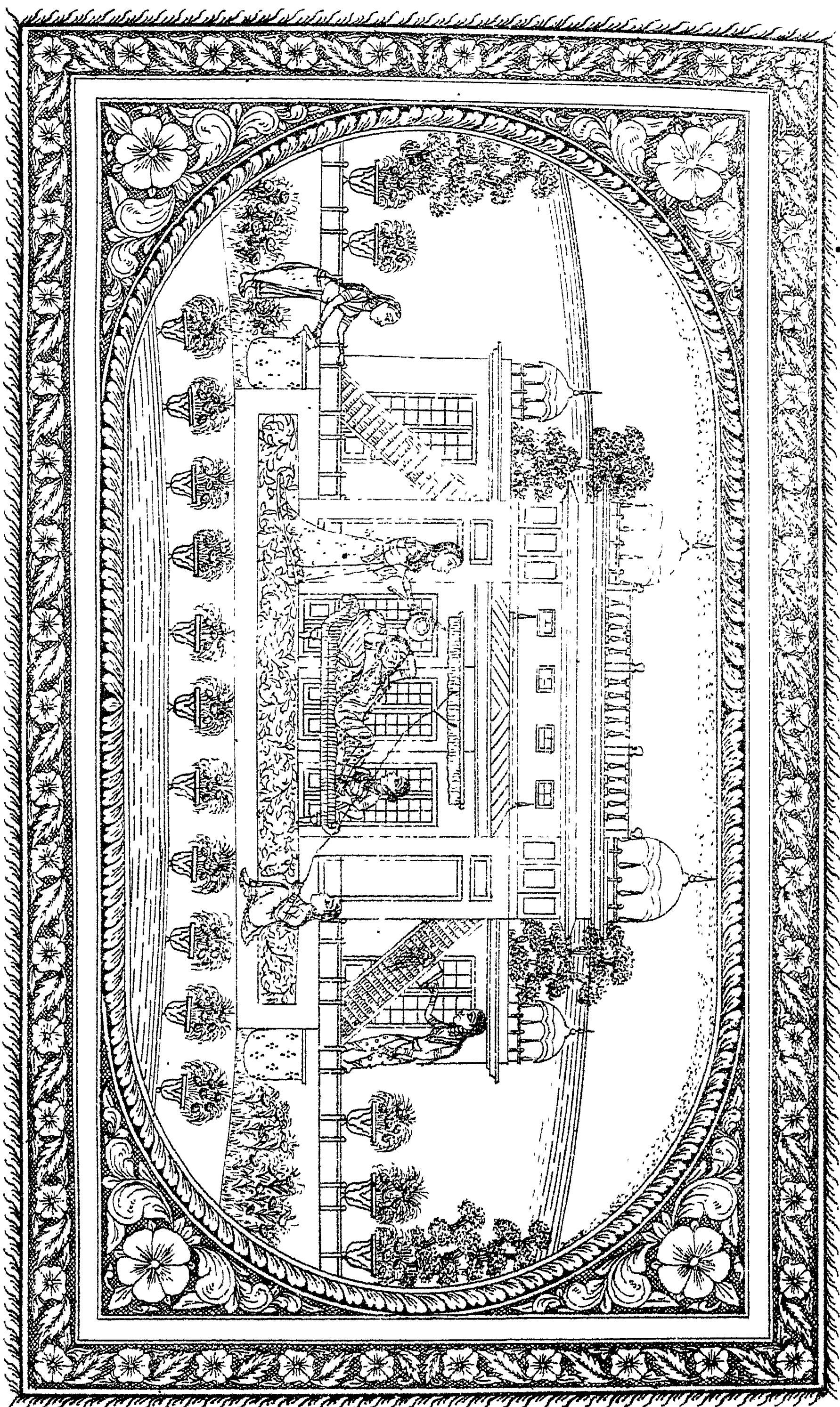
ہو تسکین اس سی طبیعت کو جب / لکھون وصف گرما کی چلی کاتب

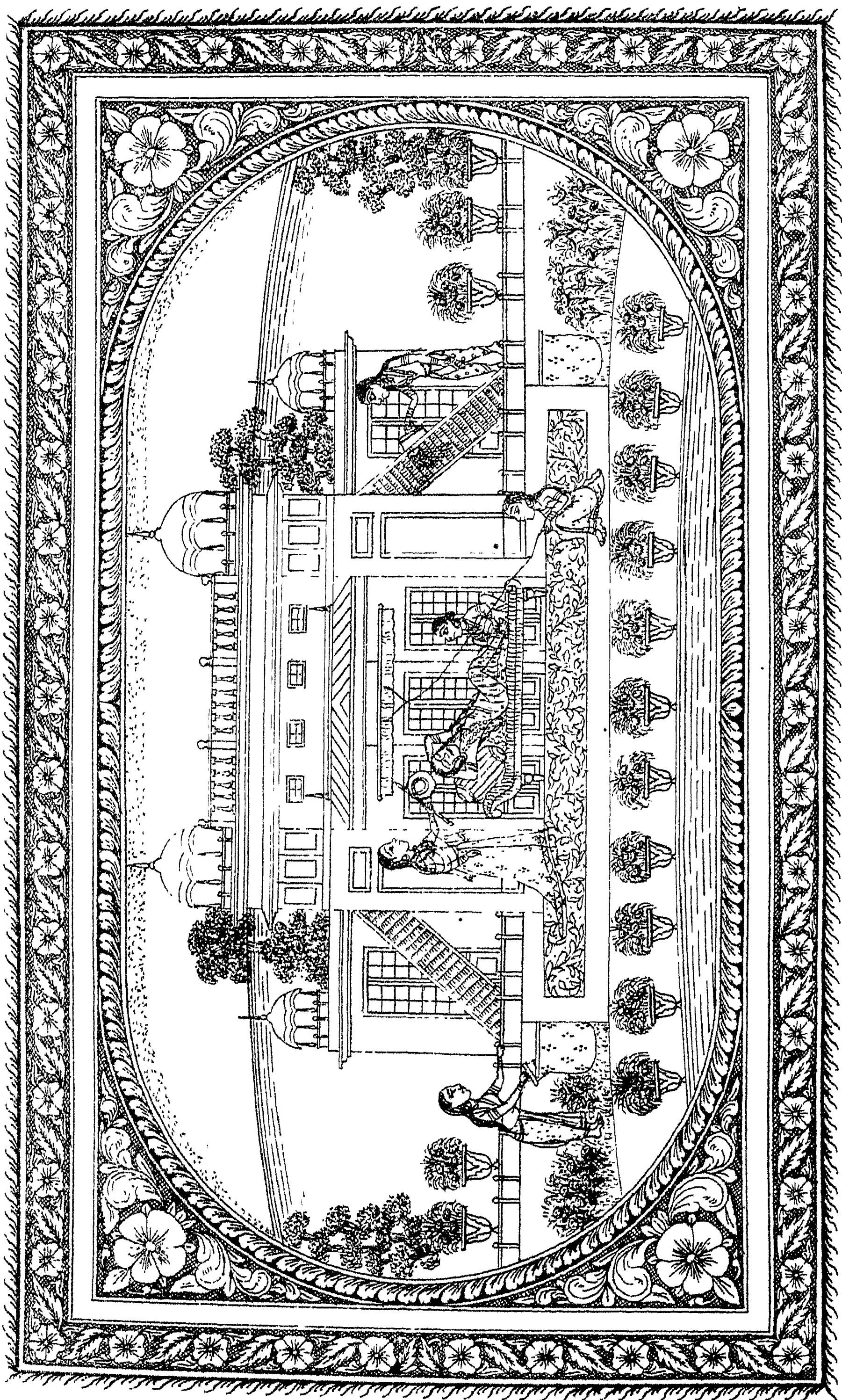
دل ہو چست و چالاک و شادمان / کری اسکی توصیف اُسدم زبان

یہ موسم بھی ہی خوشنمائی بھا / تکلف کا سامان ہو جا بجا

کرو پہلی پوشاک یہی خیال / جو گرما کی موسم کی ہی حسب حال

یہ ادہی و تنزیب و ململ تمام / کرین زیب تن اسکو سب خاص و عام





یہ اطلس ولاہی گرنٹ گلبدن — پہنتی کریب ہین بہت سیمتن
گون اور جالی چکین اور بک — ہی سمٹی اور گمٹی رفل نین سک
گران جامدانی بہت خوشنما — بنی شہر ڈہاکہ مین جو بی بہا
پھلام اور بنواآب رِوان — ملی میٹھا شبنم بھی ارزان یہان
غرض ہلکی پھلکی لطیف و عجیب — پہنتی لباس ہین امیر و غریب
رنگا کر کوئی صندلی اگری رنگ — پہن لیتا ہی شوق سی حسب ڈہنگ
کوئی سادگی کا جو ڈہنگ رکھتی ہین — لباس اپنا صندل ہی مین رنگتی ہین
رکھین جو فیانی سی جو لوگ شوق — سپید اپنی پوشاک پہنین بذوق
یہ عطر سمن اور خس کا منگا — لباس اپنا لیتا ہی ہر اک لبا

کسی کو پسند عطر گل آتا ہی — کوئی کیوڑی مین مہک جاتا ہی

بہت گرمی پڑنی سی گہبر اٹہین جب — لگا ہاتھ پاون سی مہندی لین تب

یہ صندل و چندن منگا خوشبو دار — لگاتا ہی سر پر کوئی بار بار

ہوئی یہ تو آراستگی اب تمام — کہون کا سناؤن تمہین انتظام

رقم کر قلم محلون کا احتشام — کہ ہوتا ہی کیا کیا وہان اہتمام

غنی مالدار اور امیر و وزیر — وہ بنواتی خسخانہ ہین بی نظیر

کوئی باندہی خس کی ہی پردی بنا — کوئی لی جو اسی کی ٹٹی لگا

کسی کی ہی در پردہ ٹٹی کہڑی — کہ کانٹون سی جہربیری کی ہی بہری

کہڑی جا بجا سقی مشکین لئی — دہانون پہ اون کی ہزاری چڑہی

کمر سی لپیٹے ہوئے لنگیان
چہڑکتے ہین وہ دم بدم ٹٹیان

یہ ٹٹی و پردی جب ہون خس کی تر
تو خوشبو سی اونکی مہک جای گہر

بنی عمدہ عمدہ وہ ٹہنڈائیان
کہ ہو جنکی پینی سی تفریح جان

بنی دود کی لسی وہ سرد ہی
کہ دل ٹہنڈا ہر گہونٹ اوسکا کری

وہ فالودہ پنتہہ شربت بنا
پئین آبشورہ زلال اسلے کا

جب اسمین پڑے کیوڑا کیتنگی
مٹی قلب کی اوس سی ہی تشنگی

ملی فالسون کا جو مصری مین آب
وہ خوش رنگ شربت بنے لاجواب

یہ دن کا تو بس ہو چکا اب سمان
سنو شب کی تیاریون کا بیان

ہون کوٹہون پہ پلنگڑی شب کو کہڑی
کہ شبنم کا قطرہ نہ تن پر پڑی

بچھین اونکی نیچے کسی وہ پلنگ
کہ نیند آتی ہے دیکھکر انکا ڈہنگ

کسی پر وہ عمدہ بچھی سوزنی
ہی گلکاری بخیہ کی جسپر بنی

کسی پر سفید ہی کی چادر کھچی
ہی شطرنجی نادر کسی پر بچھے

رکھی اون پہ تکیہ بہت صاف صاف
نفیس اور اوجلی چڑہی ہین غلاف

دُلائیان کہین پائنتین ہین عجیب
لطیف و نفیس و عجیب و غریب

بنین نینوسینوکی گلشن کی ہین
ہی نئی نئی قطع اونکی توگوٹ مین

کسی پر لگی گوٹ ہی گنڈہی دار
کسی پر سنگاڑی کٹی طرحدار

ہی ناخونی مغزی کسی مین لگی
کوئی رکھکی ڈوری ہی سادی سلی

گزارین ہین گرما کی یون روز و شب
سُنا جیسا تمنی یہ اسباب اب

بس اب قلب گرمی سی گھبراگیا
یہ اب سمت بارش کی راغب ہوا

سمان بارش

تو اب خم کی خم بھر کے لا ساقیا
کہ بارش کی آمد کی آئی ہوا

یہ چلنے لگی اب ہوا پوربی
گھٹا بھی لگی اوٹھنی ہر رنگ کی

کبھی کالی بادل اوٹھین زور سے
کڑک کر وہ آوین بہت شور سے

کبھی دھو ندر اکر کے اپنا برن
وہ اوٹھتی ہین بجلی کی لینی چرن

مشاعیت کو آوی چمک کر جو برق
خجالت کی دریا مین انجم ہون غرق

جلوس اپنے ہمراہ ایسا رکھے
جلو مین بجی نوبت رعد ہی

گرجتی ہی گردون پہ وہ اسقدر
کہ آتی صدا جسکی ہی ارض پر

دکھاتی ہی دامن جب اپنی دمک
چمک سی پلک اوسکی جاوی جھپک

عجب قطرہ قطرہ ہین بوندین پڑین
کہ گویا فلک پر سی موتی جھڑین

جہان جب جگہہ اس سی تر ہو زمین
تو آنی لگی سوندی خوشبو وہین

پپیا پی کبھی برسی ہے لگاتار
کبھی پھوار پڑتی کبھی بند ہی دہار

برسنی مین مینہ کی جو پھولی شفق
سُنہری بنی آسمان کا طبق

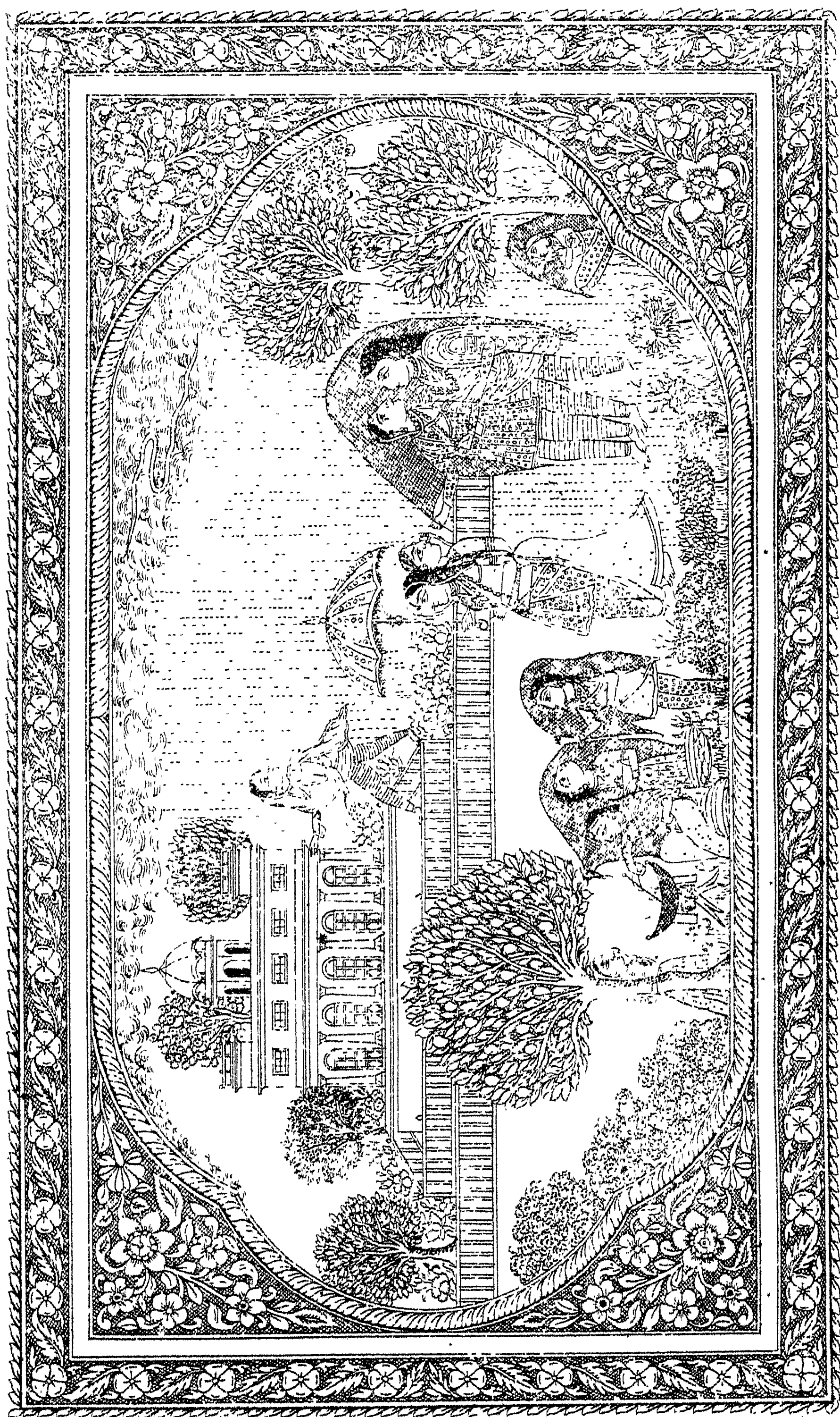
زمین پر جب ہووی شفق جلوہ گر
شگفتہ نظر آوین دیوار و در

شفق کا گری عکس جب آنکر
تو آوی زمین زعفرانی نظر

عجب سُرخی زردی ہو اسوقت پر
شگفتہ سب ہو جاوین دیوار و در

بنا کر نگار نگ کے آن بان
شفق کی نظارہ کو نکلے کمان





کہکنا وہ مورونکا کویل کی کوک ‌ یہ دی عاشقونکی بہلا پیاس و بہوک

پپیہی کی پی پی کی سُنکر صدا ‌ کرین دلکو دل بستگان ہین غذا

وہ جہینگر کی جہنکار دادر کا شور ‌ جگا خواب شیرین سی دین ہین بزور

عجب رُوپ جوبن دکہاوی زمین ‌ وہ نوخیز سبزہ جب ہو ہمنشین

وہ جسوقت پوشاک پہنے ہری ‌ نہ چوتھی کی دولہن سی ہو ہمسری

یہ نزہت فضا دیکھ برسات کی ‌ کرین سیر سب جا بجا باخوشی

کوئی کوہ پر کوئی گلشن مین جا ‌ کرین ملکی گوٹین ہین سب جا بجا

پکاتا کوئی عمدہ پکوان ہے ‌ کوئی کرتا دم پخت حلوان ہی

کوئی کانکڑین اور بہرتا بنا ے ‌ کوئی بہاجی سیمونکی ہانڈی چڑہای

سنگا کر کوئی نکتیان سیو دال
خریدی کھجورین کوئی لال لال

کوئی قیمہ روٹی پراٹھی بنای
کباب اور سموسہ کوئی تل کی لای

اسیطرح برسات مین روز و شب
کیا کرتے ہین گوٹین ملجل کی سب

پھر آتا ہے ہر گاہ ساون کا ماہ
عجب لطف ہوتا ہی پیش نگاہ

کہ بھرتا ہے اک میلہ ہر پیر کو
پہاڑون کے اوپر بطرز نکو

عجب طرح کی اُسمین ہوتی ہی دہوم
خلایق کا ہوتا ہے ہر سو ہجوم

ہر اک قسم کی لگتی ہی وان دُکان
بکین ہین ہر مزیدار چیزین وہان

ہنڈولی بہت جابجا گڑتی ہین
ہر اک سمت جھولی بھی وان پڑتی ہین

تماشائی گرد اونکی کرکے ہجوم
اڑی رہتے ہین اور کہتی ہین دہوم

زن و مرد اطفال اور خاص و عام — پہرین ہین باہم چہلین کرتی تمام

پہنکر وہ آتی ہین رنگین لباس — وہان پہرتی ہین سبزے مین بی ہراس

گلی مین پہنکر چمیلی کے ہار — دکہاتی ہین سج دہج کی اپنی بہار

غرض ہو کی ہر رنگ سے جلوہ گر — پہری ہی نظارہ کنان ہر بشر

ہین کرتی دم شام تک سیر سب — گہرونکو ہین پہرتی جب آتی ہی شب

اسیطرح رہتا ہی تا چار پہر — یہ ہنگامۂ طفل و برنا و پیر

رقم ہو چکا چارون فصلونکا حال — دکہا خامہ اب تو کوئی اور چال

ہی منظور اک اور لکہنا بیان — ہو لطفِ دگر جس سے یکسر عیان

چلی ساقیا جلد تر جام مل کھلی جس سی تازہ بیان اور گل

ہنودون مین ہوتی ہین تہوار جو کچھہ اونکا بہی احوال مجہسے سُنو

بہت یون تو تہوار خرد و کلان وہ کرتی ہین اس ہند کی درمیان

ولی یان ہی اُنمین سی اُنکا بیان کہ ہندو سمجھتے ہین جنکو کلان

بس اب حال ہوتا ہی اونکا رقم کہ کرتی ہین کیا کیا وہ محوِ صنم

ہین اس ہند مین جتنی ہندو تمام ہین سب مذہبی رسمین کرتی مدام

ہنودونکی تہوارونکی ابتدا ہی بارشس کی ایام کی انتہا

سدا انکو ارکا تک مین کرتی ہین سب دیوالی دسہرہ بفرطِ طرب

یہ تہوار ہی ہندوؤں کے یہان
بہت لطف سے ہوتی ہین بیگمیان

ہنود اِس مین دل کھولکر بیخطر
کیا کرتی ہین صرف بس سیم و زر

سفیدی پہر اگھرون پر تمام
بناتی ہین گل بوٹی کا اون پہ کام

وہ رنگتی ہین اسطرح دیوار و در
کہ آتی ہین گلدستہ آسا نظر

کوئی منڈہتا ہی از رہ لطفِ خو
زرِ اور پنّی پیتل سے دروزونکو

وہ ہوتے ہین فارغ سجاوٹ سے جب
ادا کرتے ہین مذہبی رسمین سب



بیان دسیرہ کا

بہت جلد اک جام تو ساقیا
پلا دے مجھی بادۂ مشک کا

رکھا فصل سرمائی ہی اب قدم
کرون ہند کی رسم پہلی رقم

ہو جب کنوار کا ماہ نزدیک ختم
وہ کرتی ہین اسمین دسیرکی رسم

بہت راجپوت اسمین کرتی ہین دہوم
ہر اک سمت ہوتا ہے اُنکا ہجوم

بہت ہند کی راجہ ہین مانتے
اوسے روز فرخندہ ہین جانتی

تجمل سواری کا اور دہوم دہام
تکلف نئے اوسمین اور اژدہام

ہر اک فیل کی سونڈ کو فیلبان
بناتا ہے رنگین مثال کمان

سنوارین ہین یون مستکین سربسر
جڑاو ہین گویا کہ شمس و قمر

وہ دانتون پہ چوڑی چڑہی ہین زرنگار
کہ ہو برق جنکی چمک پر نثار

دکھاتا ہے یہ روز جب اپنا زور
تماشے کا پڑتا ہی ہر سمت شور

دسیری کی دن راجہ ہر ایک سال
ہین صحرا کو جاتی پی نیک فال

سواری کا ہوتا ہے ساز اسقدر
کہ رہرو کا رہتا نہین ہے گذر

بیابان مین پھر آکے با این نوائ
شگون اپنے کرتی ہین سب وہ ادا

جہان ہوتا ہے دشت وسعت نشان
اُتر کر سواری سے راجہ وہان

کرے رسم جھٹکے کی تا وہ ادا
اُڑاتا ہی سر تیغ سی بھینسے کا

چڑہیا رصیاد صدہا ہزار
لیے نیلکنٹھ آتے ہین بیشمار

پہونچکر سواری سے وان پیشتر
ٹھہرتے ہین جا کر سر راہ پر

وہ بڑھ بڑھ کے سب راجہ کی روبرو
اُڑا دیتے ہین اُنکو بس چار سو

اُڑاتے ہین جب وہ ادہر اور ادہر
تو پاتے ہین انعام مین سیم و زر

گوالون کا بھی ہوتا ہے ازدحام
وہ ہین پوجتے گائی بھینسے تمام

اور اُن گائی بھینسونکی سینگونکو سب
ہین رنگین کرتے بجشن عجب

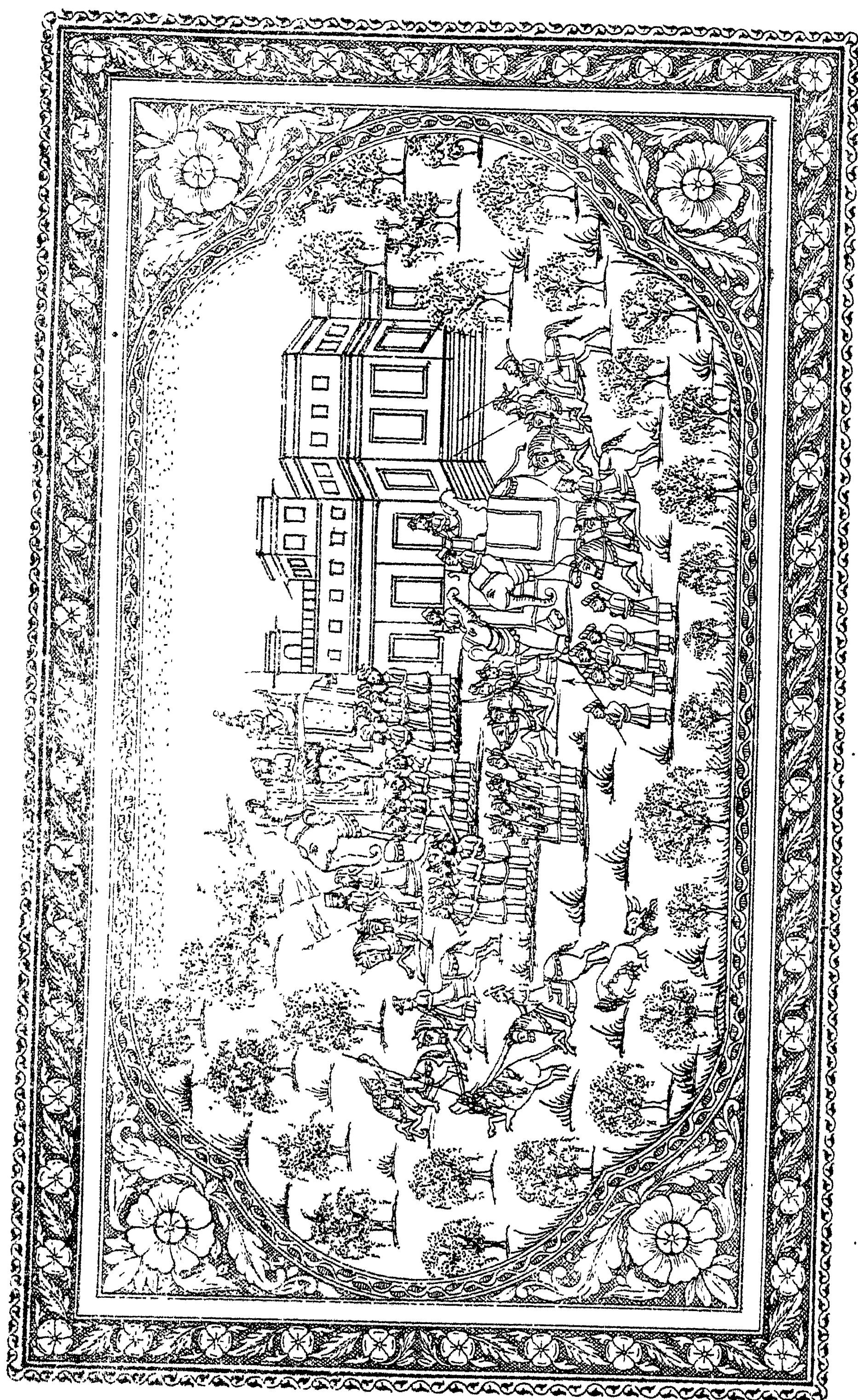
پلاکر شراب اُنکو کرتی ہین مست
کہ تا جنگ کرنی مین ہووین نہ سست

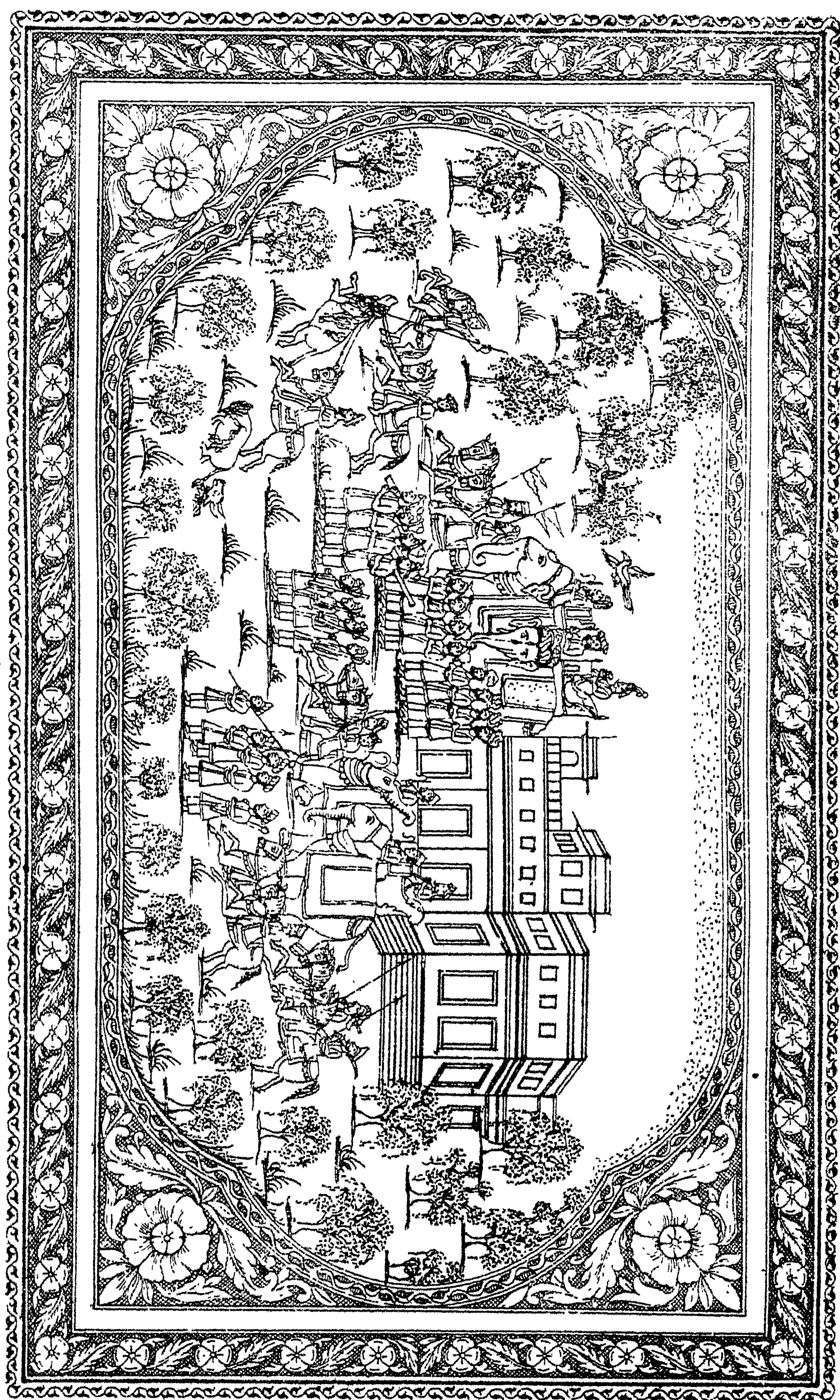
یہ اتواپ، و اسپ اور ہتیار بھی
ہین اُس روز پجتے بلطف و خوشی

لگا کر ورِ سیندور ہتیارون پہ
جھکاتی ہین ڈنڈوت کو اپنا سر

وہ توپونکی پوجا کی بکری کٹین
اور اسپونکی ماتھونپہ صندل لگین

سمون پر لگاتی ہین روز کا رنگ
رہے سال بھر خوب تیے اُنکا ڈہنگ





ہے یعنی رفتار مین خوب دم
چلین چہار تک یا کہ پد قدم

وہ محلون کی قلعونکی اور شہر کی
بچین نامی دروازے اسطور سے

کہ ہر در پہ ہو ایک بکرا حلال
کواڑونپہ دین سُرخ چھینٹی اچھال

اُنھین گیرو صندل سی پھر چھاپکے
اداکر کے بھینٹ اونکی پھر جائین گھر

نشانون کی پوجا بھی ہو جابجا
وہان پر بھی بکرونکا خون دین بہا

اداکر چکین مذہبی رسمین جب
گذارین بلہو ولعب روز و شب

اور اسمین ہین رکھتی عجب دھوم دھام
جدہر دیکھو کھیلونکا ہی ازدحام

کہین گوالونکی گائین کھیلین ہین وان
کہین اڑتے ہین بھینسے مستی کنان

کہین راس لیلا کا ہوتا ہی سانگ
تماشائی مارین ہین کیا کیا چھلانگ

ہے مشہور جو رام لیلا یہان
لڑائی کا لنکا کی وہ ہی سمان

لڑا ساتھ راون کی جسطرح رام
بناتے ہین سانگ اُسکا ہندو تمام

کہین جنگ فیلانکی ہوتی ہی دہوم
تماشائی کرتی ہین وان پر ہجوم

سرِ عرصہ آکر بشان و شکوہ
وہ لڑتی ہین ایسے کہ لرزان ہو کوہ

عجب شان سی اُنکی ہوتی ہی جنگ
جسے کہتی ہین جنگ دیوانکا ڈہنگ

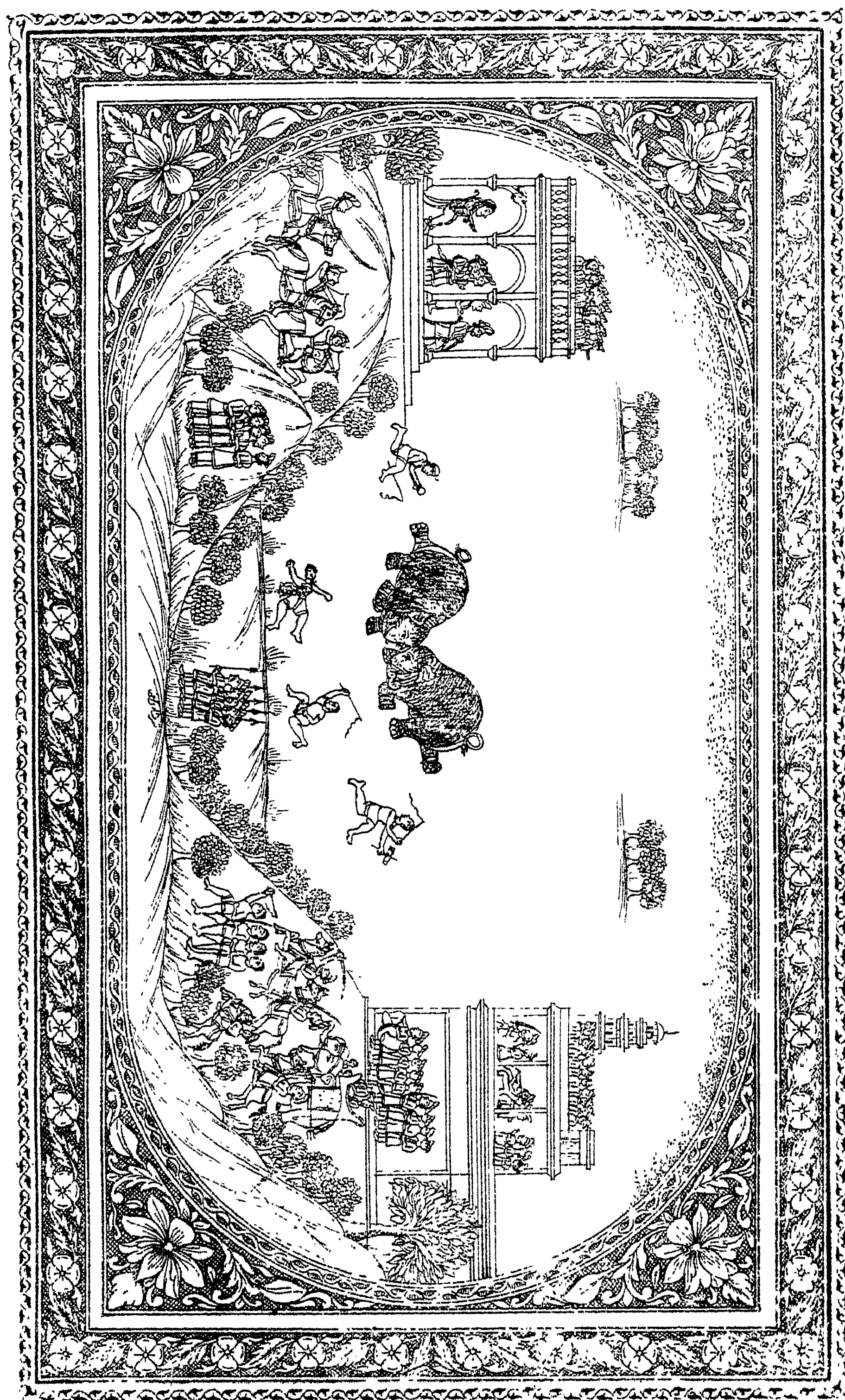
وہ باہم جو ضربین لگاتی ہین وان
تو ہوتی ہی کیا خلق غوغا کنان

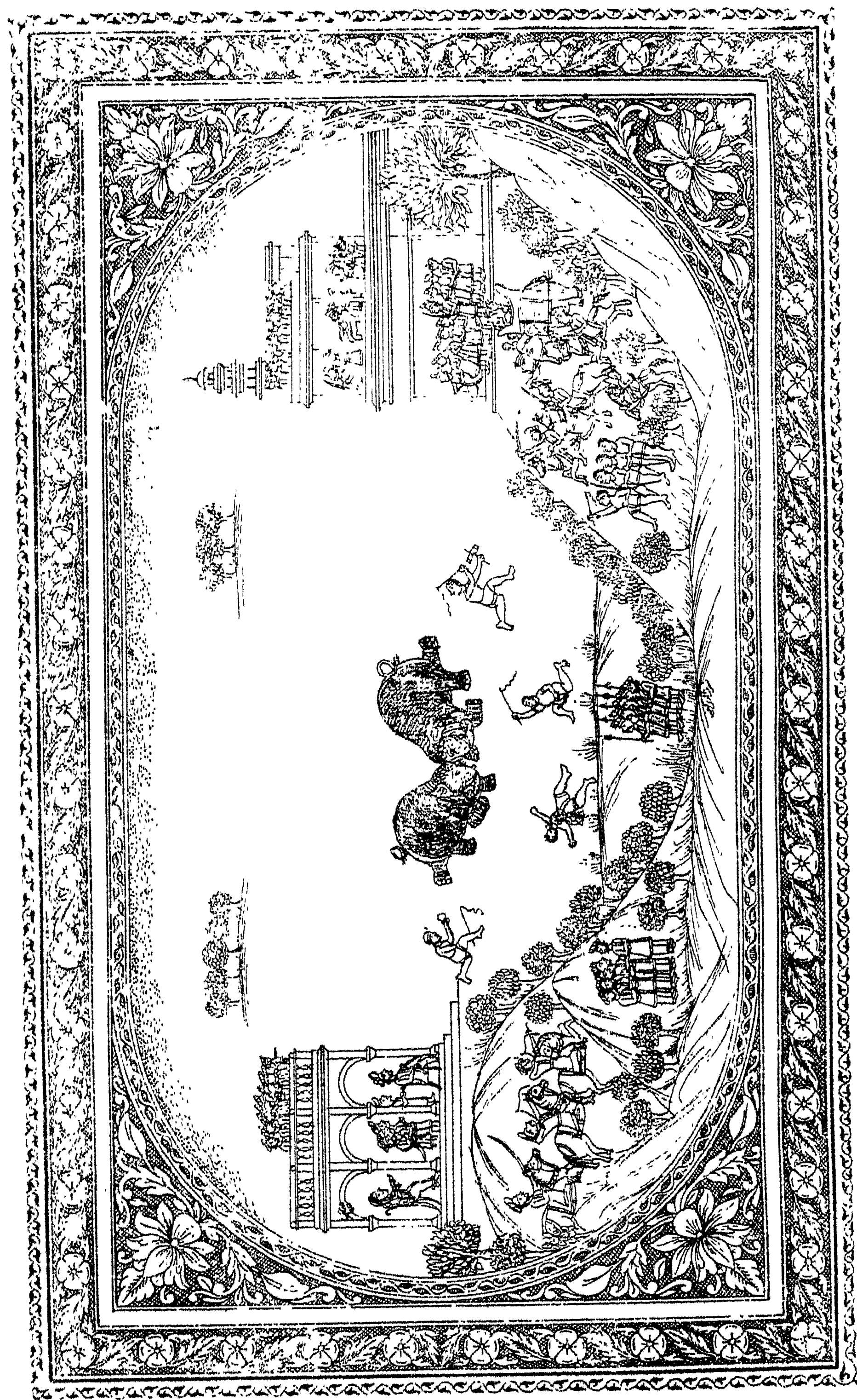
دکھاتی ہی جنگ اُنکی شانِ عجیب
ہین خوش ہوتی جس سی امیر و غریب

رئیس و امیر و غنی نامور
سرِ بام محلونکی سب بیٹھکر

بلطف و خوشی و بآرام و خیر
بہم جنگ فیلونکی دیکھین ہین سیر

غرض اسطرح سی بلہو و لعب
وہ مشغول رہتی ہین اک روز و شب





سحر کو دسہرے کے راجہ تمام	ہین کرتی جلوس اور دربار عام

امیر و وزیر و اراکین تمام	مع نذر با شوکت و احتشام

ہون دربار مین آکی سب جلوہ گر	کرین نذر راجہ کی پیش نظر

وہ سب پیشکش کر چکین نذرین جب	پھرین مجرا کر کے پھر باادب

نشست اپنے کی پھر جگہ دیکھکر	قرینے سی ہوتی ہین سب جلوہ گر

قرینے سی جب بیٹھین وہ شاد شاد	جمی بزم عشرت کے حسب المراد

ہو پھر رقص و نغمہ وہان خوب تر	ملی سب کو انعام مین سیم و زر

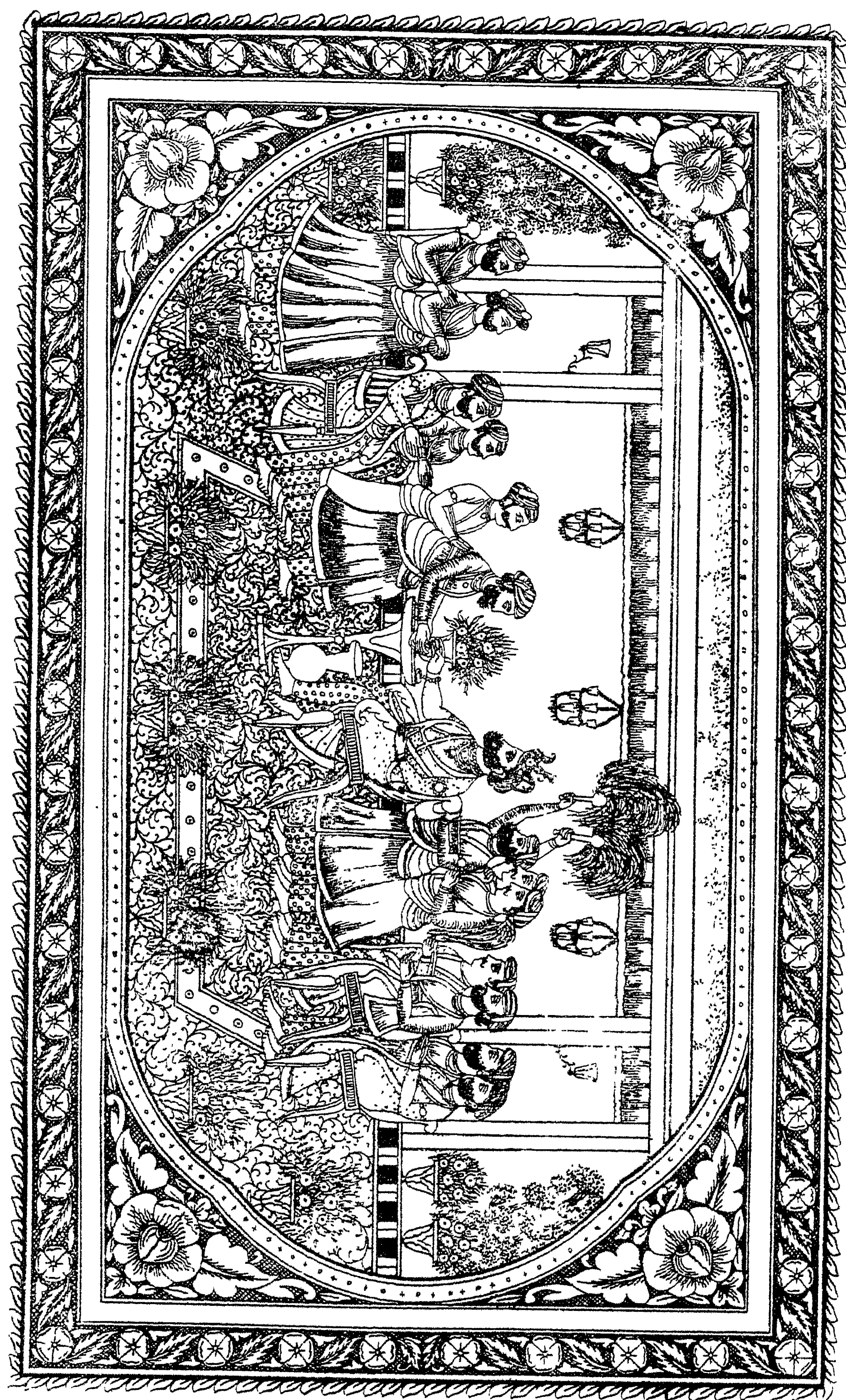
کوئی پا کی خلعت کو ہو کامران	کوئی تمغی کو پا کی ہو شادمان

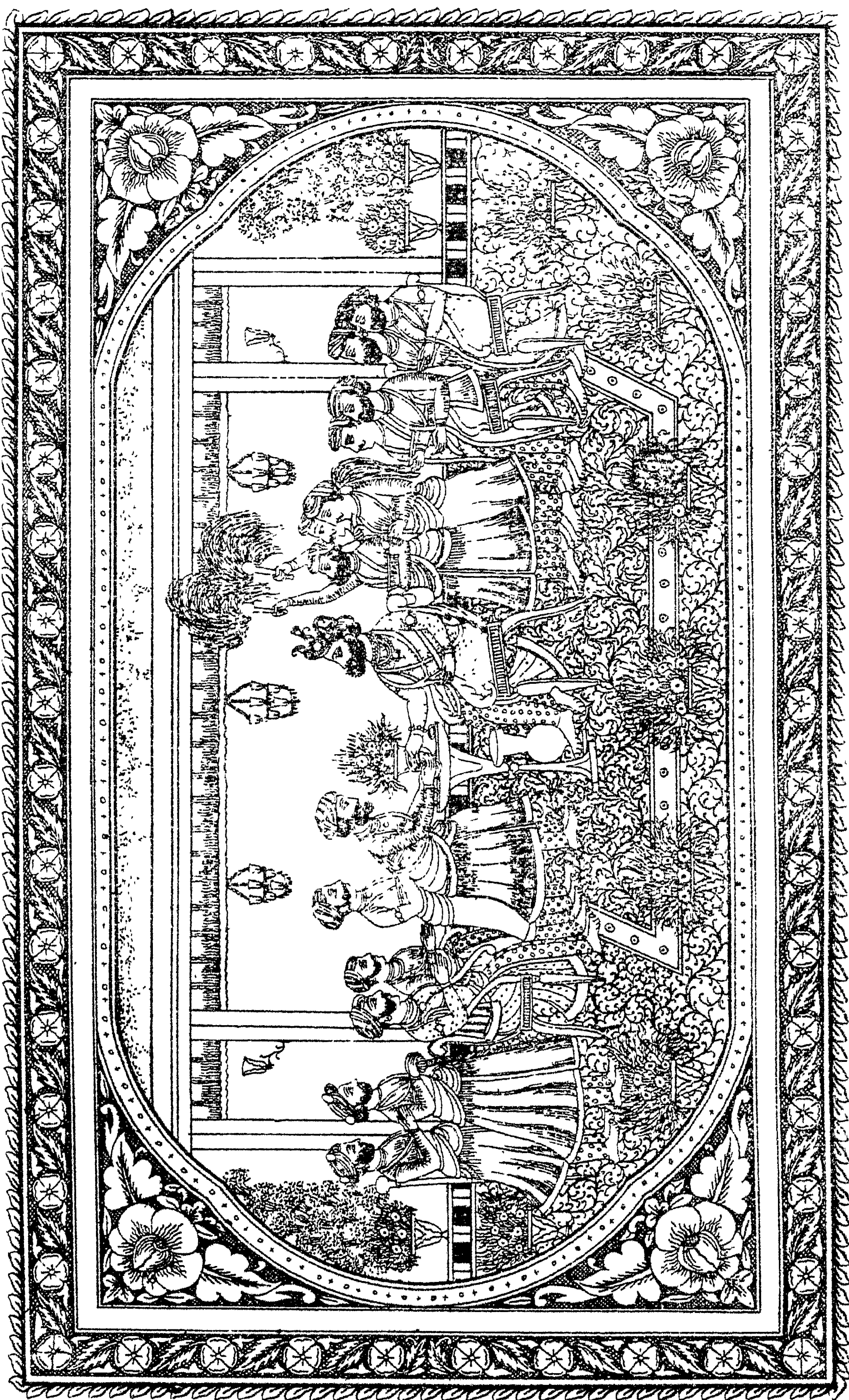
بٹین ہار اور عطر اور پاندان	ہون بعد اسکی رخصت بصد عز و شان

اقارب ارکین امیر و وزیر | بحسب مراتب صغیر و کبیر
جلوس اپنے لی لی کی با احتشام | پھرین اپنی قصرونکی جانب تمام
گدا ہو وین خیرات سی مالامال | ملازم ہوں انعام پاکر نہال
بیان یہ دسہرے کا کرکے رقم | دیوالی کی جانب سے ہے روی قلم

بیان دیوالی کا

وہ مے جسمین ہو مشک اور زعفران | دے ساغرمین بھربھر کے پیر مغان
شتابی سے کر دور اسکا شروع | کہ تا کیف سے اسکی ہو کر رجوع
سناؤن مین تا اور تہوار کا | بشائستگی حال اور ماجرا
دیوالی لقب اسکا ہی مشتہر | اٹھاتی ہین ہندو بہت اسمین زر





دسہری کی بعد اُسکی ہوتی ہی دہوم — ادا ہوتی ہین اُسکی ساری رسوم
دسہری پہ جاتے ہین جب بیس روز — دیوالی کی ہی وہ شب دلفروز
وہ کرتی ہی پھر تین دن تک مقام — ہنود اسمین کرتے ہین خوب ازدحام
وے تیسری شب بفرطِ خوشی — وہ کرتی ہین بازارون مین روشنی
بصد جوش سب بنئے مہاجن تمام — دیوالی کی دن کرتے ہین اہتمام
دکھانیکو وہ اپنی دولت کی شان — چراغان سی کرتی ہین روشن مکان
جو ہر سال دولت سی پاتی ہین سود — چراغونکی ضو سی ہین کرتی نمود
مکانون کے دیوار و در اور بام — وہ کرتی ہین تابان و رخشان تمام
لگاتی ہین فانوس جہاڑ اور گلاس — ہر اک جا قرینے سے دور اور پاس

لگیں پلٹ چھجے منڈیروں پہ گل
ہوا سے نہو روشنی تا کہ گل

سرِ راہ کٹگر بند ہین جالدار
دو طرفہ نظر آئے جسکی بہار

وہ کٹگر کے بانس اور کہم سب
منڈھے ہین پنی سے تا کہ ہون خوب تر

دیے جسگہڑی کٹگروں مین جلین
تماشائی پروانہ آسا کرین

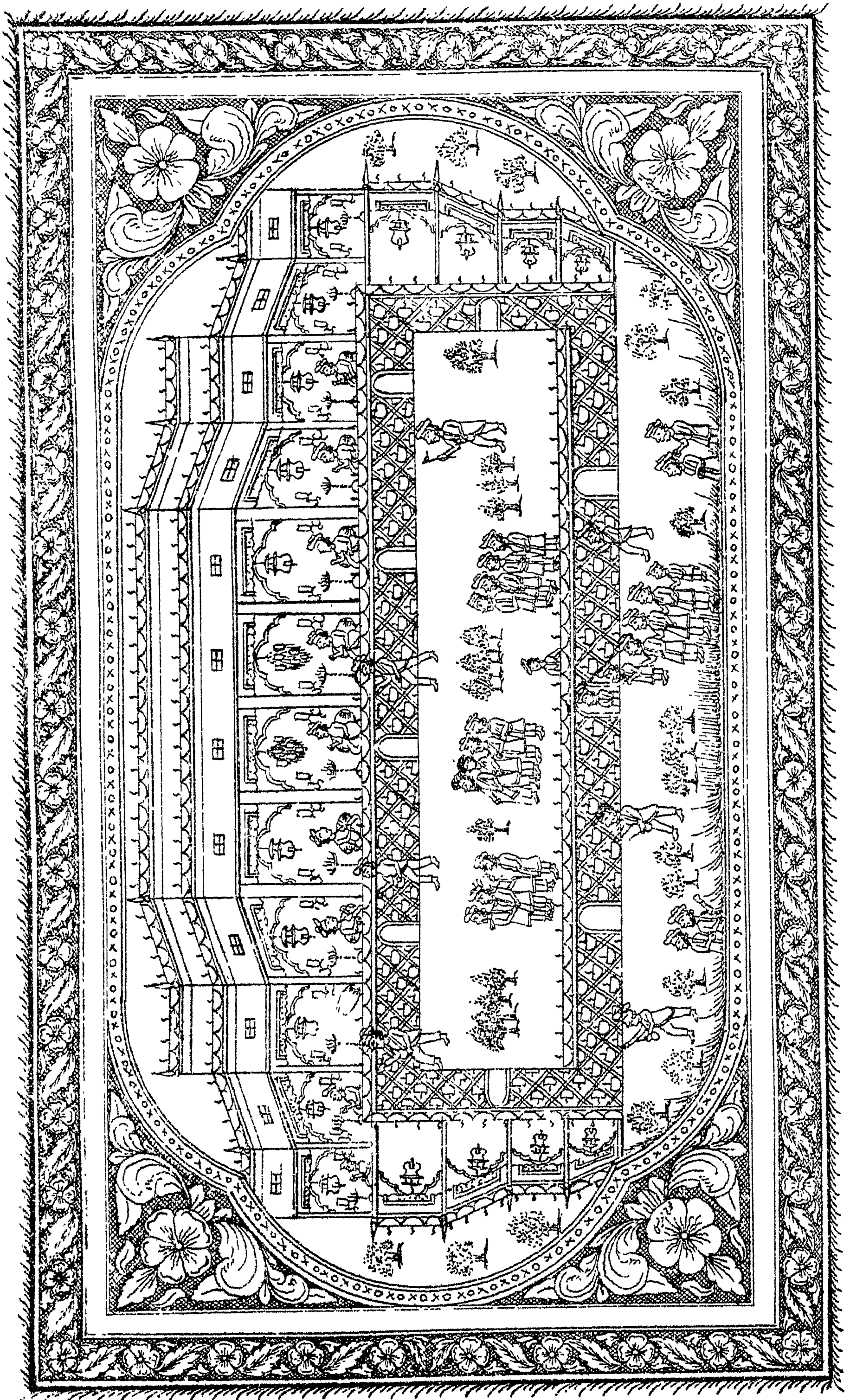
ہو سٹرکون پہ وہ روشنی رات بہر
کہ کہئے جسے رشک شمس و قمر

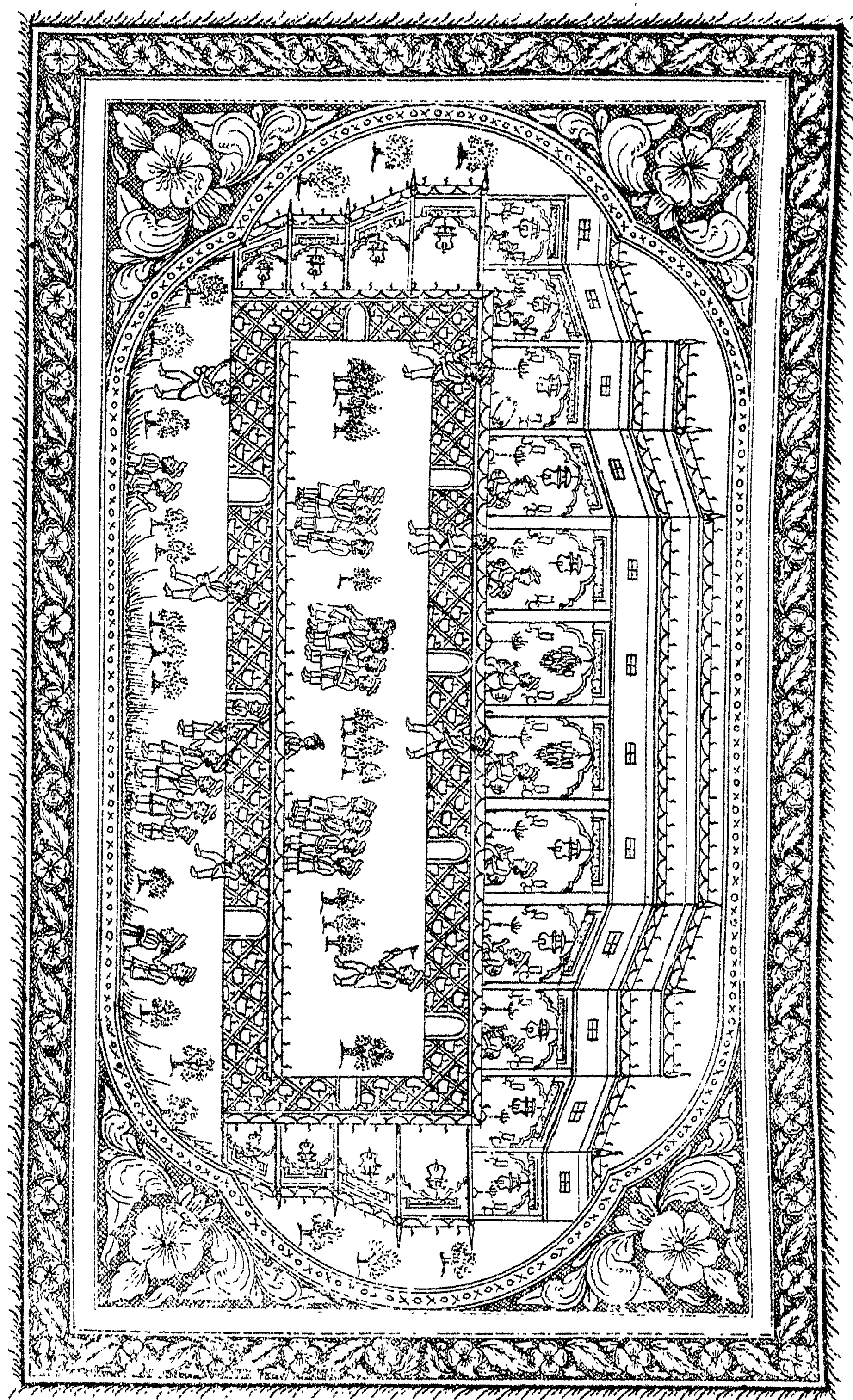
چمکا چوند سے اوسکی ہر دم نگاہ
جھپکتے رہے شام سے تا پگاہ

گذر کرتی ہے جسطرف کو نظر
چراغ آتی ہین مثل انجم نظر

دکانون پہ وہ روشنی کی بہار
جسے کہئے ہی شمس نصف النہار

وہ شب روز کی طرح ہو جلوہ گر
گری سوئی بھی گر تو آوے نظر





غرض جسطرف دیکھین بازار کو
ستارے نظر آئین انظار کو

دکانون کے کمرون پہ باہتمام
مکلف بساطین بچھا کر تمام

مہاجن کہین اور کہین جوہری
کہین ہو صراف اور چودھری

لگا کر پس پشت تکئے تمام
ہر اک بیٹھے مسند پہ با احتشام

بہی کھاتے اپنی وہ سب کھولکر
ہر اک مد کو دیکھین بغور نظر

منیمون کو اپنی بلا کر شتاب
وصول اور باقی کا لیوین حساب

ملا کر برس دن کا سود اور مول
لکھین اپنی کھاتونین تا ہو نہ بھول

سمجھکر حساب اپنی گھر کا تمام
کرین مذہبی پوجے کا انتظام

وہ لچھمی کی پوجا کا کرکے خیال
نکالین زر و زیور و سیم و مال

جو ہو اشرفی روپیہ بھی سب — برائے پرستش کرین ہین طلب

جواہر کے صندوقچے کھولکر — رکھین پوجا کے واسطے بیخطر

غرض جو جو شی قسم دولت سے ہی — دیوالی کی شب کو وہ سب سجتے ہی

وہ لی لی کی اُس شی پہ لچھمی کا نام — کرین اوسکو ڈنڈوٹ سجدہ سلام

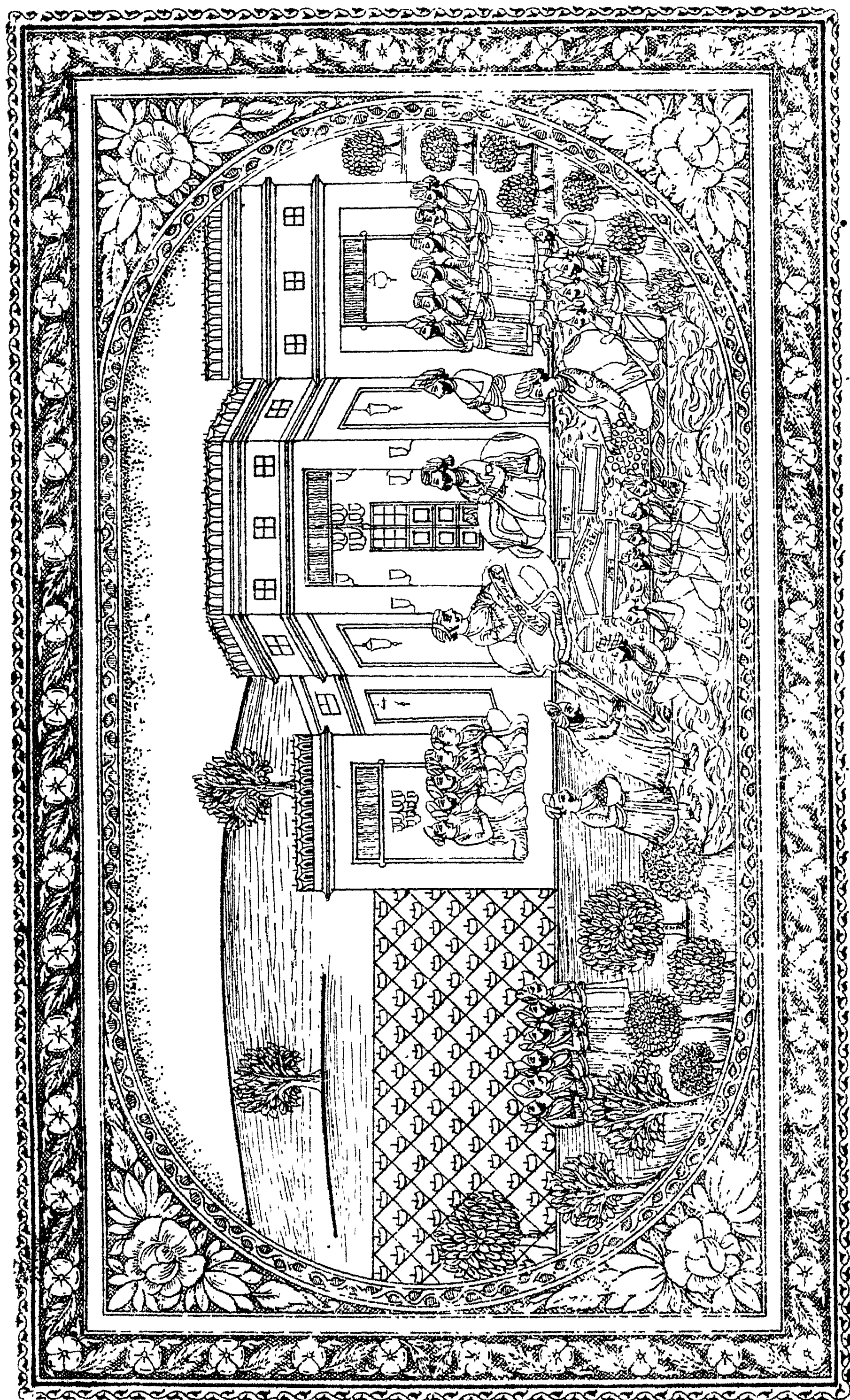
مکانونکی دروازے بھی رات بھر — کُھلے رکھتی ہین بس یہی سوچکر

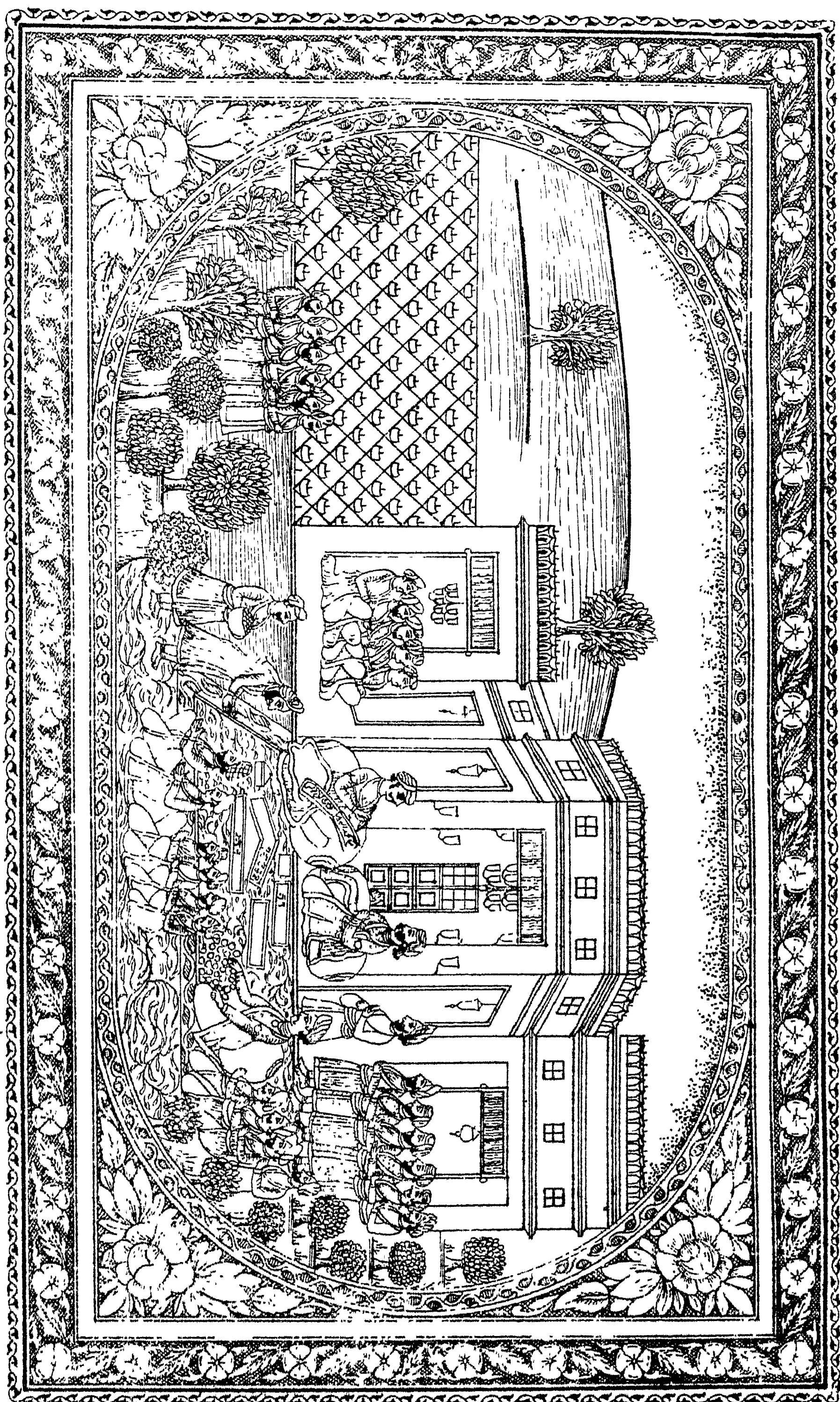
کہ شاید کرے لچھمی یان پر گذر — تو دروازی گھر کے کُھلی دیکھکر

وہ ہو جلوہ گر لحظہ بھر گر یہان — نہ دولت کا ہو اُس برس کچھ زیان

رکھین سیٹھ جن لوگون سے لین دین — بیاج اونسے لی لی کی کرتی ہین چین

بُلا کر اُنہین کرتی ہین یون سوال — کہ ہی آج کی شب بہت نیک فال





دُکانوں مین اِس شب کو کچھ سیم وزر — کرے لاکے داخل ہر اِک نامور
بہی کھاتے مین تاکہ ہو وہ رقم — سمجھ لینگے وقتِ حساب اُسکو ہم
غرض آج کی رات کچھ دیجیے — نہ ہمسے سوالِ طلب کیجیے
دیوالی دن الغرض ساہوکار — نہ اِک حبہ دیوین کسی کو اُدہار
جواری بھی ہووین دیوالی مین شاد — جوا کھیل کر پاوین اپنے مراد
کوئی جیت کر خوب ہوتا ہی شاد — کوئی ہار کر بنتا ہے خانہ زاد
گھرون گھر بٹین ہین مٹھائی کی تھال — ہو پوری کچوری کا کھانا محال
وہ دھانونکی کھیلونکی انبار ہون — شکر کے گٹے بھی ذائقہ دار ہون
گھرون مین ہنودونکی کل لڑکیان — منگا کر بہت مٹی کی گُجیان

رکھین روشنی کی اُنھون پر چراغ | ضیا دیکھ کر اُنکی ہون باغ باغ
بھرین دہان کی کھیلونسی جو گھڑی | بتاسی بھی تھوڑے سی اُسمین بھرے
وہ گنّے سنگھاڑے شکرقند تمام | منگا کر یہ سب مول ہون شاد کام
بیابان کے بیر انمین آمیز کر | اُنھین جو گھڑون مین یہ ساری شکر
رکھین دو دو ایک ایک حصّہ رسد | انھین بانٹین گھر گھر بہوش و خرد
غرض ہند کی ہندو کل ہو کی شاد | یہ تہوار بھی کرتے ہین بامراد
سمان یہ بھی ہی ہند مین بیمثال | ہنودونکی یان ہو شروع اس سے سال
ہی رخصت دیوالی کی اب ہند سے | بہار اور تازہ صبا لاتی ہے
بعیش و طرب گذری یہ روز و شب | ہی مدِنظر تیسرا جشن اب

گئی شب ہوئی صبح اب آشکار
کھلا اور گل ہند مین پر بہار

بیان بسنت کا

پلا ساقیا بادہ جانفزا
کہ تحریر ہوتا سمان دوسرا

مگر ہو وہ سب زعفرانی شراب
اٹھاتی بسنت اپنا اب بے نقاب

وہ ہوتا ہی اس ہند مین دہوم سے
سمان اسکا سب قابل دید ہے

مہینا جو جاڑون مین ہی ماگہ کا
بسنت اسمین ہوتا ہی جلوہ نما

ہی اس مہ مین جو پنچمین آخری
ہنود اسمین کرتی ہین کیا کیا خوشی

انہین روزون مین اسکا دور مدام
رہا کرتا ہے با نشاط تمام

یہ موسم جو ہی خوب اور دلربا
ہنودون کا تہوار یہ ہوگیا

بسنت آتی ہی جبکہ عشرت فشان ‏— تو ہوتا ہے پیدا بسنتی سمان

دکھاتی ہی جلوہ بسنت اپنا جب ‏— پہنتی ہین پوشاکین زرد امین سب

خوشی سی زن و مرد کرکی سنگار ‏— بسنتی سمان کرتے ہین آشکار

لباسون کو سب چنپئی اور زرد ‏— رنگا کر پہنتے ہین زن اور مرد

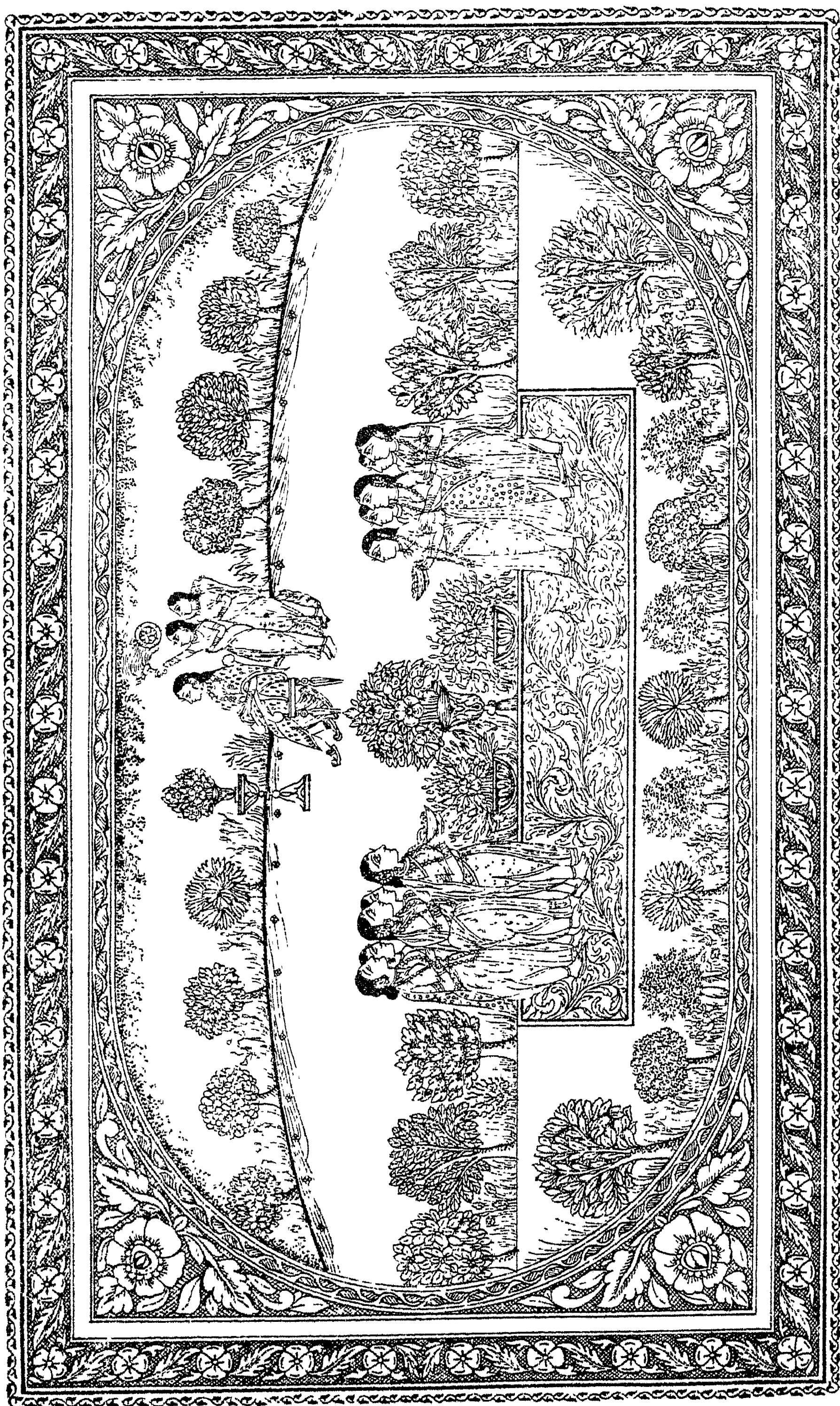
پھر احباب کو اپنی کرکے طلب ‏— اور آراستہ کرکی بزم طرب

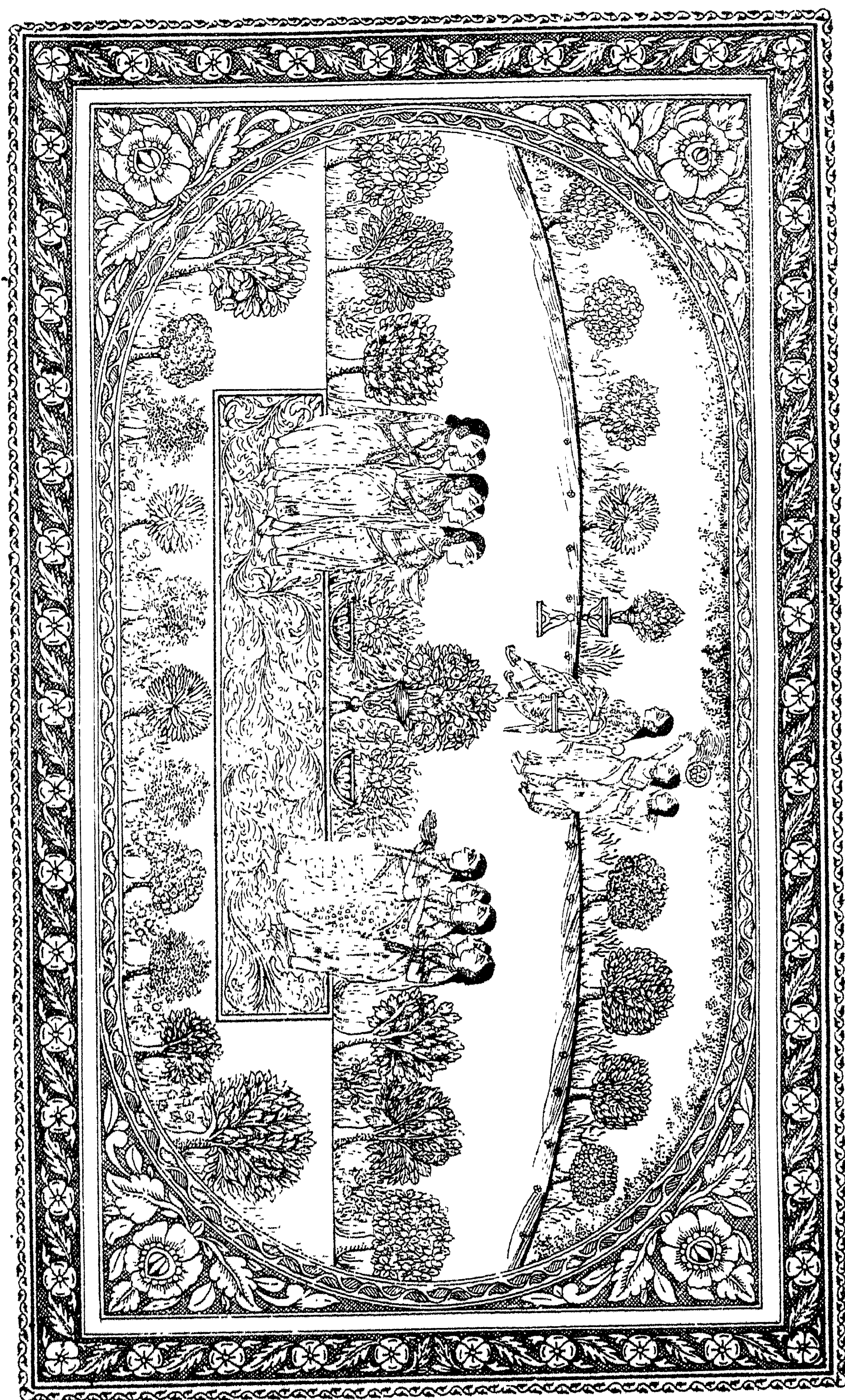
ضیافت کی ہوتی ہی بس دہوم دہام ‏— مزے دار کھانون کا ہوکر نظام

کوئی توکری ہی بسنت اپنی گھر ‏— کوئی گلستان ہین کری ہی مقر

کوئی میہمانونکو کرکے طلب ‏— خود اپنی مکان پر ہی کرتا طرب

بسنتی جو کرتی ہین بزم سرور ‏— بسنتی بچھونی ہین بچھتی ضرور





بچھاتی ہین جس جا بسنتی بساط — جماتے ہین وان بزم عیش و نشاط

پھر اوس بزم کو کرکے رشک بہار — بہم پیتے ہین بادۂ خوشگوار

وہ مے پی کی مست ہوتی ہین جب — برقص و نغم میل کرتے ہین تب

وہان مجتمع ہوکے اہلِ نشاط — عیان کرتے ہین محفلِ انبساط

جو ہین نرتکار و نمین چالاک و چست — وہ گروی بسنتی کرین ہین درست

ہی گروا بسنتے جو مشہور عام — سنو اصل اوسکی یہ ہی کسکا نام

وہ سرسونکی پھول او برگ آم کی — منگا کر معہ بور کے باغ سے

ہری بالین گندم کی بہی تازہ تر — ملا کر بہم اونمین اور باندہکر

رکھین بیلتی چیز ونمین ہین یہ سب — ہی گروا بسنتے اسی کا لقب

ہون اسطور سبی گروی تیار جب
تو پھر ناچنے گاتی اہل کسب

امیرونکی محلونمین کرکے گذر
یہ گروی رکھین اونکی پیش نظر

وہان رقص و مجرا کرین خوب تر
پھر انعام لیکر پھرین اپنی گھر

ہو باڑونمین راجاؤنکے ازدحام
دسہرہ کی مانند ہو دہوم دہام

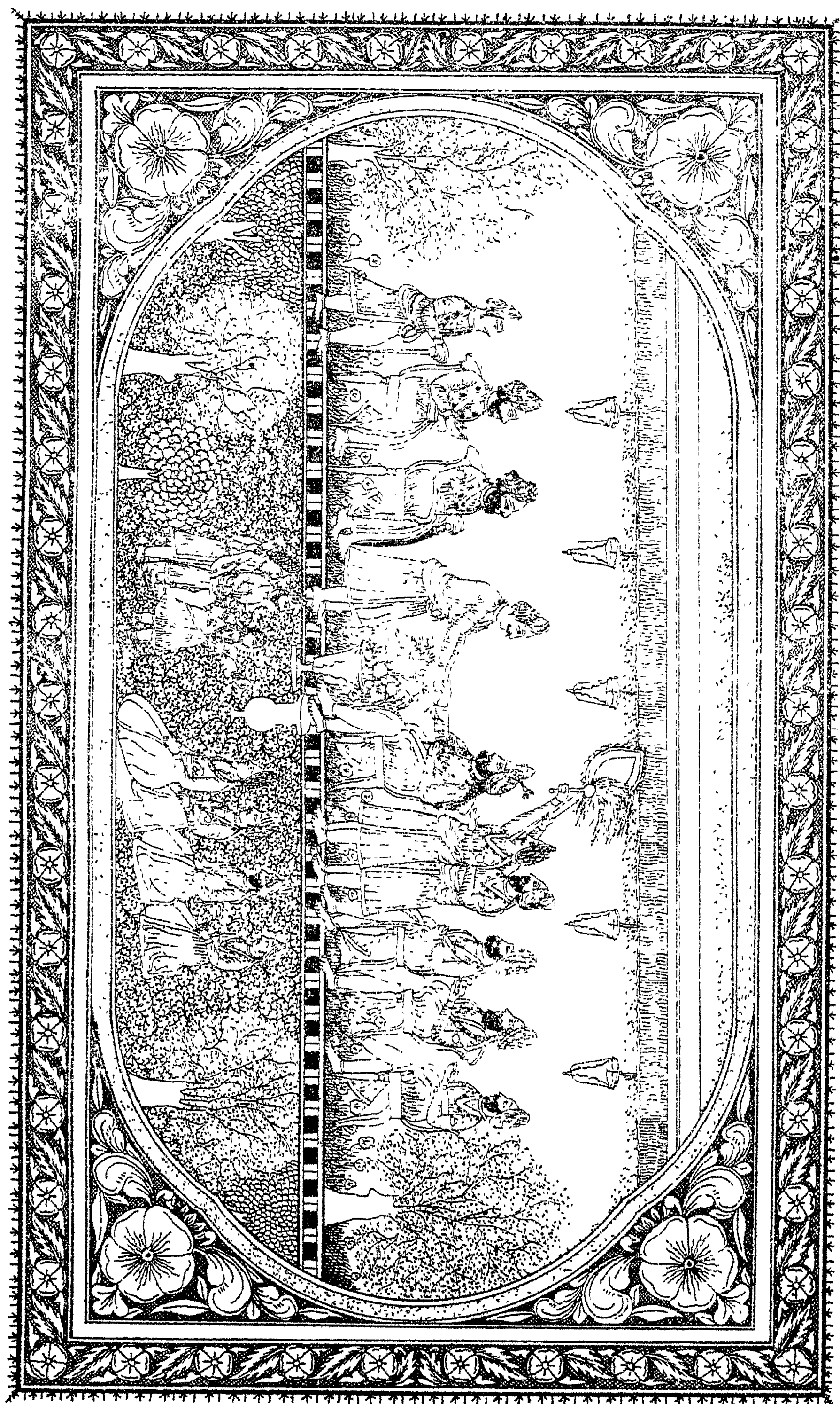
ہون قصرونمین اُنکی وہ تیاریان
کہ ہو جشن جم کا سا او سجا سمان

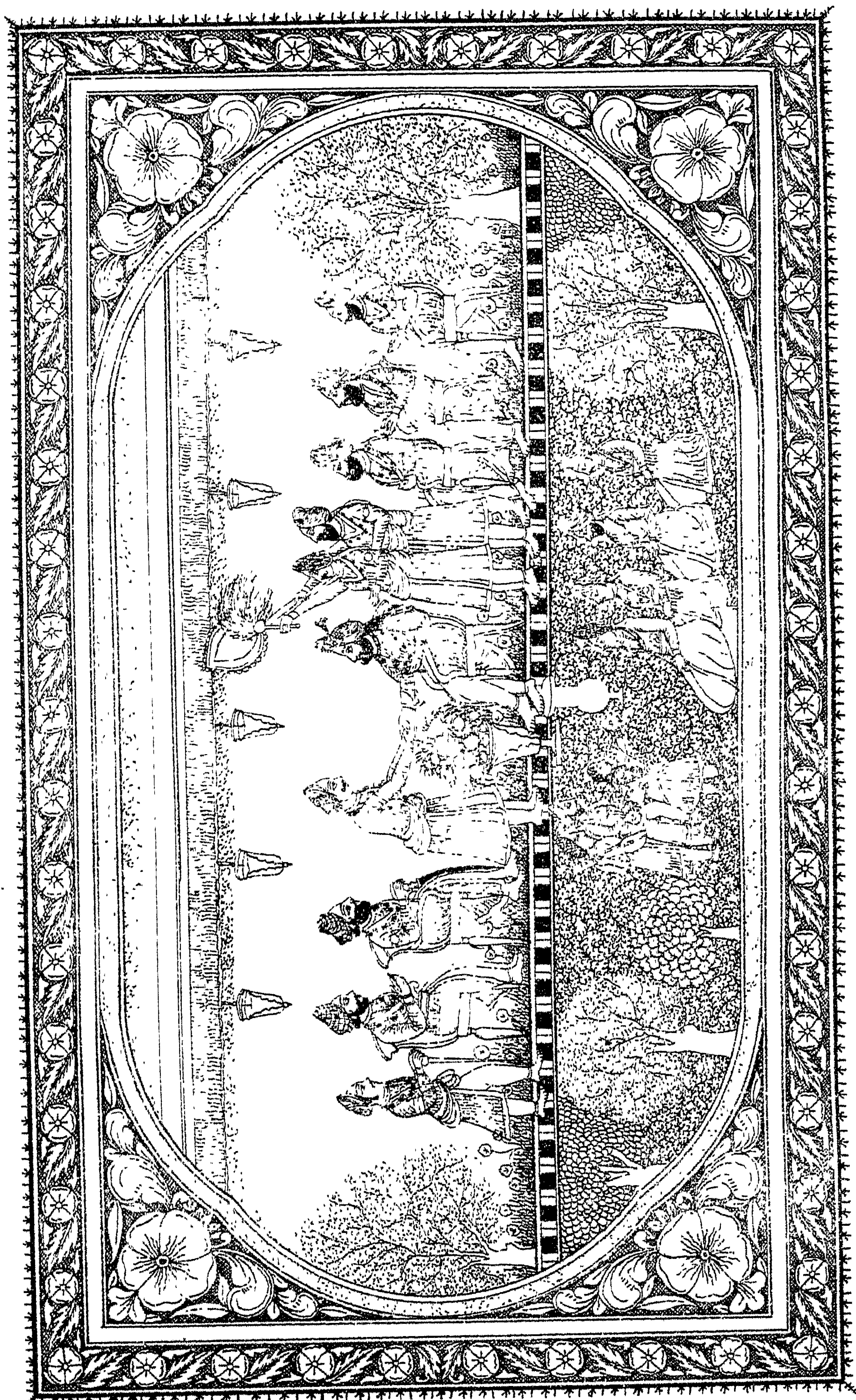
لگین شامیانے جو ہر ایک جا
وہ ہون گیندئی اور بہت خوشنما

بسنتی ہی ہو فرش سارا وہان
جسی کہئی ہے تختۂ زعفران

عزیز و قریب اور سب خاص و عام
بسنتی ہی ملبوس پہنین تمام

ارکین دولت بھی کل فرد فرد
کرین زیب تن وردیان زرد زرد





بسنتی ہی کیسو نمین بھر بھر کی زر ۔ بہی نذر لاتے ہین سب نامور

ہون حاضر جو دربار مین نامدار ۔ کرین پیش راجہ کی نذر و نثار

ادا ہو چکی نذر کی رسم جب ۔ تو پھر بیٹھین باقاعدہ سب کے سب

بنا ہی ناچ گانیگا پھر وان سمان ۔ ہون جس سی سبہ مست اور شادمان

طوایف پری پیکر و گلعذار ۔ بسنت آگی گاوین بہت پُر بہار

مغنّی و رقّاص و مطرب تمام ۔ بہی رقص و مجرا کرین ازدحام

بجا کر وہ باجی بسنت ایسی گائین ۔ زر و اشرفی خوب انعام پائین

ہو کچھ رنگ کا بھی وہان رنگ ڈہنگ ۔ برای شگون کھیلین تھوڑا سا رنگ

کھلے زعفران اور آوی گلال ۔ بھرین گاگرین سینیان اور تھال

رکھین سب یہ دربار مین لا کی جب　　ہوا اوسدم شروع اوس سنی لہو و لعب
وہ کھیلین ہین رنگ اور اڑا وین گلال　　مسرت کا جس سی عیان ہو کمال
یہ جب حسب معمول رسمین تمام　　ادا ہو چکین سب بصد اہتمام
تو ہون اہل دربار برخاست سب　　محل مین ہو پھر جلوہ گر راجہ تب
وہان رانیو نکا ہو پھر ازدحام　　بسنتی پہنکر وہ جوڑی تمام
سب آ آ کی راجہ کو پھر گھیر لین　　وہ پچکاریان رنگ کی مار دین
بناز و ادا پھر وہ سب خوش جمال　　ملین خوب راجہ کی منہ پر گلال
پھر اوس وقت ہو ناچ گانیکی دہوم　　کرین نغمہ سنج آ کی وان بھی ہجوم
وہ گرد ہی بسنتی لیے کسبیان　　پئی مجرا حاضر ہون آ کر وہان

ملا سازونکو خوب ناچین وہ گت ‎ بسنت اور ہولی کا کرکی نرت

وہ سازونکی سُر مین ملا کر صدا ‎ بسنت ایسی گاوی ہر اک دلربا

کہ سب سیم تن وجد مین آن کر ‎ عطا اونکو بیحد کرین سیم و زر

وہ لی لیکے انعام ہر دلربا ‎ گھرون کو پھرین اپنی دیکر دعا

دکھا کر بسنت اپنی زیب و بہار ‎ اور اک سال کا کرکی قول و قرار

ہوئی یان سی رخصت بصد عز و شان ‎ دکھاتی ہوئی اپنے وہ آن بان

بسنت اب گئی چھوڑ کر دلمین خار ‎ دکھاتی ہی ہولی اب اپنی بہار

بیان ہولی کا

پلا ساقیا جلد جام شراب ‎ کہ مستون کا جلسہ قم ہو شتاب

بسنت اب تو ہندوستان سی گئی
رہا ہوش مین اب نہ ہندو کوئی

وہ رہتی ہین بس ایک عشرہ خموش
پھر اُٹھتی ہین دن گیارہوین خستہ ہوش

نظر آیا جس دم علم ہولی کا
تو بس سر پہ جن ہندوونکی چڑھا

یہ پھاگن کی پہلی کو تم جان لو
ہنودونمین یون رسم ہولی کی ہو

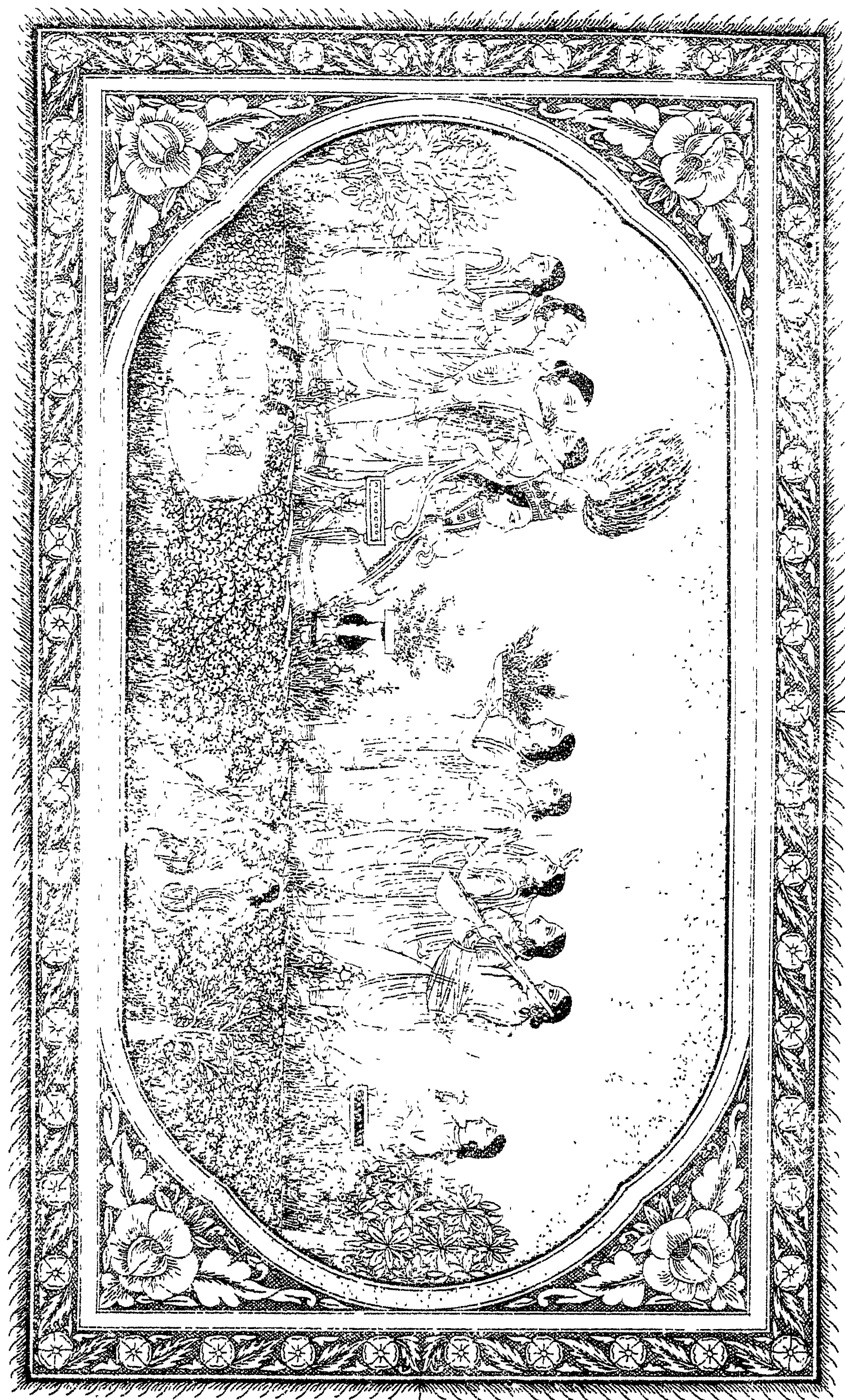
کہ اک چوب کا گیڑ اسوٹا سا لین
اُسی جا کی چوراہی مین گاڑ دین

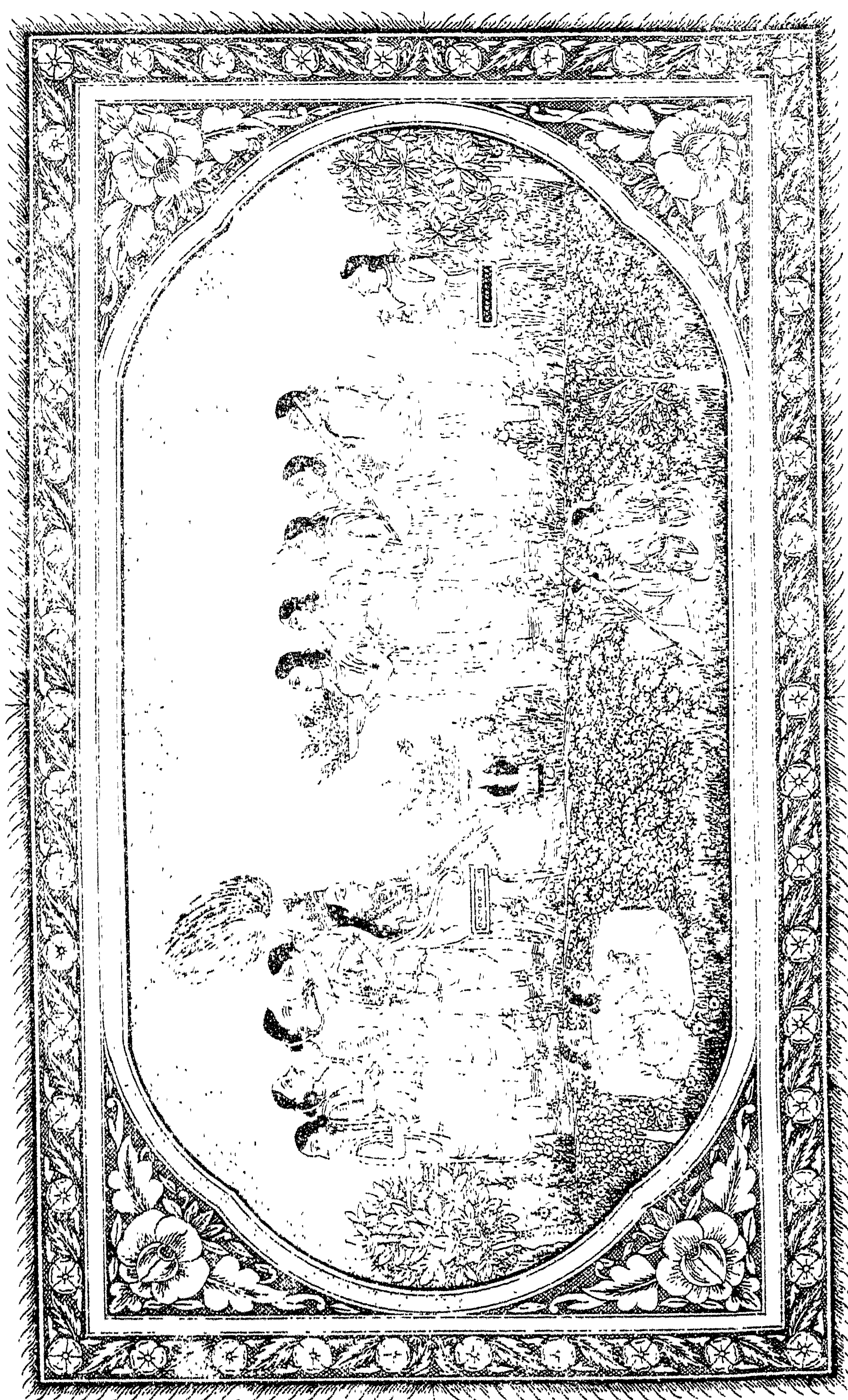
رکھا اوسکا ہولی کا ڈانڈا ہی نام
گڑا وہ رہے اک مہینا تمام

ہو جب چیت کی پہلی شب تب ہنود
جلا کر کرین خاک اُسکا وجود

یہ جب جل چکی ہی تو سب با تپاک
اوڑاتی ہین سر پہ بہم دہول خاک

وہ کیچڑ کی لوندی بھی ایک ایک
ہنسی چہل سی مارین ہین تاک





تماشی کا اک سانگ ایسا بنائین
کہ اک شخص کو روسیہ کرکی لائین

گدہی کی سواری پہ کرکی سوار
گلے مین پہناتی ہین جوتونکا ہار

لیی مورچہل گرد ستہرای کی
وہ ہر لحظہ سر پر اُڑاتی ہوئی

پس پشت کثرت سے لڑکونکی غول
بجاتی ہوی تالیان اور ڈہول

اس ہی شکل سی جابجا کوبکو
پہراوین اُسی شہر مین چارسو

غرض ہوگی بدست سرشار سب
گذارین ہین ہولی کا اک روز و شب

جمی رنگ ہولی کا روز دگر
پہرین محفلین جابجا خوب تر

کسم اور ٹیسو جہاوڑ پتنگ
منگا کر ملا کر بناتے ہین رنگ

ہین پر کرتی گگرو مین کیسر کا رنگ
ہو صندل بہی آمیز کچہہ اوسکی سنگ

بہت سی ہری بانس بھی کاٹکر ‏ ‏ بناتے ہین پچکاریان بیشتر

وہ بھر بھر کی پچکاریان سر بسر ‏ ‏ سر و سینہ کو مارین ہین تاک کر

کرین رنگ کی جنگ وہ ملکی سب ‏ ‏ سمان رزم کا ہو بلہو و لعب

گلال ارگجہ قمقمہ اور عبیر ‏ ‏ اڑاتی ہین باہم بلطفِ کثیر

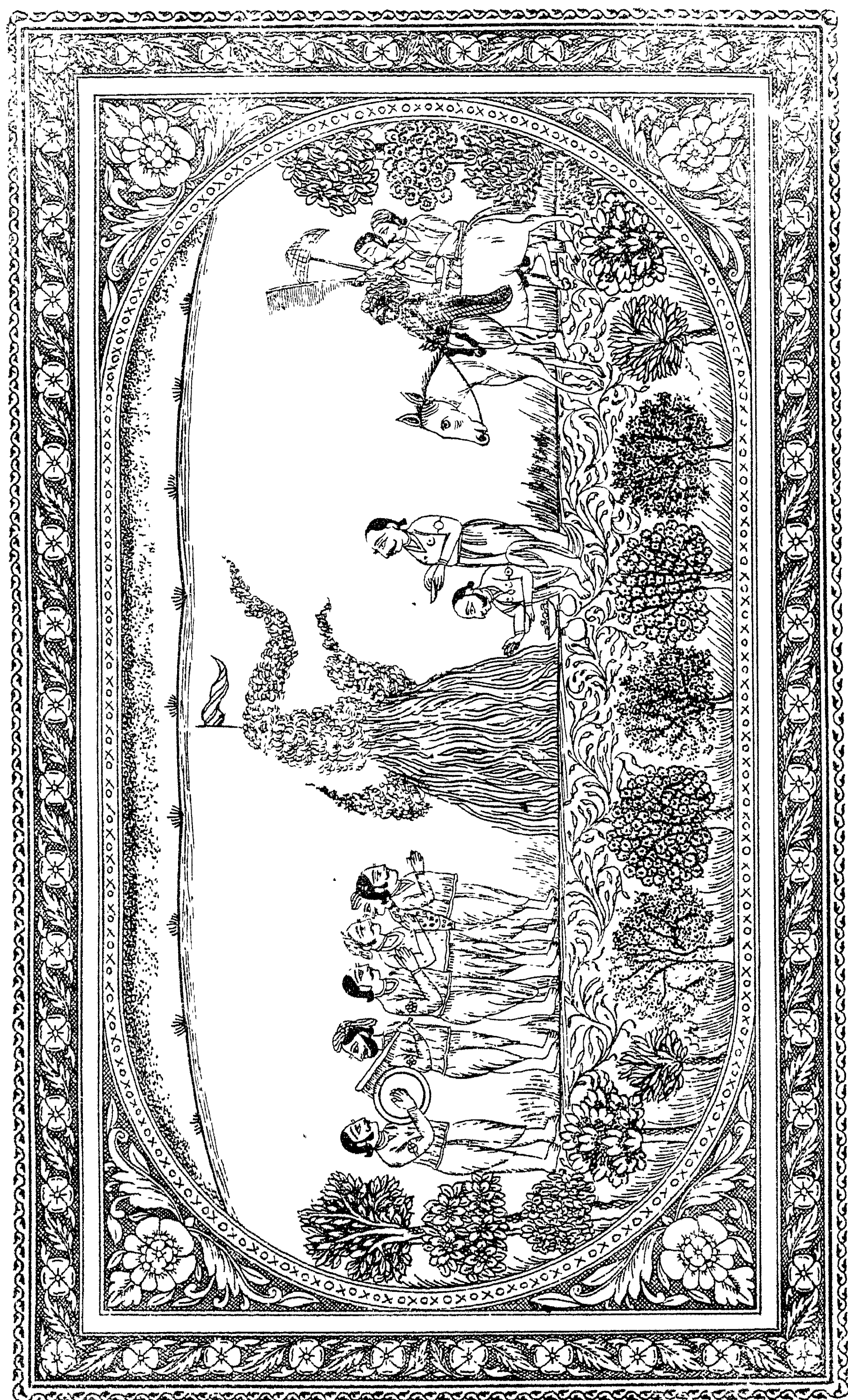
طوایف کرین رقص اوس جای پر ‏ ‏ وہ ہولی کی گت ناچین آن آنکر

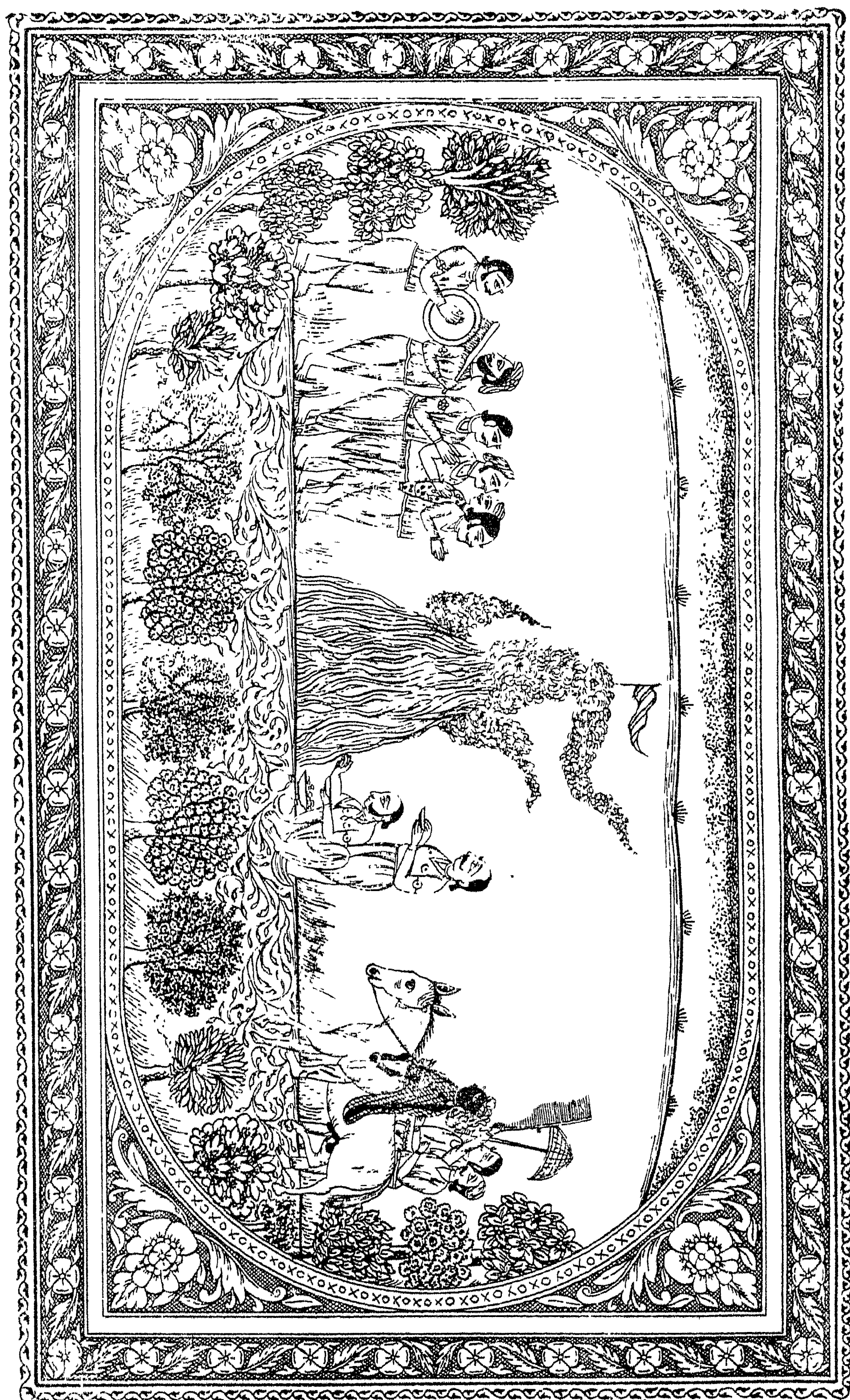
بجین ساز اور ہولیان خوب گائین ‏ ‏ بتا کر رت اوسکا سبکو جتائین

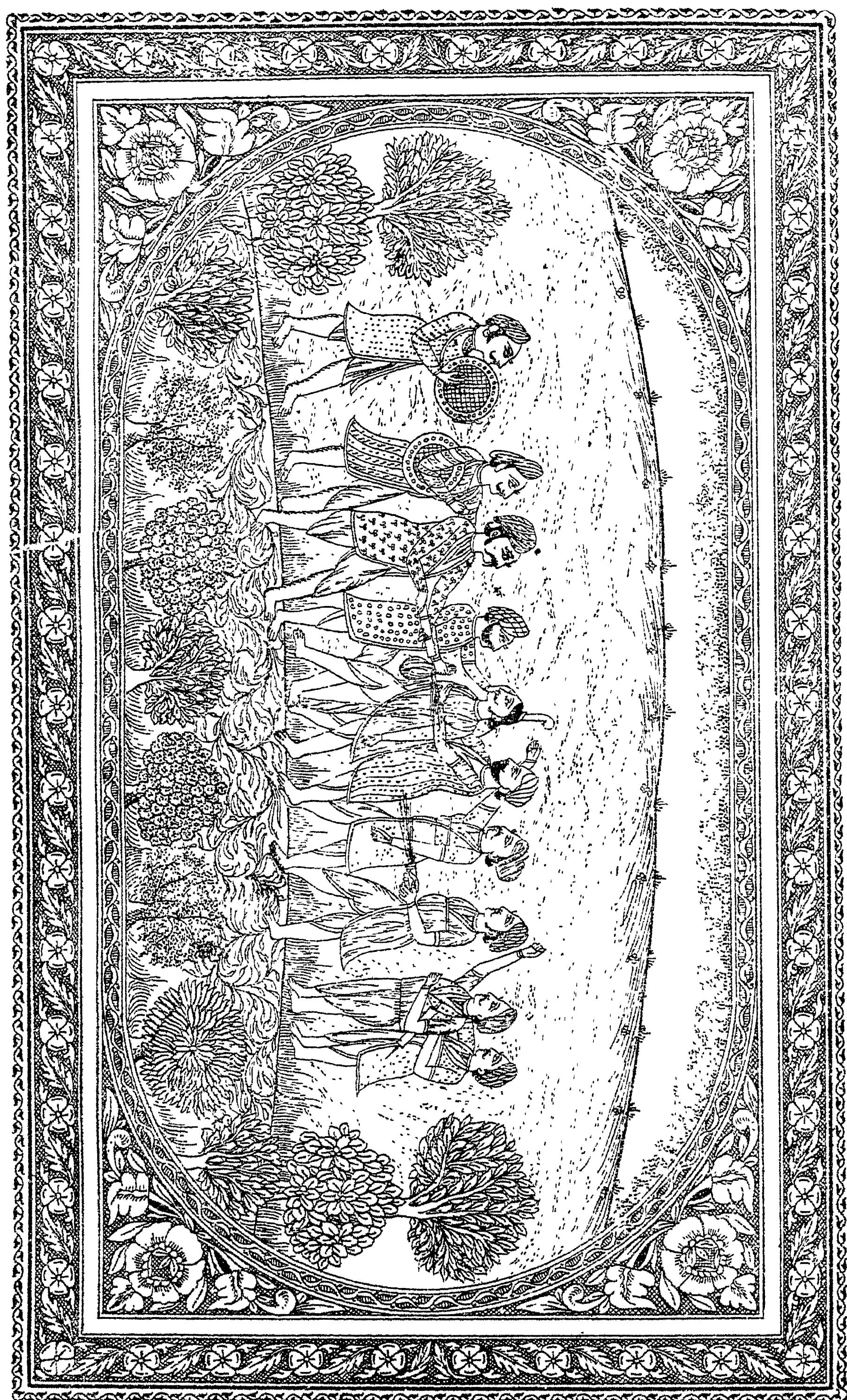
ہون جب رقص و نغمی سی مسرور سب ‏ ‏ مئی ارغوانی کرین پھر طلب

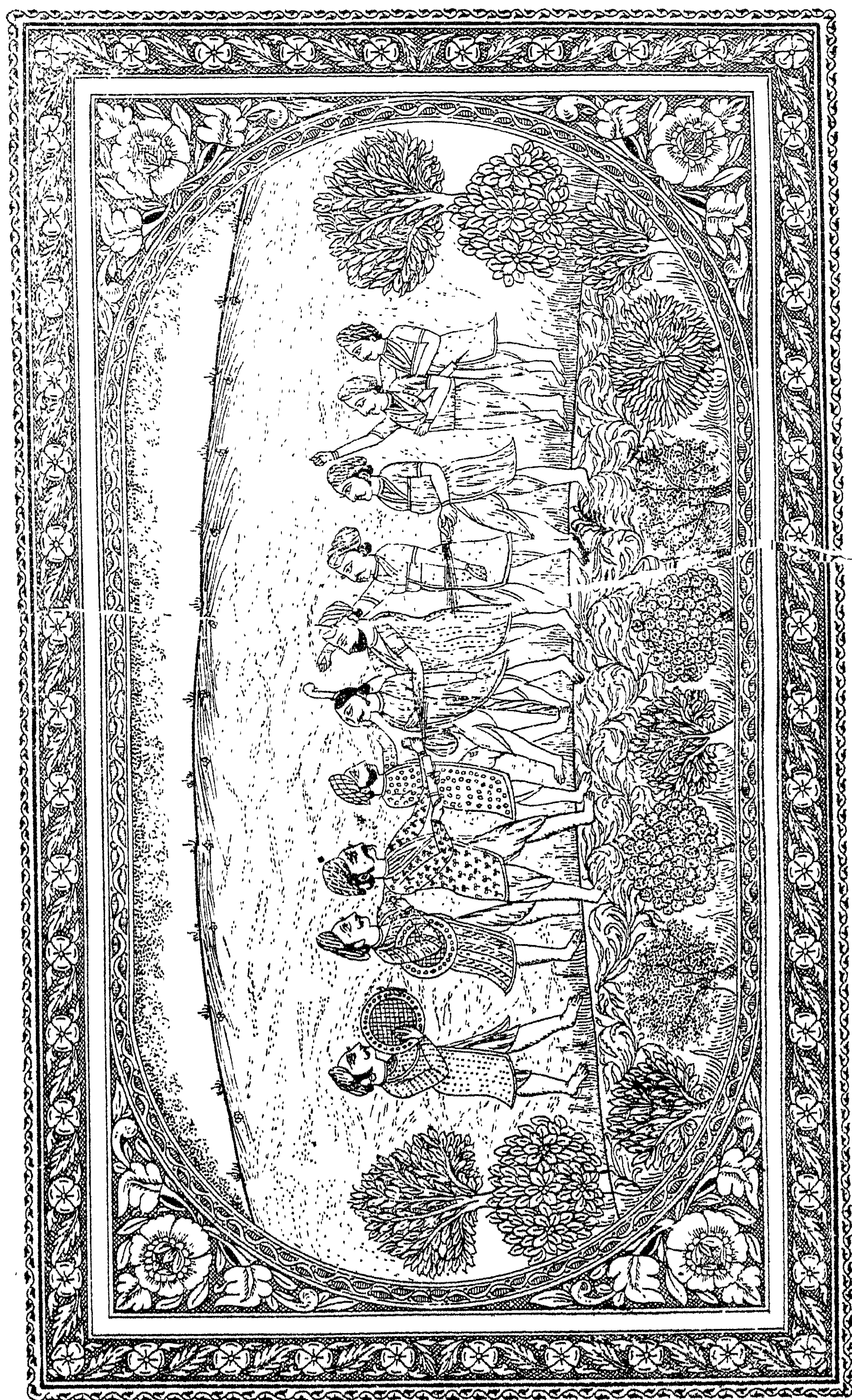
ہون محفل کی ارباب سرمست جب ‏ ‏ بناز و ادا کسیان ٹہرکی تب

پکڑتی ہین دامن ہر اک شخص کا ‏ ‏ طلب بیل کی جس سی ہو مدعا









ہر اک شخص اونکو خوشی با خوشی
عطا کرتا ہی روپیہ اشرفی

کوئی مست ہو کر یہی کہتا کبیر
نہ دیکھے امیر اور نہ دیکھی فقیر

ہو راجا ونکی باڑون مین ازدحام
فراہم ہوں رحمبٹ اراکین تمام

عزیز و اقارب بہی سب ہو کی سنگ
زبان بہاکا
بلطف و خوشی کھیلین راجہ سی رنگ

وہ راجاون سی رنگ کو کھیل کر
بہت پاتی پہگوی مین ہین سیم و زر

اودہر محلون مین رانیان بہی تمام
بپا کرتی ہین اک عجب دہوم دہام

بہم رنگ کھیلین ہین وہ گلعذار
عیان ہوتی ہی جس سی طرفہ بہار

کہڑی ہوتی ہین لیکی پچکاریان
مقابل مین ہوتی ہین متواریان

کوئی ماری پچکاری یون تاک کر
کہ دہار اوسکی جا کر پڑی سینی پر

کہجون پر لگین قمقمے بیشمار ہو ہر سمت سے انکی بہی خوب مار

عبیر ارگجہہ اور ابرک گلال اوڑے اسقدر ہی بجد کمال

کہ چہپ جاتی ہی اوس سی وہ انکی زمین نظر آتی ہی پہر وہی ہر کہین

بلند اوڑ کی ہو کر ہوا سی گلال تو ہو نیلگون آسمان سارا لال

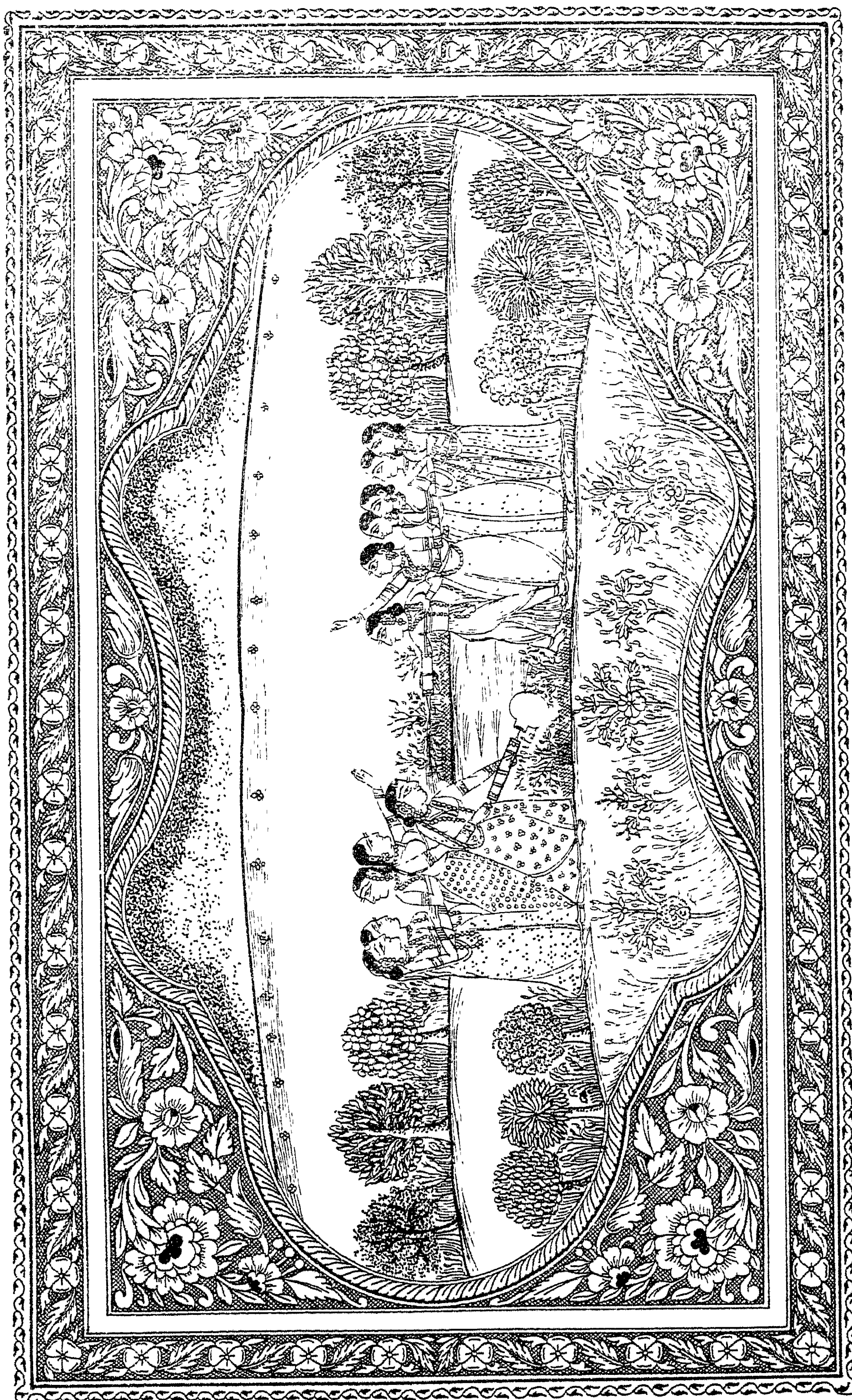
وہ میراسنین کسبیان دلنواز ملا کر سرو نمین تمام اپنی ساز

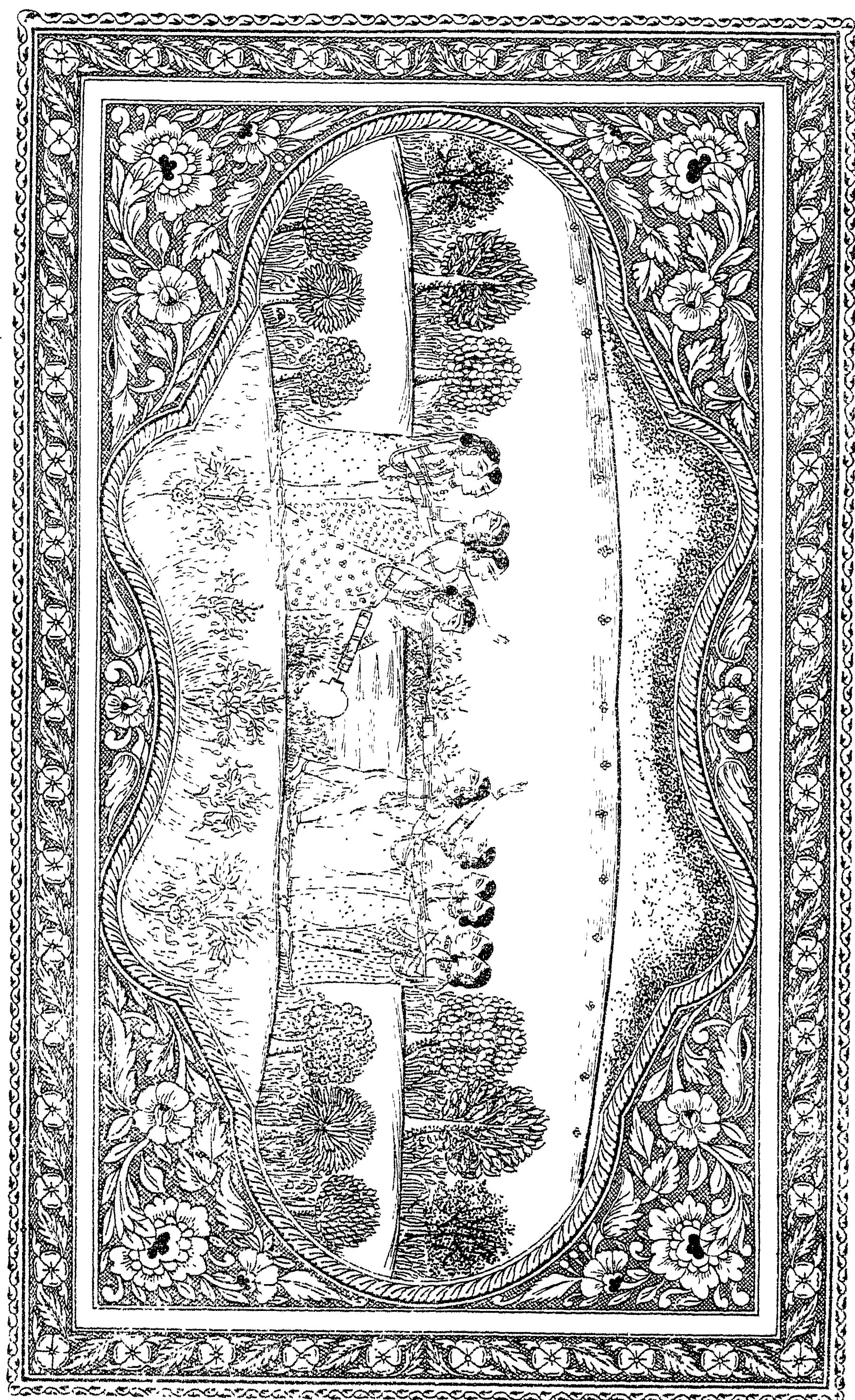
خوش آوازی سی عیلیان گاتی ہین وہ گت تال پر ناچتی آتی ہین

وہ آوازین اونچی سروں مین لگائین کہ سنکر اونہین زہرہ کی ہوش جائین

پہونچکر وہ پنچم سیہ پا آن وہان ادا کرتی ہین کتکری پلٹہ تان

لگاتی ہین ٹپا ایسی انداز سی کہ گونجی ہی چرخ اونکی آواز سی





بتا کر نرتہ اوسکا سبکو جتائین | ادا ناز و غمزہ کرشمہ دکھائین
بہت ہو کی خوش رانیان پہر اونہین | دو شالون سی خلعت عطا کرتی ہین
عنایت سی راجاؤنکی بیشتر | وہ پاتی ہین مالی سراسر گہر
ہر اک اہلِ محفل سی بہی پاتی ہین | زر و سیم اتنا کہ خوش آتے ہین
رہے تین دن تک بہت ازدحام | ہر اک ہندو کی گہر مین ہو دہوم دہام
غرض تین دن اور بہی تین شب | ہین رہتی کہ وہ مہ سیہ مست سب
گرین گشت ڈوبی ہوی رنگ مین | نہین فرق کرتی ہین اس ڈہنگ مین
مگر چوتہی دن جو ہین اونمین نجیب | انہین ہوتی ہی ہوشیاری نصیب
اور اونیس دن تک رذیلونکی یان | بنی سوانگ اور ناچین ہین ایان

بنی بہرتری بہنگیو سنکے یہان
نچاتی پہرین بہوئی بہی رائیان

اسیطرح سائیس بہی رات بہر
بجاتی ہوئی دف پہرین دربدر

بہت پی کی دارو وہ سب بدصفات
بسر کرتی گاگاکی ہین ساری رات

بہت دادرے لاونی ہولیان
وہ کثرت سی گاتی ہین خورد و کلان

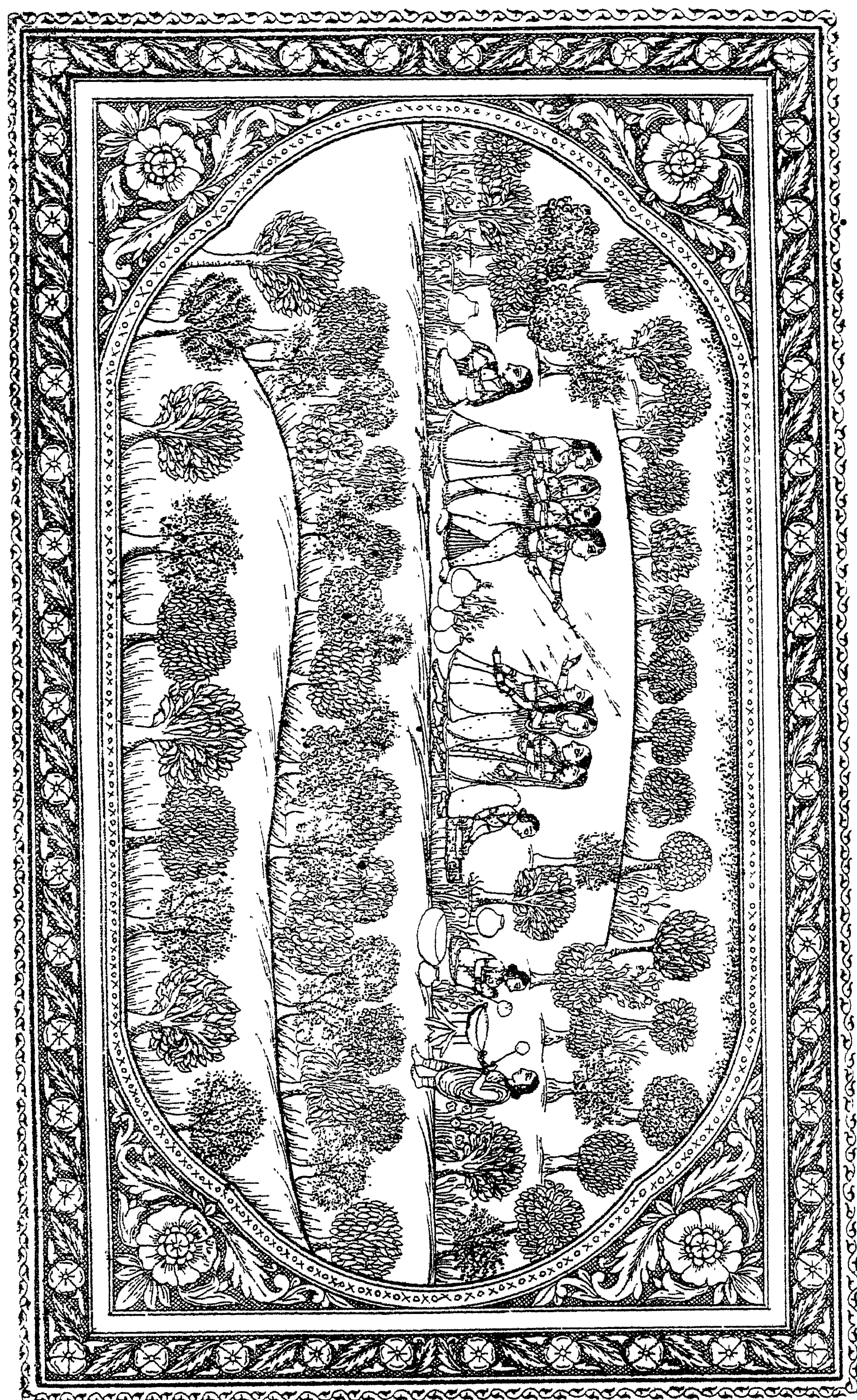
وہ ہر شب کو دہنا ہر اک در پہ دین
اور انعام لیکر وہان سی ٹلین

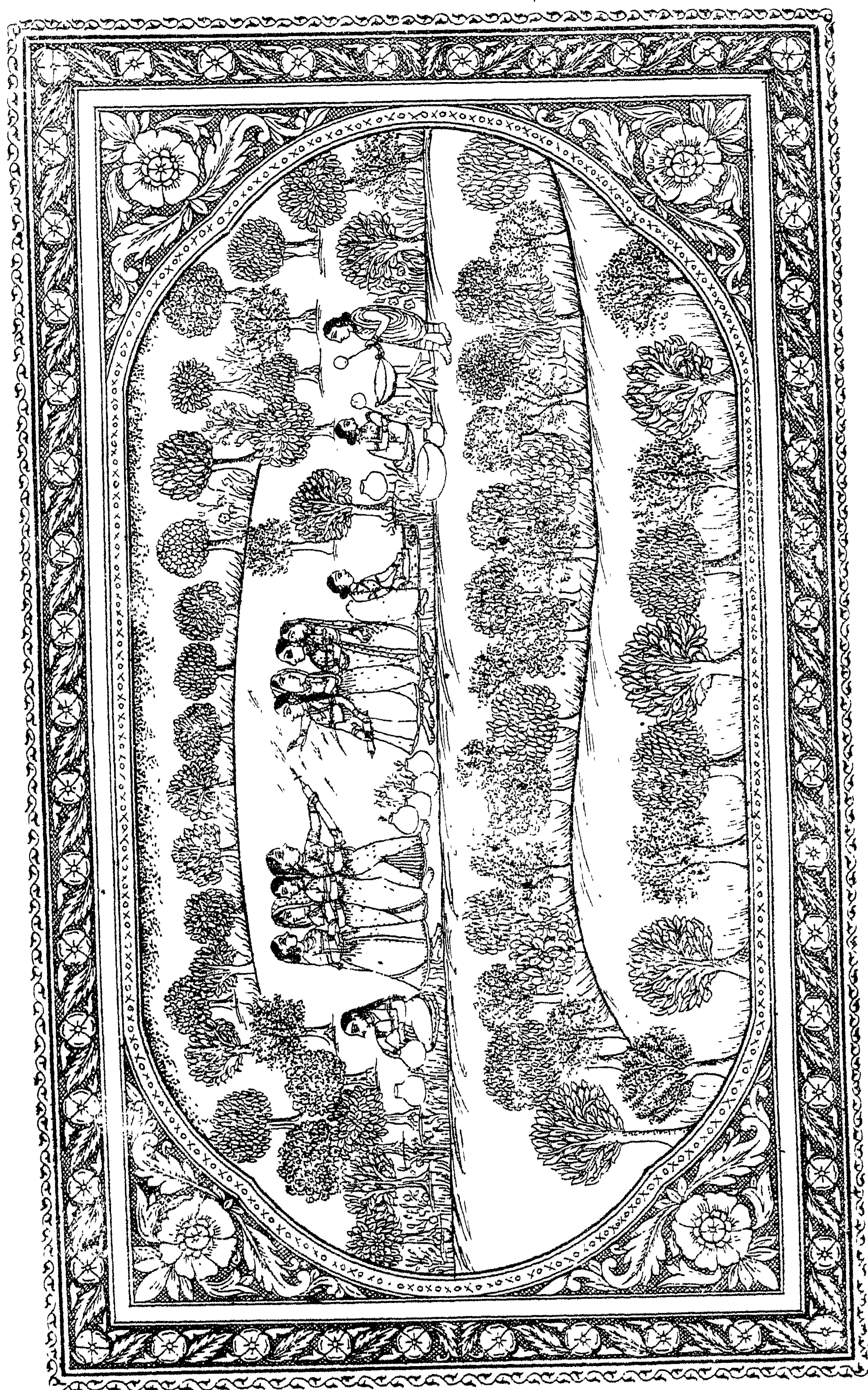
جب اسطرح سی ہولی کی رسمین سب
ادا کرچکین ہند مین ہندو سب

ہو بعد اسکے بس میلہ گنگور کا
سمان ہولی کا ختم اسپر ہوا

جو ہونی تہی ہولی وہ سب ہو دہام
نہین باقی اب کوئی اسمین کلام

نہین ہوتا تا پنج مہ بالیقین
کوئی میلہ یا اور جلسہ کہین





ہوی ختم ہولی کی اب گفتگو
مگر دل کو پیدا ہوئی جستجو

کہ ہو کوئی جلسہ رقم اور بھی
کہ تا نوع دیگر ہو کچھہ دل لگی

تجسس بہت کرکی حاصل کلام
نکالی بس اک میلی کی دہوم دہام

اسی بہی نہ خالی سمجھہ لطف سے
یہ میلا بہی ہی قابل دید کے

سمان ساونکا

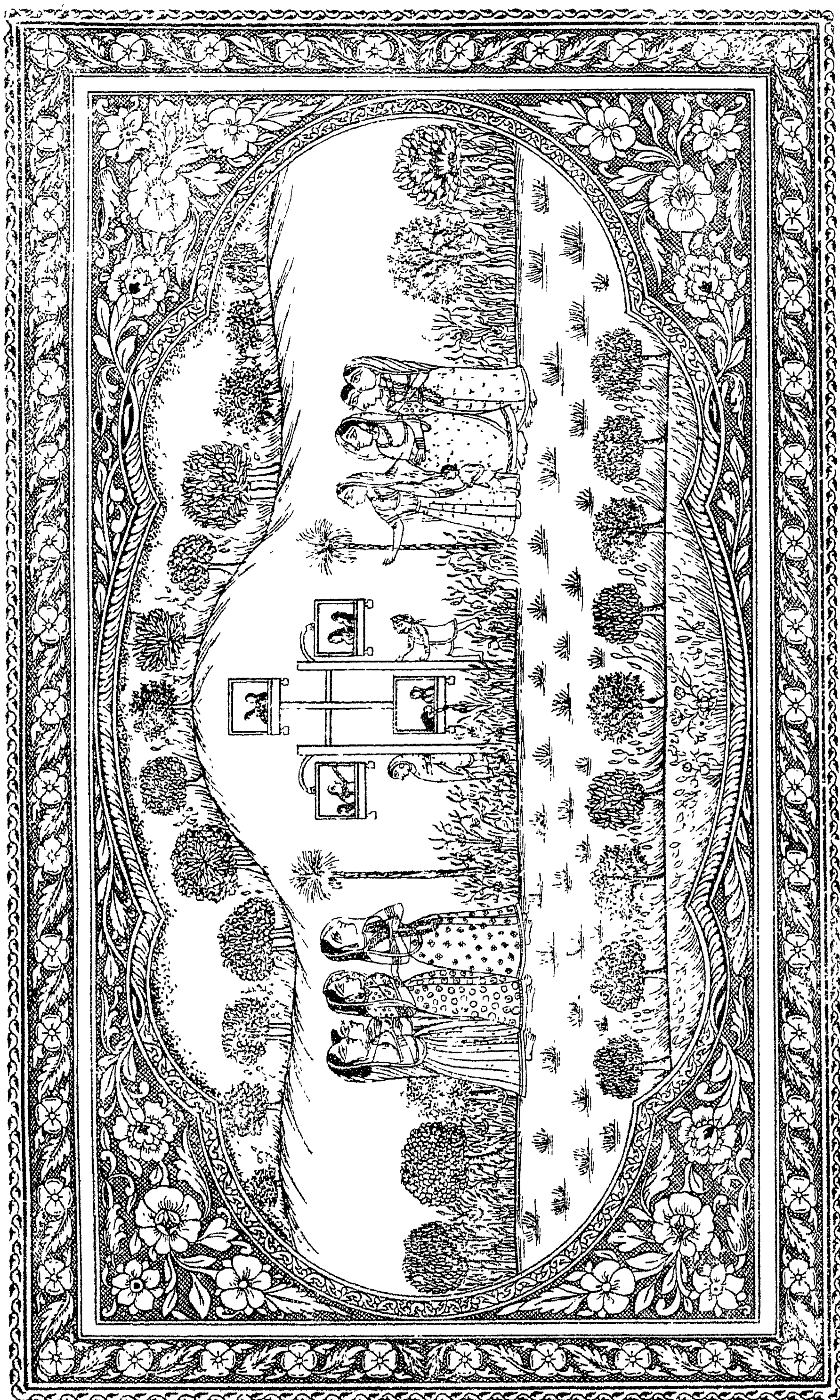
چلے آخری دور مے ساقیا
کہ تہوار اک اور باقی رہا

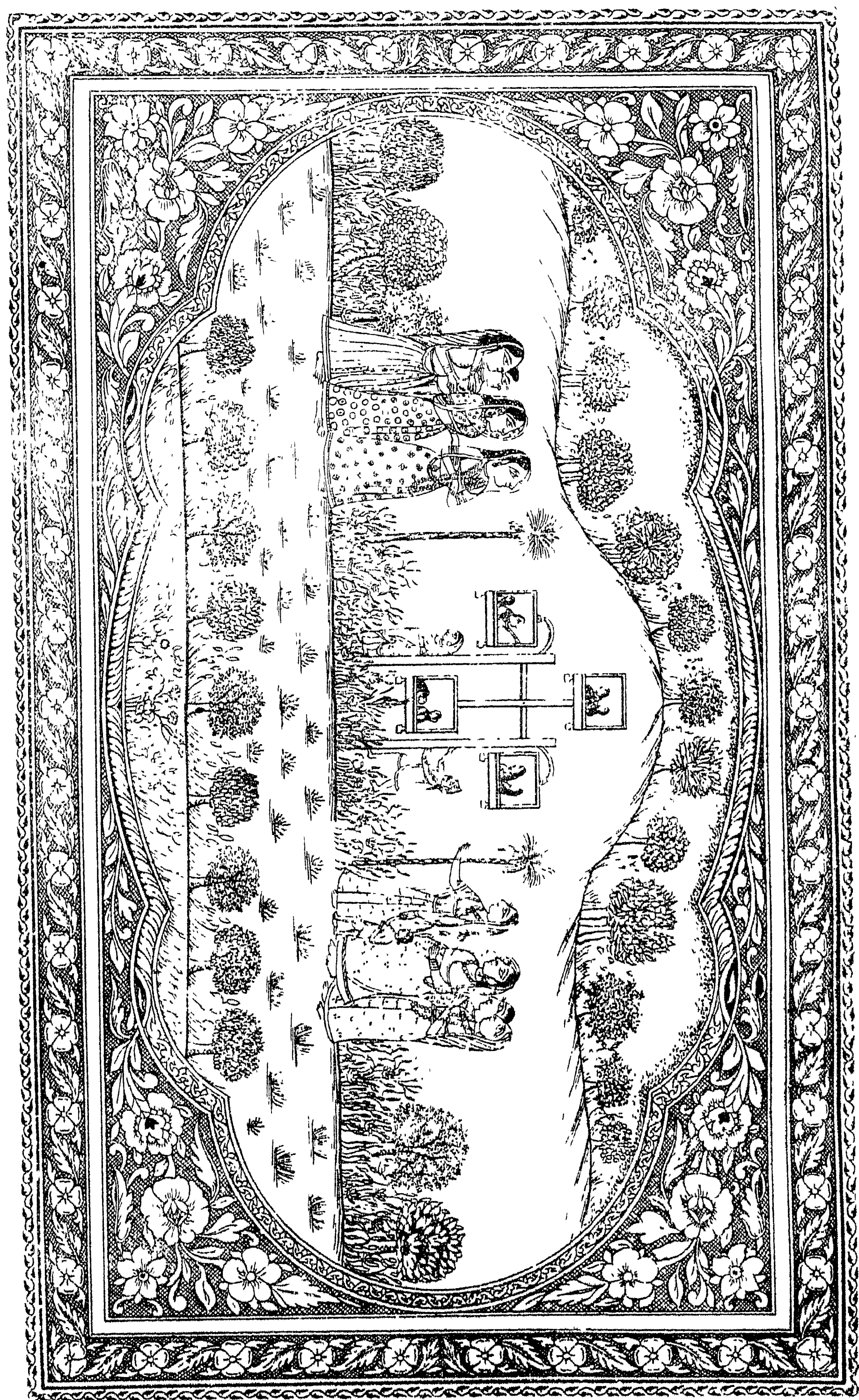
سناؤن تجھی اوسکا بہی کچھہ بیان
کہ ہوتا ہی اسمین ہی اچہا سمان

کرین ہین ہنود اسمین مجمع کثیر
وہ ساونکا ہوتا ہی روز اخیر

گذر کرتی ہین وان صغیر و کبیر
شریف و رذیل اور امیر و فقیر

وہ ہاتو نمین ہین باندہتی راکہیان | سمجہکر اوسی بہتر کا نشان
بیان اسکا ہی مجہسی اب تم سنو | کہ یہ نام کسکا ہی ای دوستو
کسی کہتی ہین راکہی کیا چیز ہی | وہ کس شئی سی اور کسطرح سی بنی
یہ ترکیب رکہی ہی اوسکے لیئی | کہ ہون تاگی ریشم کی یا سوت کے
ہر اک رنگ کا تاگا باہم ملایئن | وہ باریک بل دیکی ڈوری بنائین
وہ مقیش و ریشم کی بہی چند تار | ملا کر اوسی کرتے ہین تابدار
سلیقہ شعار اور باریک بین | پرو دیتی ہین موتی بہی تین تین
ہر اک دانے پر پہندہنا مقیش کا | بندہی خوشنما اور بہت جگمگا
جو پٹوؤن کا رکہتی ہین پیشہ یہان | بناتی ہین ساتون میں یعن راکہیان





وہ بہی دستبند اصل مین تابدار — ولی راکہی کہتی ہین اوسکو گنوار

سنو رسم سالونکی تفصیل اب — کہ یونکی دن ہند کی ہندو سب

خوشی سی کرین راکہیان زیب دست — کرین بعد ازان دان پُن بت پرست

برہمن بہرین باندہتے راکہیان — بہت پیسہ غلہ ہی ملتا وہان

دکانون پہ پٹونکی ہو خوب ہوم — خریدارون کا ہو نہایت ہجوم

پہرین مول لیکر وہ جب راکہیان — تو تیاریان پہر کرین ہندنیان

وہ شیرین پکوان اور پھینیان — رکہین ہین یہ سب تہالونکی درمیان

اونہین تہالونمین رکہکی سب راکہیان — گروہ اپنی بس باندہکر ہندنیان

بہن بہانجی بہائی مامونکی یان — وہ جاتی ہین لیکے سب راکہیان

بہن بہائی کی اکہی باندہی ہی جب
اوڑہاتا ہی چنری اوسی بہائی تب

زر وسیم بہی کچہہ سوا چنری کی
جہگڑ کر ہی لیتی بہن بہائی سے

وہ راکہی کی بندہوائی کا نیگ جب
بہن بہائی سی لیچکے خوب تب

تو پہر ناچ گانی کی ہوتی ہی دہوم
ہر اک گہر بیہ ہو ہندوون کا ہجوم

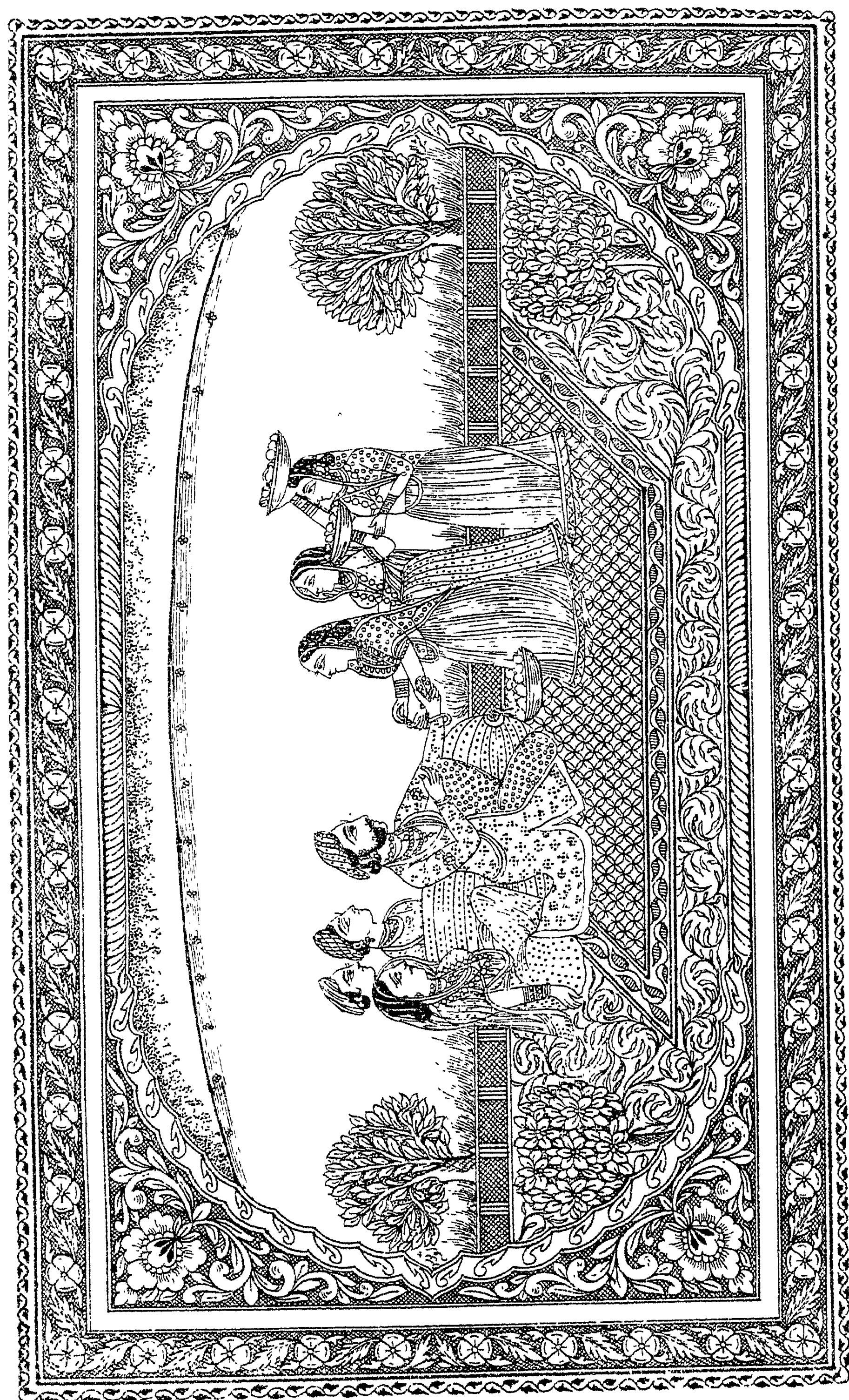
وہ ساونگی گیت اور ملہارین تمام
ہون ڈہولک پہ گا گا کی سب شاد کام

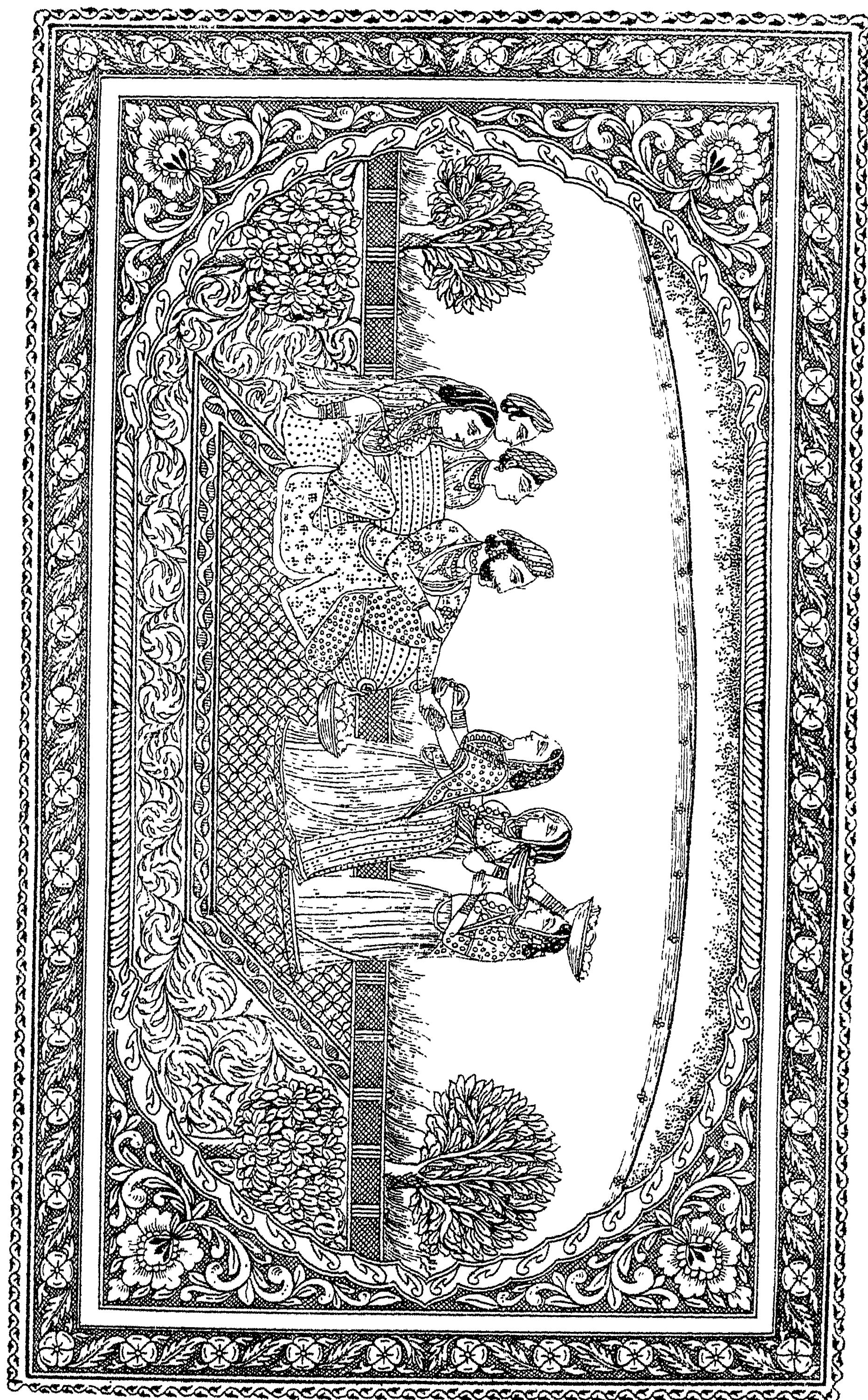
کوئی جہولکر جہولا بجارہ گائی
کوئی منگا دو کہانڈا گا کر سنائی

اسیطرح رہکر جہمیل رات بہر
ہو سامان میلی کا وقت سحر

نکالین ہین اس میلی کی درمیان
ہری بیلیا اور خوشنما بہجریان

سنو بہجریونکی ہی شرح وجود
کہ ساونون سی اک ہفتہ پہلی ہنود





وہ دونون بہر بہر کی مٹی سیاہ — ہین گندم کو بوتی جہالت پناہ

وہ دانی ہون روئیدہ جب خوب تر — ہو سرسبزی شادابی بہی جلوہ گر

اونہین کہتی ہین ہند مین بہجریان — نکلتی ہین یہ دہوم سی خوب یان

یہ ساون کا تہوار بس ہند مین — بڑی جوش سی کرتی ہین عورتین

ہو آراستہ میلی کے درمیان — فراہم بہت ہوتی ہین ہندنیان

وہ سب سرخ اوڑہکر چنریان — سرون پر بہی رکہی ہوئی بہجریان

مٹکتے چٹکتی ہر اک دلربا — وہ گہونگٹ کی پٹ سی دکہاتی ادا

دکہاتی ہوئی وہ کمر کی لچک — چلی آتی ہین میلی مین بیدہڑک

وہ میدانمین باندہکر اپنی غول — وہ گاتی ہین منگادو کہانڈی کی کول

رکھین درمیان اپنی پھر بھجریان
پھرین گرد اوسکی ہین سب ہندنیان

بجا چٹکیان تالیان نازسے
دین راچھاڑی گرد اونکی اندازسے

ہون فارغ وہ جب ناچ گانی سے تب
تو دریا کی جانب چلی جائین سب

پہونچکر وہان پر وہ سب ہندنیان
ڈبو دین ہین پانی مین کل بھجریان

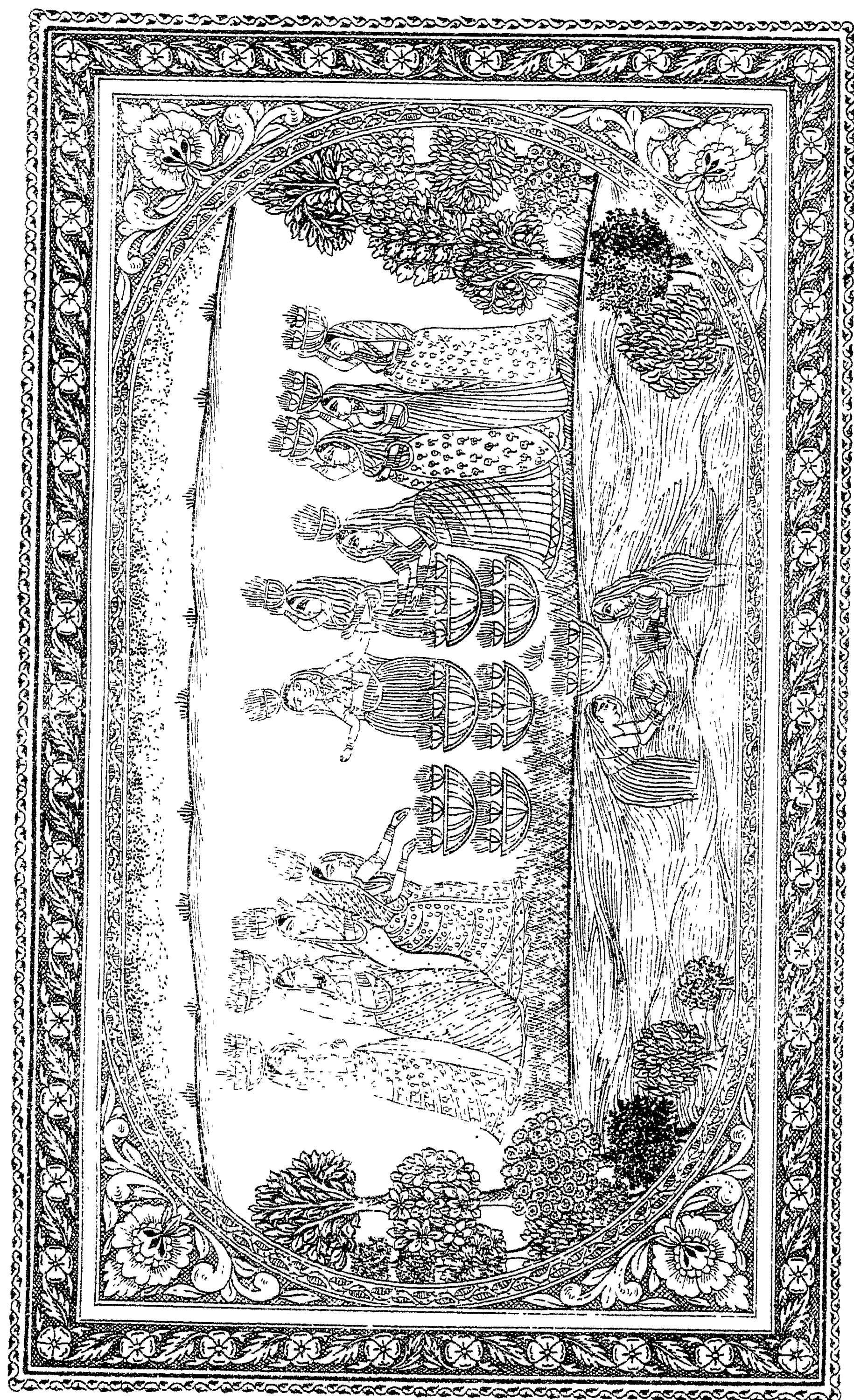
پھر اونکو ڈبو کر پھرین رات کو
اوسی وقت میلہ بھی برخاست ہو

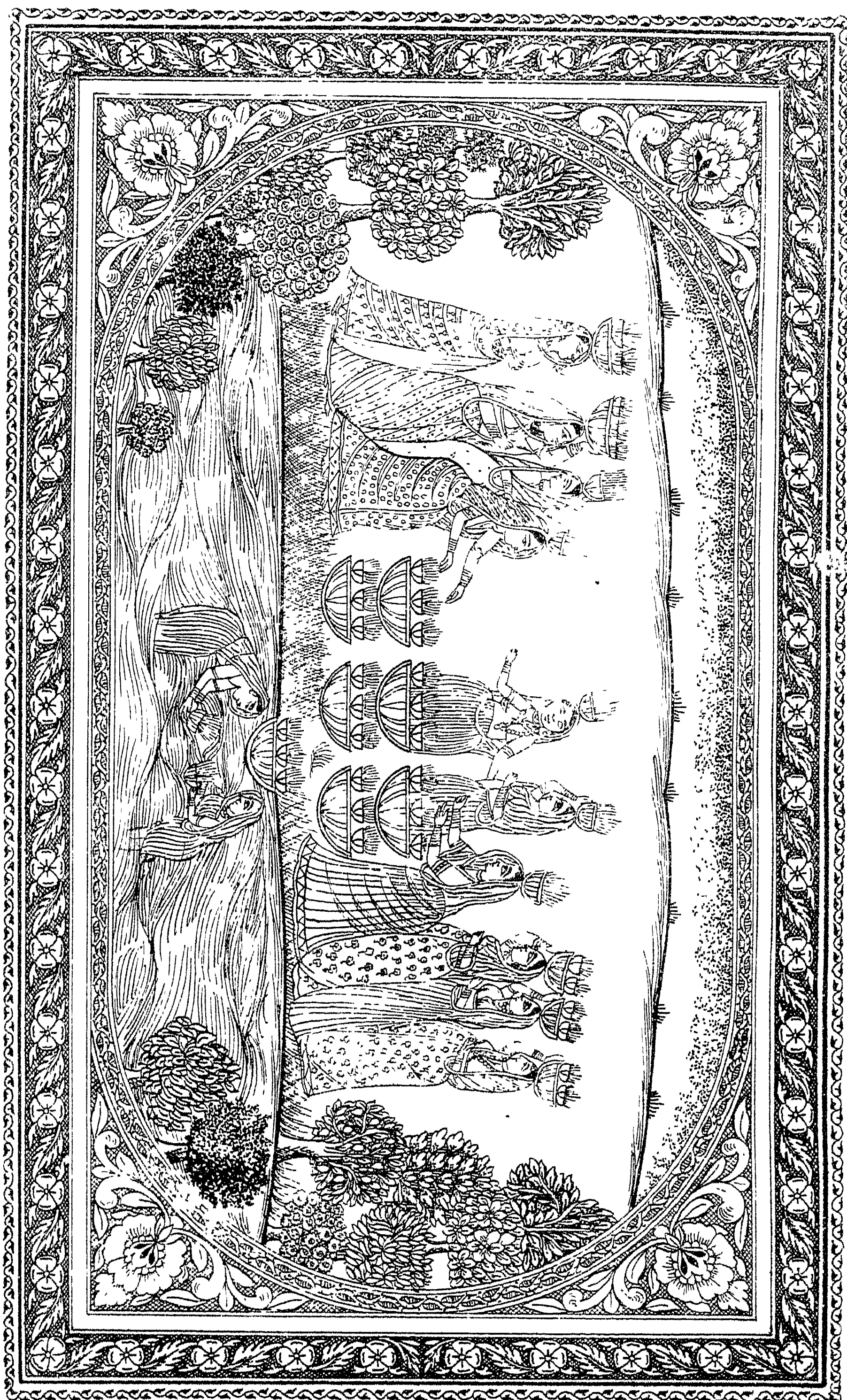
یہ تہوار بھی ہو چکا سب تمام
تمھین شاد رکھی خدای انام

بیان خوبی کی ساتھ آئین و رسم
ہوا کشورِ ہند کا جملہ ختم

ہوئین یعنی اس ہند کی خوبیان
بآئینِ شایستہ زیبِ بیان

اب اوصافِ شاہانِ ہندوستان
رقم کرتا ہی خامۂ دو زبان





مثل یہ سنی سب نے ہی بالیقین
کہ ہوتا ہی حسن المکان بالمکین

کیا اسکی مضمون نی یہ اقتضا
کہ تاریخی احوال صدق انتما

لکھا جای اون شہر یارونکا اب
رہا ہند زیر نگین جنکے سب

غرض اب سمند قلم کی عنان
مڑی جانب ملک و صف شہان

ہی لازم کہ کچھہ عظمت و عز و شان
تگ توسن خامہ سی ہو عیان

توصیف شاہان ہندوستان

مجھی ساقیا دی بس اب جام جم
کہ شاہونکی محفل مین رکھون قدم

ہی خوبی مین مشہور ہندوستان
یہان پہلی تھی حکمران ہندوان

جگا کشور ہند کا جب کہ بخت
ہوا اہل اسلام کا جای تخت

بجا اوسمین ڈنکا جب اسلام کا — تو ہمسر ہوا روم اور شام کا

عیان ہی ہر اک شخص پر اسکا حال — کریگا نہ اسمین کوئی قیل و قال

ہین آگاہ اس سے صغیر و کبیر — امیر و فقیر اور برنا و پیر

کہ ہی شہر دہلی جو عظمت نشان — وہ ہی وسط اقلیم ہندوستان

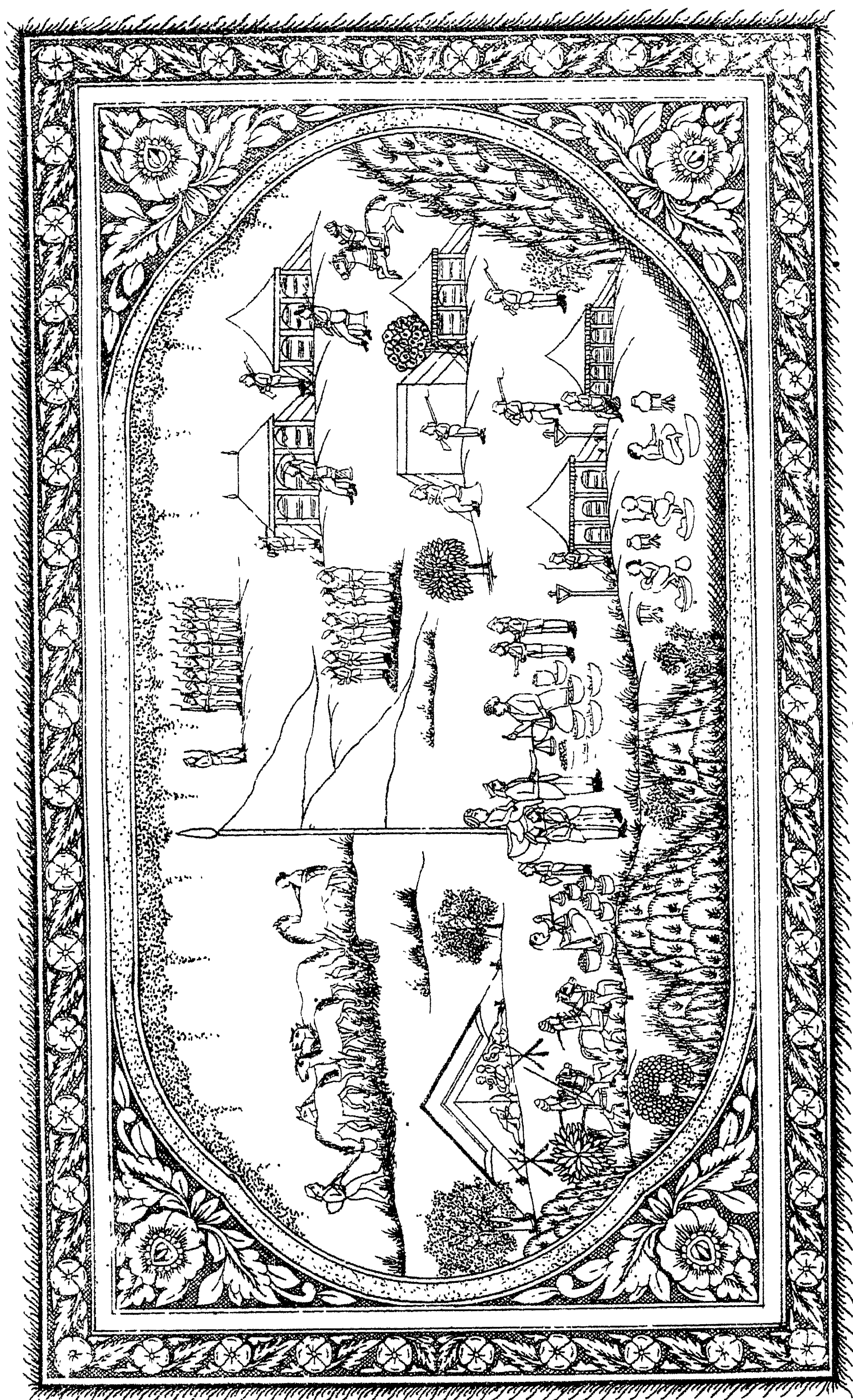
تھی اوسمین جہان ہند کی تختگاہ — ہوئی وان پہ تیمور کے بارگاہ

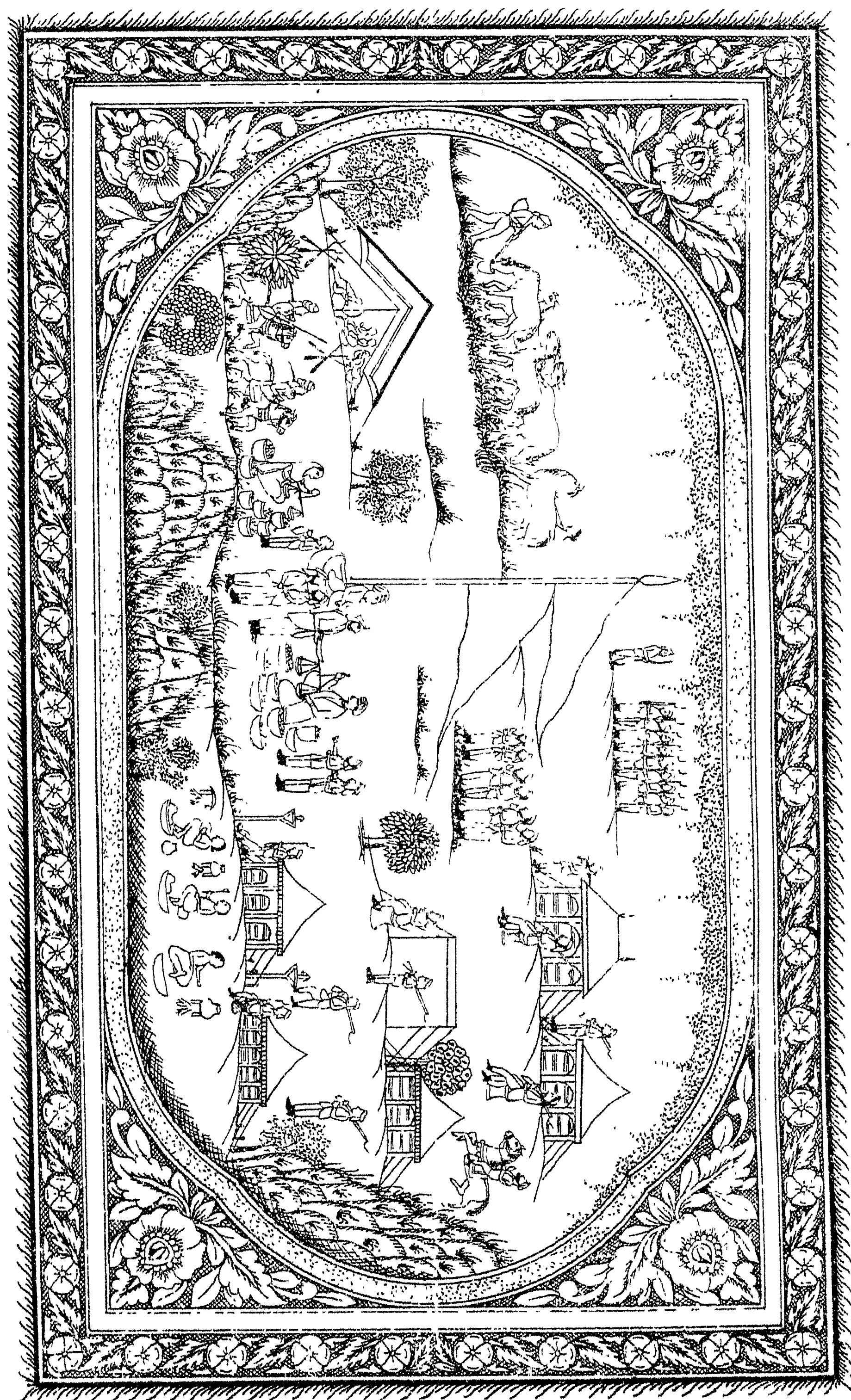
فلک مرتبت اوسکی تھی بارگاہ — کلس اوسکا شوکت مین تھا رشک ماہ

قناتین کھچین تھین کئی میل تک — نظر وان پہنچتی نہ تھی یک بیک

وہ خیمی تھی اور شامیانی بروج — بروجِ فلک پر تھا جنکو عروج

کھچا اور تنا صاف ہر ایک تھا — کوئی مخملی کوئی بانات کا





حشم اور خدم کا جہان تہا مقام — لگین پلٹنین راوٹی تہین تمام

ہوی ڈیری اور خیمی استادہ جب — لگی چین سی لشکری رہنی تب

تہا بازار بھی ایک جانب لگا — لگا اوسمین انبار ہر جنس کا

ہو جس چیز کی خواہش اور آرزو — ملی حسب دلخواہ بی جستجو

اِس آئین سی جب ہوا اہتمام — اور اوترا قرینی سی لشکر تمام

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ — ہوا رونق افروز تیمور شاہ

جو تہا عازمِ ملک گیری وہ شاہ — تہی کثرت سی ہمراہ فوج و سپاہ

لڑائی کا سامان سب تہا درست — جوانان لشکر تہی چالاک و چست

جو تہین رجمنٹین پلٹنین بیشمار — پریٹ اور قواعد مین سب ہوشیار

بہت بڑی جنگی اسی شانکی
تھی توران اور ملک ایرانکی

پیادہ ہر اک ایسی رکھتا تھا شان
کہ لرزندہ تھی جسسے رستم کی جان

وہ پلٹن تلنگونکی جو کہی کھڑی
عجب شان وہیبت تھی اسمین بھری

جب آئی وہ ترکونکی پلٹن نظر
ڈرا ترک گردون جسے چرخ پر

جو جرار تھی پلٹنون مین جوان
وہ توپچیونکی تھی ساتھہ بافروشان

وہ تھا توپخانہ جو ہمراہ فوج
روانی مین تھا جیسی دریا کی موج

ڈہلی اور برنجی تھین توپین تمام
بنی روس ولندن کی تہین لاکلام

گرانبار تہا ساتہہ وہ میگزین
تھی جنبش مین صدمی سی جسکی زمین

سواران رجمنٹ تھی سب باوقار
شرافت شجاعت مین سب نامدار

دلیر و شجاع و تہور شعار | جری اور بہادر تہا ہر عہدہ دار
جو کپتان و جرنیل و کرنیل تھی | شجاعت شعار انکی زنا بیل تھی
زرہ اور دستانہ خود و سپر | تھی زیبندہ ہر اک کے جسم پر
تہمتن صفت تھے قوی پہلوان | پہکیت اور پٹے باز منوٹان
تہا جو رنگ مین انکا وصاف ہاتھ | کہ کٹجاتا مرکب تہا اک کے ساتھ
فراغز سہراب و اسفندیار | جو ہوتی مقابل تو ہوتی فرار
ہر اک زور مین رستم روزگار | نبرد آزمائی مین سب ہوشیار
مثال کواکب جو تھی فوج شاہ | تھی سردار سب اسکی ذیشان و جاہ
لئی فوج ساری باعزاز و جاہ | ہوی بستہ صف حاضر بارگاہ

اونھین دیکھکر با سرو برگ وجاہ
ہوا زیب اورنگ تیمور شاہ

سر تخت شہ ہو کی بس جلوہ گر
ہوا مایل مشورت تاجور

وزیران دانا کو کر کے طلب
کہا جنگ مطلوب خاطر ہے اب

دکھاؤن ذرا زور تلوار کا
نہ رکھون یہان دخل کفار کا

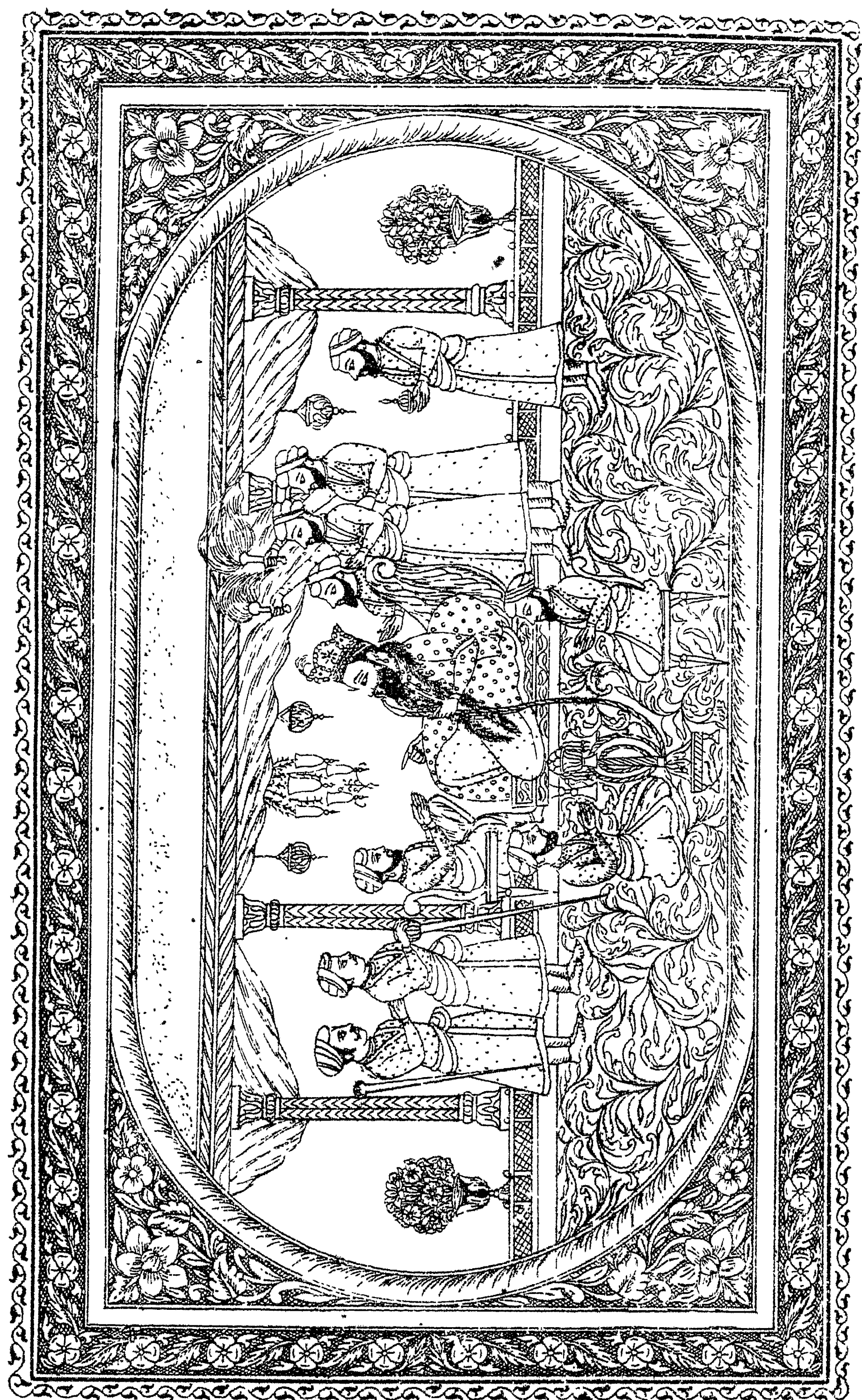
ہی کافر یہان کا جو راجہ کبیر
وہ ہو کشتۂ تیغ دین منیر

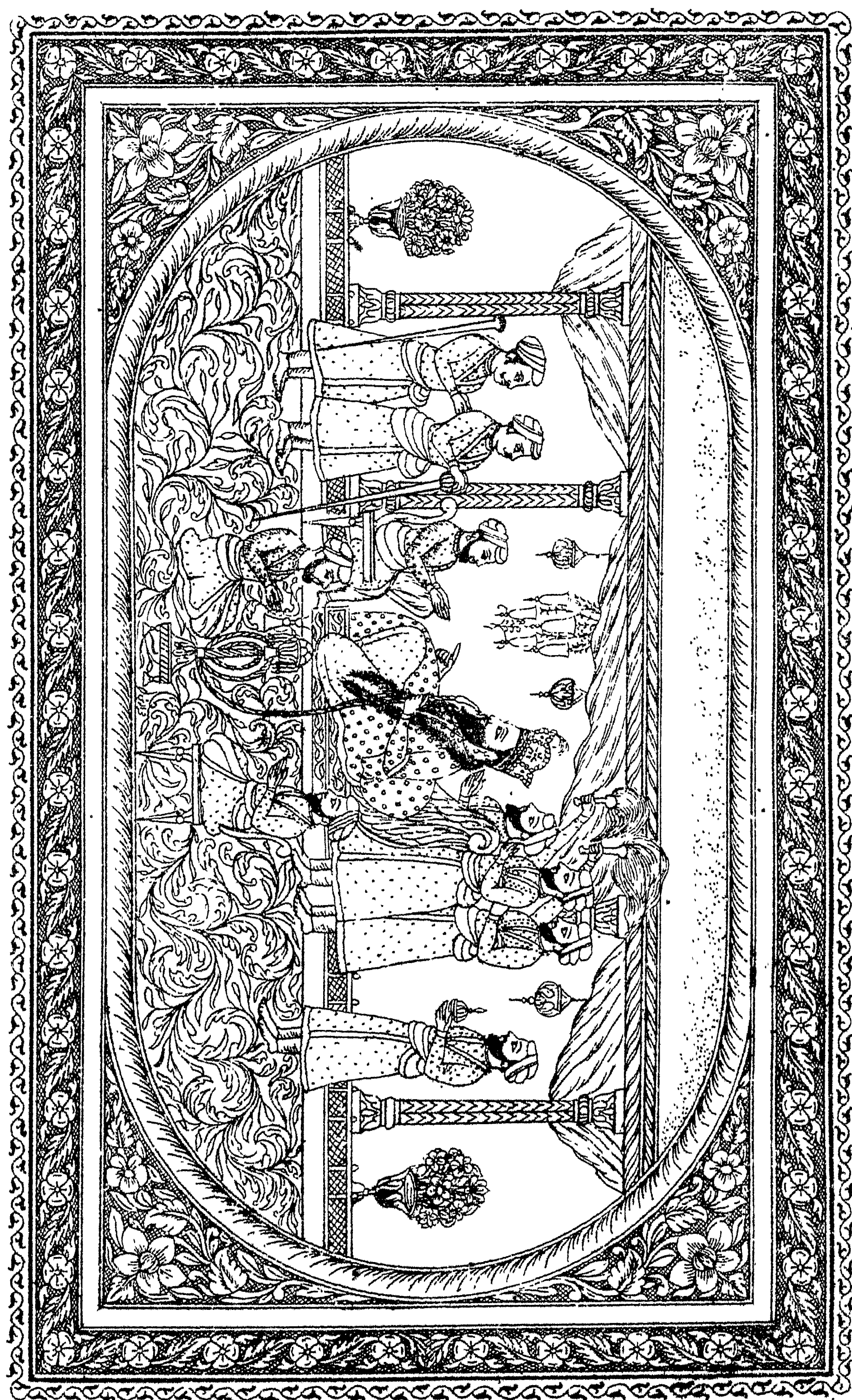
ملی دولت و حشمت و تخت و تاج
ہو اسلام کا ہند مین خوب راج

ترقی یہ ہو مال و ملک اور دین
ہو ہر طرح سی بہتری بالیقین

سُنا دو یہ فرمان اب فوج کو
کہ ہان عرصۂ جنگ کی راہ لو

لقب جس زمین کا ہی یان رزمگاہ
پہنچ جای وان جلد جنگی سپاہ





غرض جو جو منظور تھا سب کہا — جتایا اونہین دل کا ہر مدعا

یہ ارشاد سُنکر وزیر کبیر — جسی کہتی تھی سب ارسطو نظیر

اوٹھا اور آداب لایا بجا — ثنا خوان ہوا اور دیکر دعا

گذارش یہ کی پھر کہ ای تاجدار — تو ہو زور اقبال سے کامگار

تو عمر خضر پاوے اور جاہ جم — ترقی ہو اقبال کی دم بدم

ہی انسب وہ جو شاہ کی ہی رضا — سر و چشم سے لائین اوسکو بجا

ہی گر رزم پر مستعد شہریار — تو آمادہ ہم بھی ہین سب جان نثار

ولی اسے ناقص مین جو آتا ہی — گذارش وہ نشہ سے کیا جاتا ہے

سلف سے ہی شاہان اسلام کا — یہ دستور و آئین نصفت پناہ

کہ جب کی چڑہائی کسی ملک پہ ۔۔۔ مجاہد سپہ کی باکر و فر

تو دایم رہا اون کا یہ اہتمام ۔۔۔ کہ کی پہلی سب دین کی دعوت تمام

لہذا یہی عرض ہی بادشاہ ۔۔۔ کہ ہو رسم سابق کا یکسر نباہ

ہی اسلام کی پہلی دعوت ضرور ۔۔۔ ہو بعد اسکی جنگ وجدل کا ظہور

روانہ معہ نامہ ہو اک سفیر ۔۔۔ کری جا کی جو ورکِ مافی الضمیر

پُہنچکر وہ یعنی کہ راجہ کی پاس ۔۔۔ بیان حکم شاہی کری بی ہراس

وہ اسلام کی شرط کر کی ادا ۔۔۔ لڑائی کا مضمون دیوی سُنا

مضامین سفارت کی کر کی تمام ۔۔۔ وہ راجہ کو دی حرب کا پھر پیام

سمجھہ لی وہ خوب اپنا سود و ضرر ۔۔۔ ارادی سی ہو شاہ کی باخبر

پھرے گفتگو کر کی جب نامہ بر — تو پھر جنگ اور صلح پر ہو نظر

سوالونکی گر ہون مخالف جواب — تو ٹھہری مخالف سزای عقاب

ہوئی ختم جسوقت یہ گفتگو — تو کہنے لگا شاہ فرخندہ خو

یہ تونی جو کی عرض ای خیرخواہ — ہوئی دلنشین میری بی اشتباہ

عیان ہر سخن سی ہی فہم و ذکا — ہر اک نکتہ ہے لایق مرحبا

گذارش ہی تیری بہت خوب تر — پذیرفتۂ عقل ہی سر بسر

جو ہی مصلحت تیری با آب و تاب — ہی بہتر وہ ہو جائی یکسو شتاب

شتابی سی اب نامہ تحریر ہو — بہت پر شکوہ اوسمین تقریر ہو

نہ خالی ہو شوکت سی کوئی کلام — بہر ادب بے سی ہو مضمون تمام

ہری حشمت و شوکت با جلال ہو راجہ کو ظاہر تمام و کمال

روانہ یہان سی جو ہوی سفیر وہ فہم و دلیری مین ہو بی نظیر

ہی پر خشم نامہ جو یہ سربسر سُنا دی وہ راجہ کو سب بیخطر

جتا کر یہ ارشاد صولت پناہ گیا خیمہ خاص مین بادشاہ

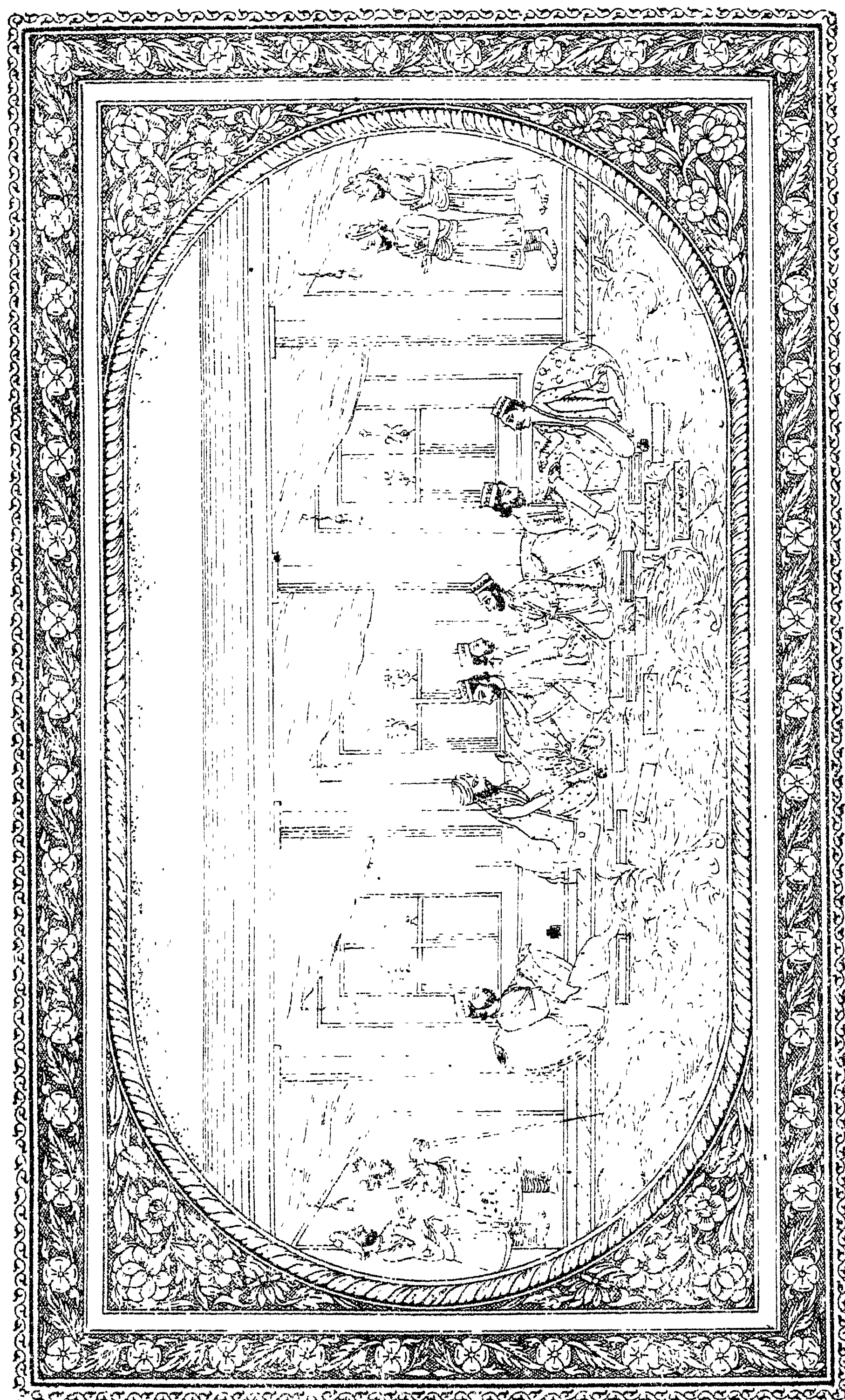
بس اوسکو سمجھکر وزیرون نی سب کیا میر منشی کو فوراً طلب

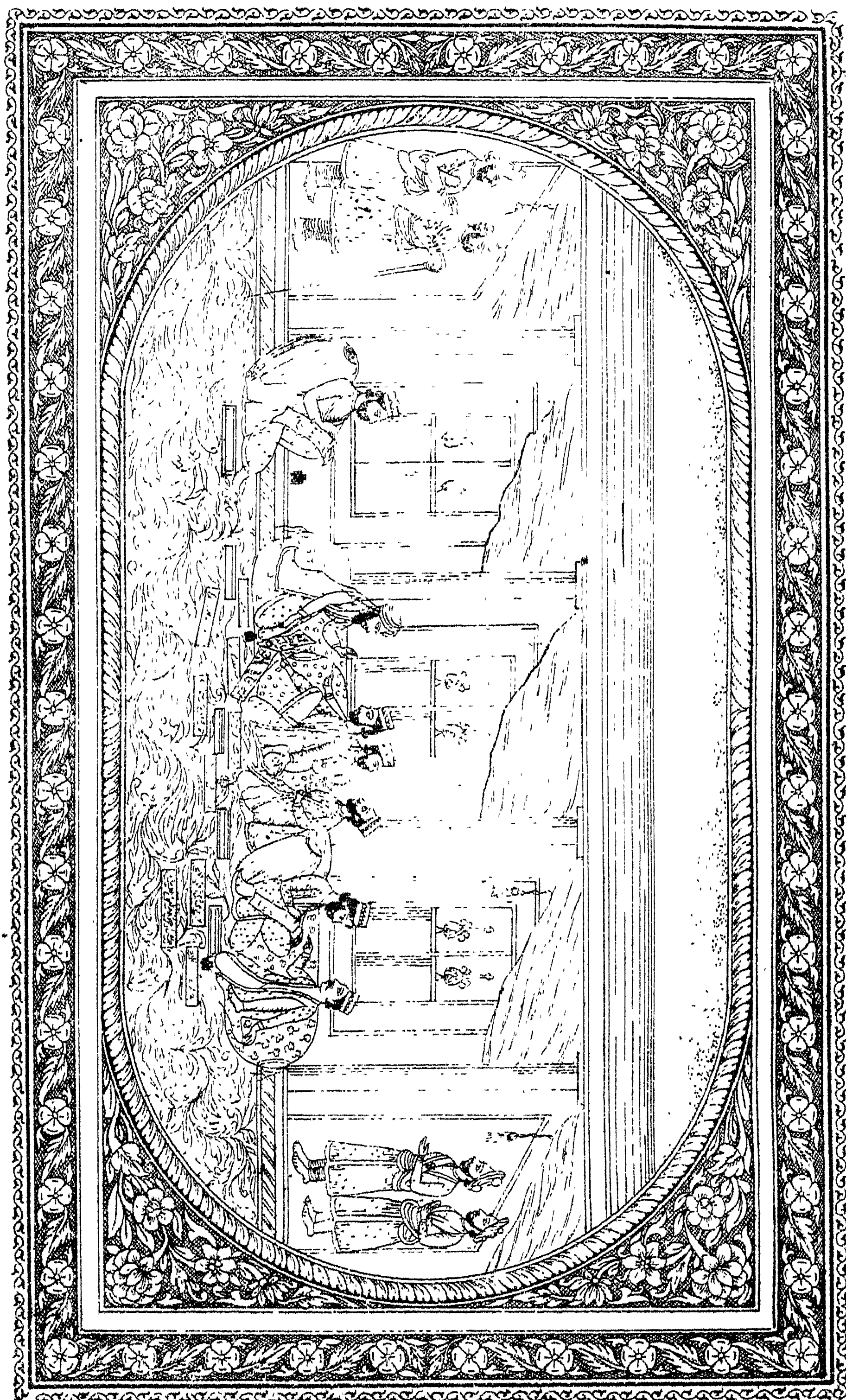
نامہ لکھنا شاہ کا راجہ کو

عطارد رقم میر منشی جو تھا وہ حسب الطلب آکی حاضر ہوا

پھر آداب جب عرض وہ کر چکا وزیر معظم نی اوس سی کہا

کہ ہی حکم شاہی یہ ای ہوشیار ہو مرقوم ایک نامۂ ذی وقار





یہانکا جو راجہ ہی ذی ہوش رای — خریطہ اطاعت طلب اسکو جای

یہ مضمون عالی ہوا اوسمین رقم — کہ آمادہ رزم ہین تمسے ہم

مگر فرض پہلی ہی تلقین دین — کہ ہی رکن اسلام یہ اولین

منور ہی اس دین سی سارا جہان — فروغ اسکا بڑھکر ہی خور سی عیان

یہان ظلمت کفر ہے سر بسر — اوسی شمع اسلام سی دور کر

جو چاہی ہی بہبود ای بدسیر — مشرف باسلام ہو جلد تر

ہی منظور گر تجکو اپنی حیات — اسی دین سی پائیگا تو نجات

یہ ہی دین برحق قبول اسکو کر — وگرنہ ہے موجود تیغ و تبر

یہان فوج اسلام ہی جلوہ گر — کرےگی تجھے دم مین زیر و زبر

ہی ادنا پیادہ بھی ایسا دلیر | کہ ہی مارتا اک تپانچی سی شیر
ہین رومی و تاتاری وہ شہسوار | کہ کھیل اونکا طفلی مین تہا کارزار
جو اُٹھر دوڑی جرأت و پلٹین | نبرد آزما صف شکن تیغ زن
زرا بہی ہون مایل بجولان اگر | ابھی ملک تیرا ہو زیر و زبر
یہ ہی توپخانہ کی شان و شکوہ | کہ ہر گولہ اوسکا ہی ہموزن کوہ
جو زد اوسکی لائین قرین قیاس | اوڑین روس و جرمن کی یکسر حواس
غرض یون بیان کرکی جاہ و جلال | جتایا ترک اور تجمل کا حال
خریطہ مین لکھکر یہ مضمون تمام | کیا جنگ کا درج آخر کلام
کہ اے راجۂ کافرِ زشت خو | سوی دین اسلام راغب ہو تو

وگر نہ گیا تیرا سب ملک و مال ۔ تری جان کا ہوگا بچنا محال

سمجھ پھر یہ حکم شرع شریف ۔ کریگا جو تو رد تو ہون مین حریف

ہوا ہی مجھی ملک گیری کا شوق ۔ یہی شوق لایا مجھی یان بذوق

اولوالعزم شاہون نی رکھا مدام ۔ یہ قانون جاری پڑا جس سی نام

بس اب نیک و بد اپنا تو سوچکر ۔ دلی مدعا کر عیان سر بسر

ہی منظور کیا جنگ سی تجکو طول ۔ اطاعت ہے یا بادشہ کی قبول

جواب اسکا دی جلد تر صاف صاف ۔ عیان جس سی ہو عزم صلح و مصاف

رقم ہو چکا یہ غضب نامہ جب ۔ مزین ہوا دستخط شہ سی تب

دیا نامہ قاصد کو اور یہ کہا ۔ اسی پاس راجہ کے تو لیکی جا

پہنچکر وہان تو یہ کیجو بیان
پی رزم آیا ہے شاہ زمان

یہ اوس شہ کا فرمان ہی تیری نام
کئی ہین رقم اسمین ساری پیام

جو تحریر ہین اسمین سربستہ راز
سمجھہ لی تو اونکی نشیب و فراز

ہر اک نیک و بد اپنا بس سوچکی
جواب اوسکا دی تو مجھی جلد تر

غرض نامہ برکو وہ نامہ دیا
اور اوسکی مطالب سے واقف کیا

مضامین جو اوسمین مرقوم تھے
وہ سب دلنشین نامہ برکی کئی

کری تا بخوبی ادا ای پیام
پہنچکر ہو جب راجہ سے ہمکلام

غرض کرکی سب راز خاطر نشان
کہا اوس سی لی نامہ اور ہو روان

اودھر نامہ برکو روانہ کیا
ادہر عزم ظاہر کیا جنگ کا

بلا کر نقیبون کو پہر روبرو | کہا جتنی ہی فوج یان جنگ جو

اور افسر ہین ذیشان جو اس فوج کے | بہت مرتبے اور بڑی اوج کے

کرو لا کی اب تم جمع اونکو وان | ہی دربار کا دیرہ عالی جہان

وہ ہو جائین جب مجتمع آنکر | تو فی الفور دینا ہمین تم خبر

سنا حکم محکم نقیبون نی جب | جہکا کر سرونکو بشرط ادب

ادب سی بجا لائی مجرا سلام | کئی ختم آداب شاہی تمام

گئی پہر وہ نزدیک شاہی سریر | ہوئی پایۂ تخت کی بوسہ گیر

وہ تسلیم پہر عرض کرتی ہوئی | پس پا پہر سر جہکائی ہوئی

نکلکر وہ پہر خیمۂ شاہ سی | امیرونکی خدمت مین حاضر ہوئی

جو تھی کارکن فوج کے نامور
کہا اون سے ہو جاؤ سب باخبر

ہوا ایسا صادر ہی حکم وزیر
کہ حاضر ہون یان فوج کی سب امیر

سپہدار لشکر تھی جتنی وہ سب
یہ ارشاد سُنکر ہوی پر طرب

وہ دربار کا سج کی تن پر لباس
گئی سوی دربار سب بے ہراس

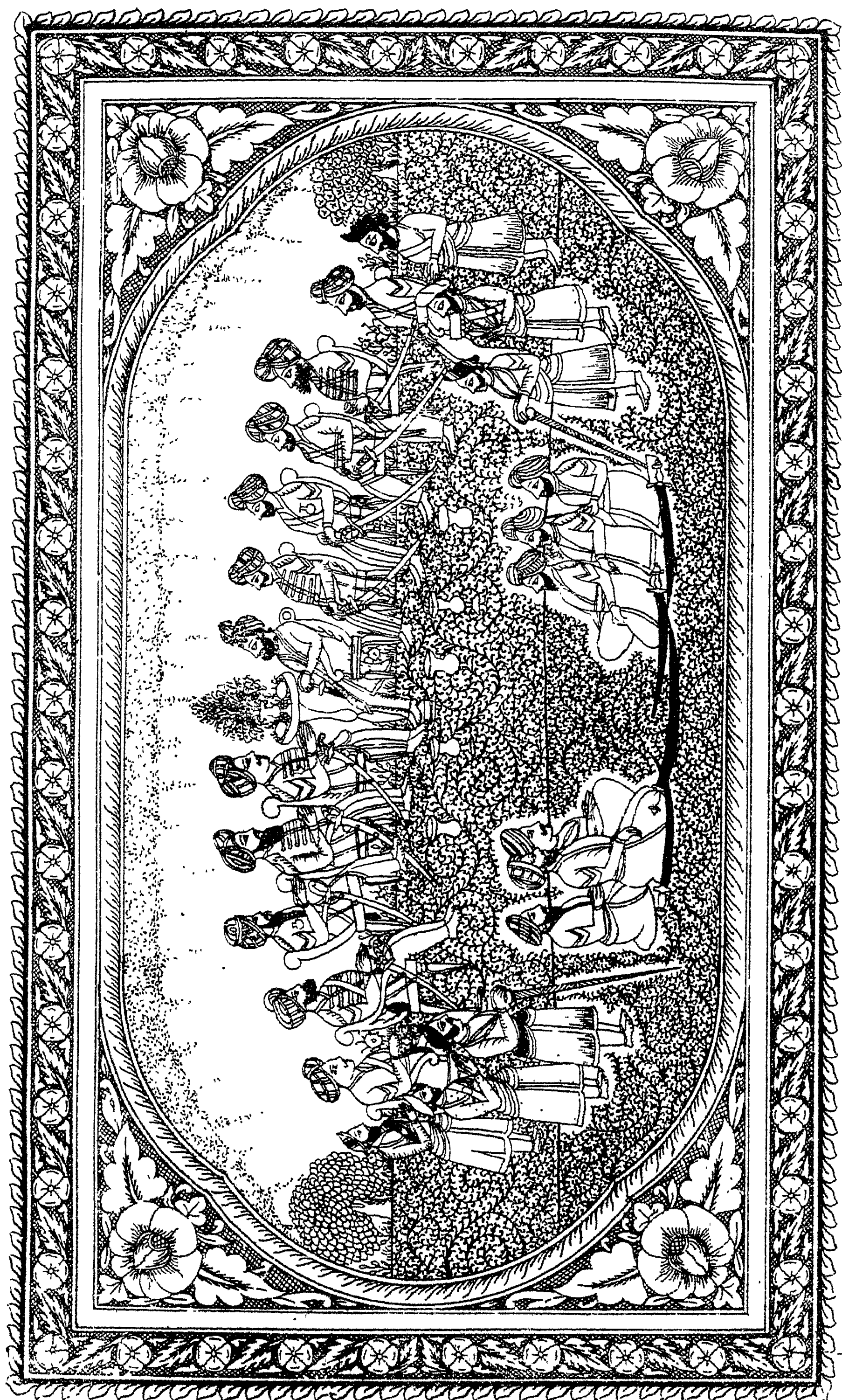
فراہم ہوی جب یہ سب آنکر
وزیر خردمند کو دی خبر

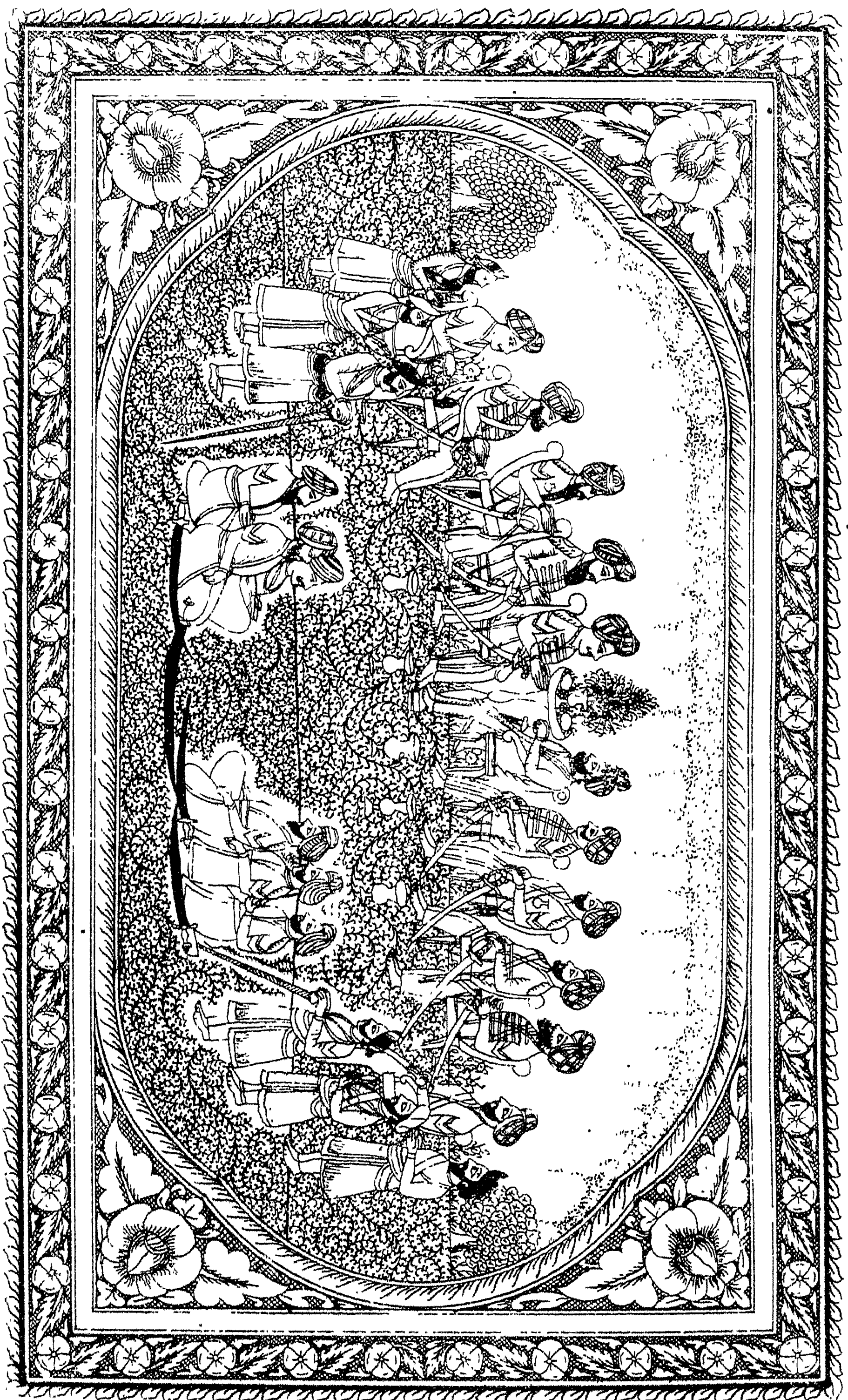
ہوا جب خبردار اس سی وزیر
کہ اب ہو چکی مجتمع سب امیر

وزارت کی کرسی جو تھی زرنگار
ہوا زیب بخش اوسپہ وہ باوقار

جو معمولی تعظیم و تکریم تھی
ادا حسب دستور وہ سب ہوئی

چپ و راست جب نامور بیٹھی وان
وزیر معظم نی کھولی زبان





مخاطب انہین کرکے بولا وزیر — کہ اب حکم شاہی سنین سب امیر

یہان جنگ کرنیکو آیا ہی شاہ — کہ تا ہند ہوجاے اسلامگاہ

نمکخوار جتنے ہین اور جان نثار — وہ ہوجائین سب مائل کارزار

تہور کی جوہر کرین سب عیان — لڑین لیکی ہاتہون مین تیغ و سنان

ہو جب گرم ہنگامۂ کارزار — کمال شجاعت کرین آشکار

ہنر آزمایان جرات نشان — کرین دم مین تسخیر ہندوستان

کرین اسطرح حرب سب دوبدو — کہ مسمار ہوجای فوج عدو

ہوا گوش زد حکم عالی یہ جب — گذارش لگی کرنی سردار سب

ہمین کچہہ نہین خوف ہے جانکا — یہی ہے ہمارا فن اور مدعا

یہی ہے طمع اور یہی آرزو — رہین روبرو شاہ کی سرخرو
ہی سرتن پہ اور تن مین جبتک ہے دم — فدا جان کرنیکو حاضر ہین ہم
ہی شاہی نمک کا بڑا ہمپہ حق — کرای ادا اسکو کچھہ ہمسے حق
لیا با حلف اون سی عہد و قرار — کہ جسوقت جائین پی کارزار
لڑین فوج دشمن سی سب بیخطر — عدو کا کرین پیشکش لاکی سر
کرے حکم گر خسرو نامور — تو سر کاٹ ڈالی پدر کا پسر
عرق ریزی کا جب کری حکم شاہ — بہادی وہین خون اپنا سپاہ
غرض ہو چکا جب یہ قول و قسم — ہوئی وان سی برخاست اہل علم
برآمد ہوی پھر وہ دربار سی — دکھاتی ہوی عزم رفتار سی

نکل آئے باہر بعزّ و وقار — گئے اپنے خیمون مین سب نامدار

وزیر الممالک نے پھر بعد ازین — منگا کر قلمدان اپنا وہین

لکھا جلد اک رقعۂ دلپذیر — بنام ظفر جنگ جنگی وزیر

کیا اوسمین تحریر اول سلام — کیا بعد اوسکے رقم یہ پیام

کہ تکلیف کرکی زرا مہربان — قدم رنجہ فرماؤ بندی کے یان

کہ ہے شاہ عازم بکار اہم — کرین مشورت اوسمین تم اور ہم

بیکجائی ہو فکر انجام کار — پس مشورت راز ہو آشکار

خود ہی آتا خیمے مین مین آپکے — نہ تکلیف دہ ہوتا ہرگز ولے

تردد بہت دلمین ہی جاگزین — ہی اب سانس لینی کی فرصت نہین

رقم ہو چکا جب یہ مضمون سب ‏ ‏ دیا رقعہ ناظر کو کر کے طلب

کہا اوس سی جا جلد مانند تیر ‏ ‏ وہ ہین خانخانان جو جنگی وزیر

اونہین جاکی دی یہ رقیمہ شتاب ‏ ‏ اور اسکا بہت جلد لا تو جواب

غرض جاکی ناظر نی وان زود تر ‏ ‏ کیا اوس رقیمہ کو پیش نظر

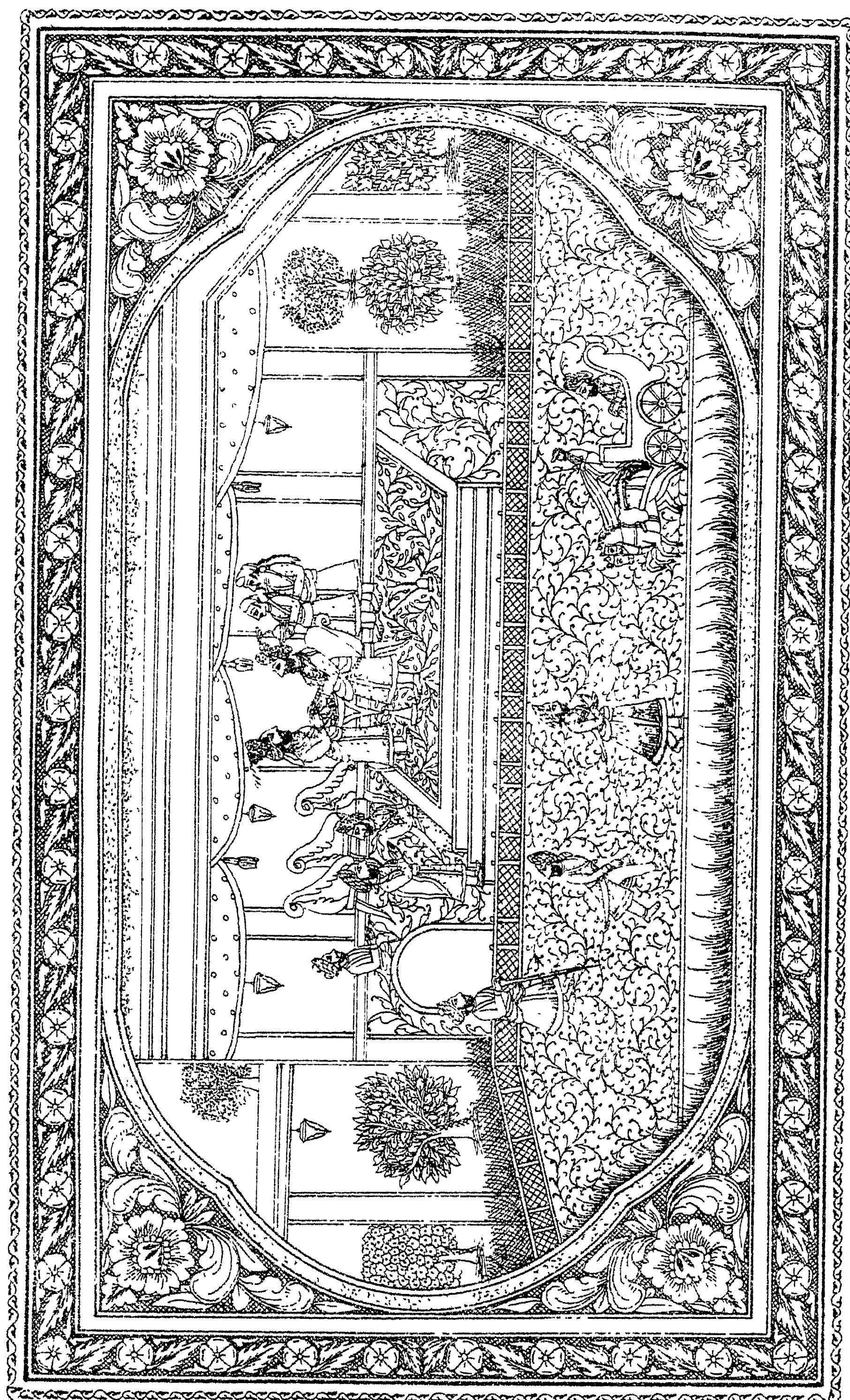
اوسی پڑہتی ہی بس اوٹہا نامدار ‏ ‏ نہ پکڑا اپہر اپنی جگہہ پر قرار

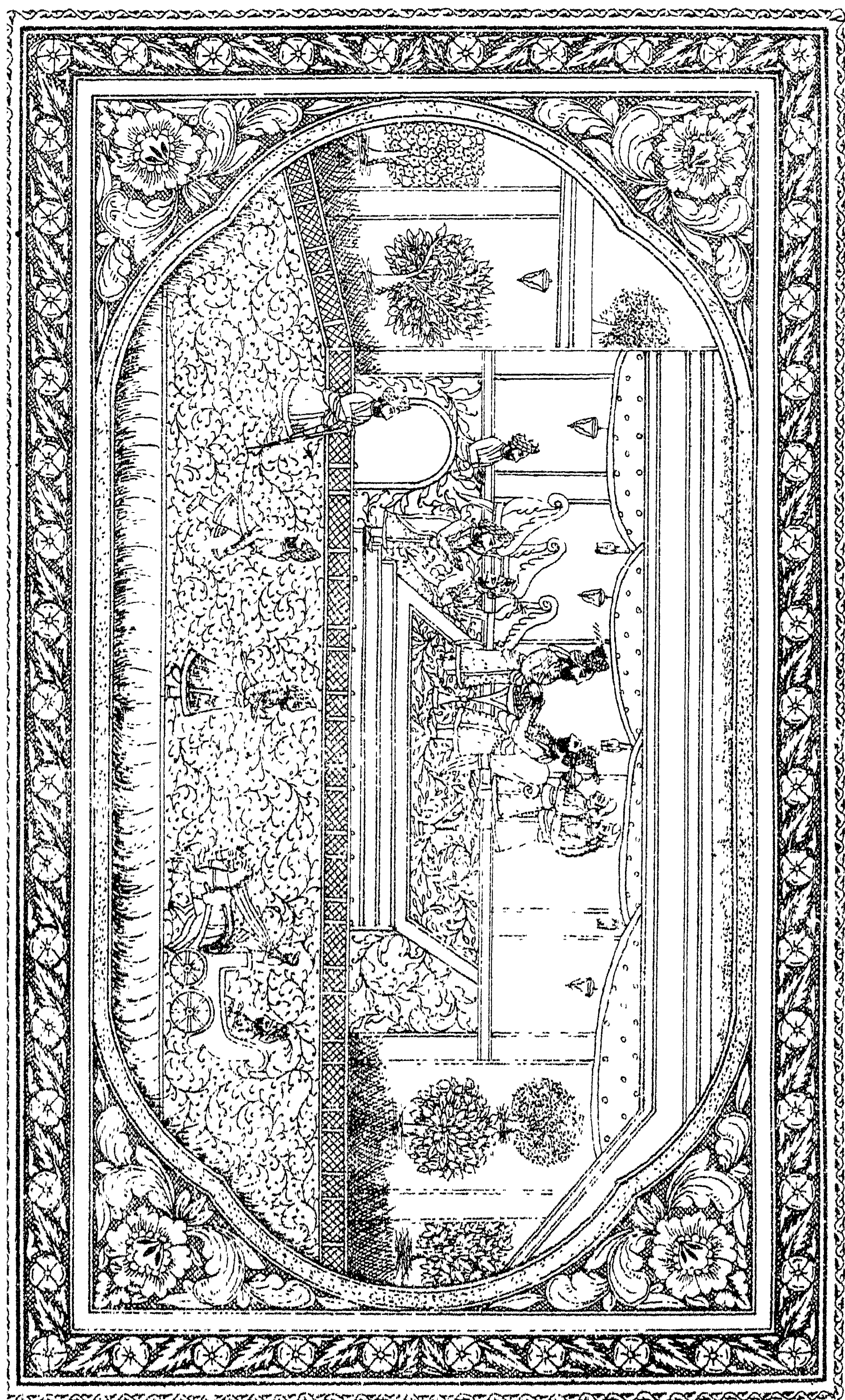
بسرعت وہ شبدیز پر بیٹہکر ‏ ‏ ہوا جاے مقصد سی نزدیک تر

سنا جب وزیر الممالک نی غل ‏ ‏ تو وہ چہوڑ کر کاروبار اپنا کل

پی پیشواے بصد کر و فر ‏ ‏ بر آمد ہوا خیمہ سے جلد تر

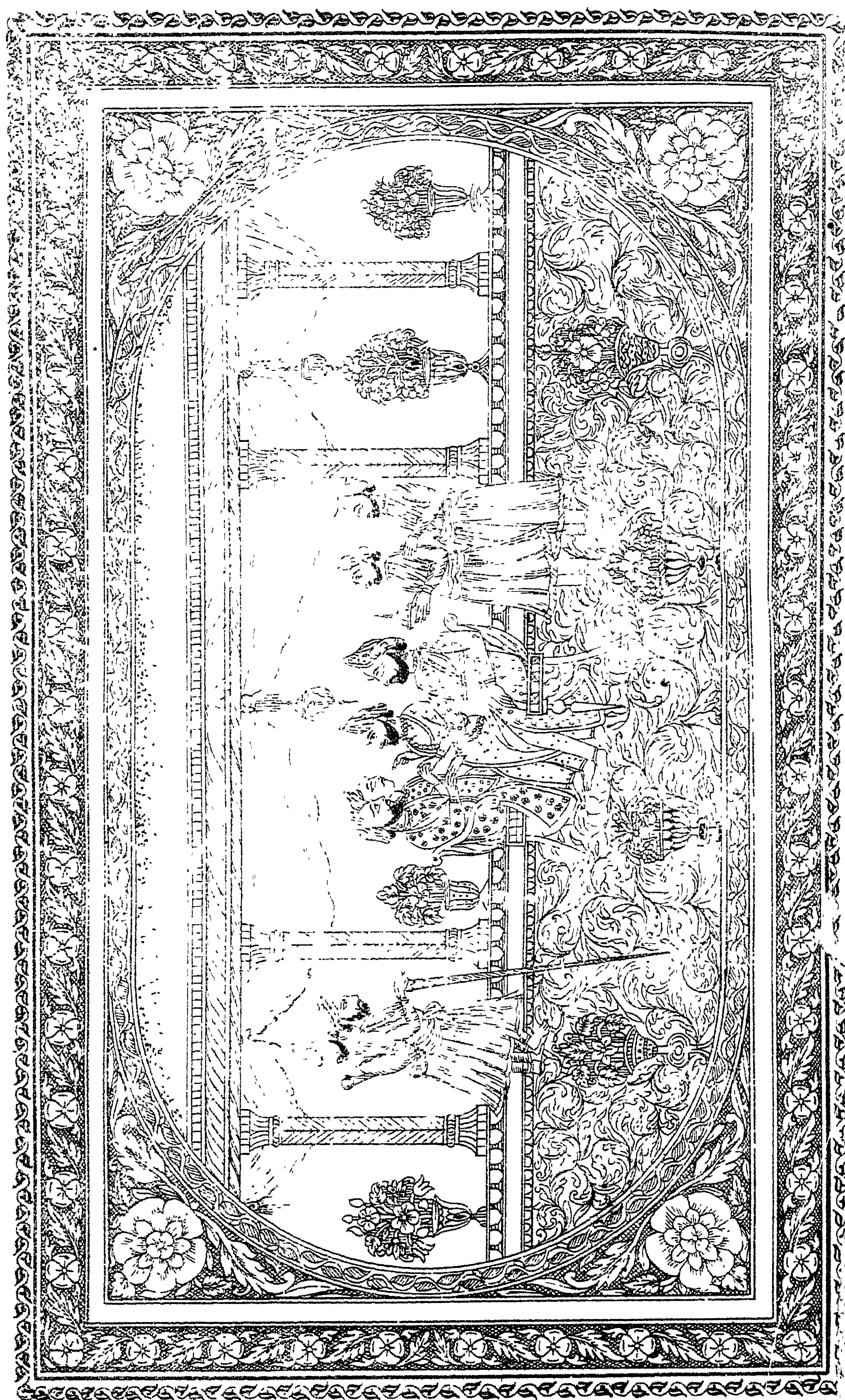
جب اوترا سواری سی وہ شہسوار ‏ ‏ بغلگیر دونون ہوی نامدار

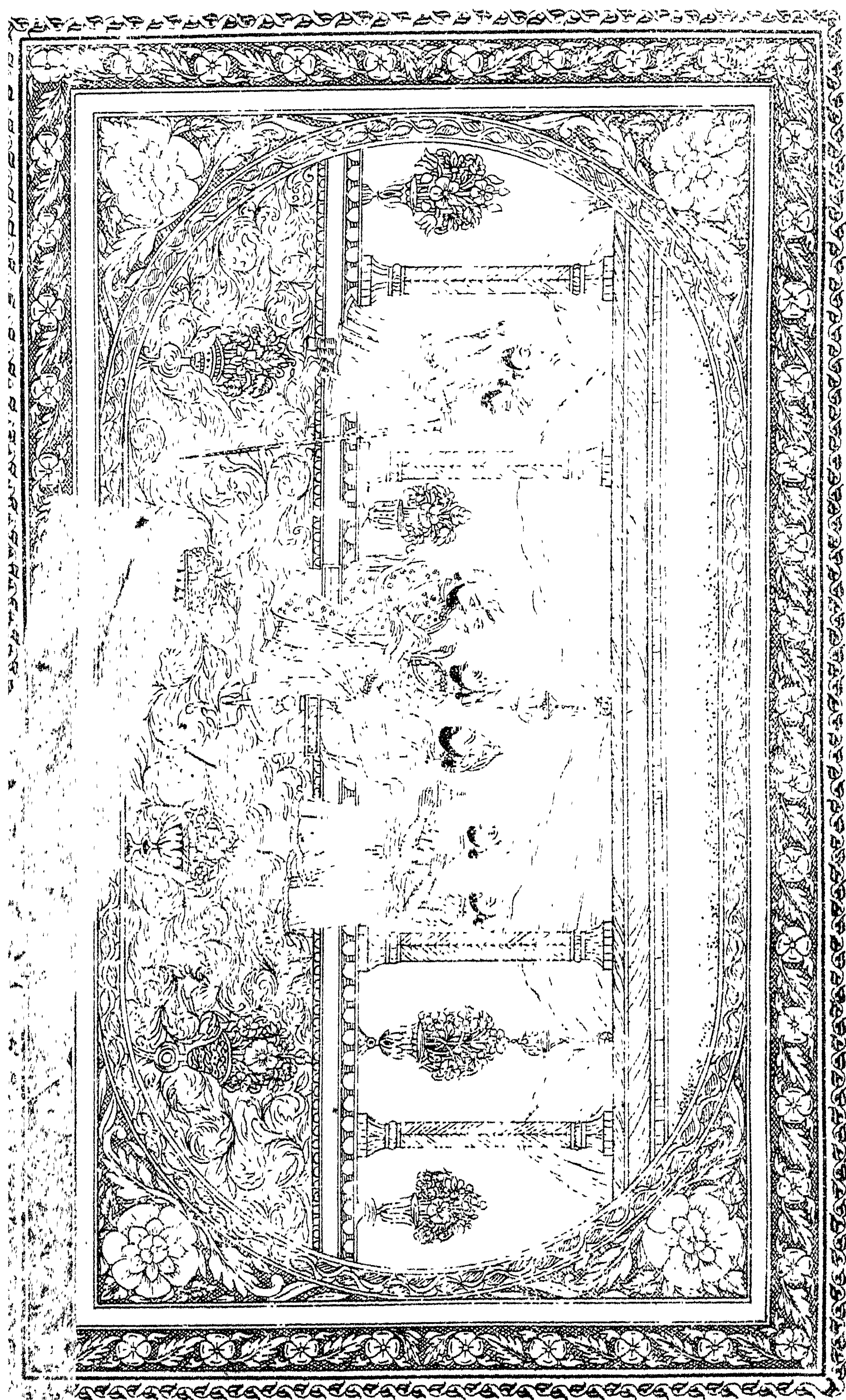




گرفتہ بہم دست ہو کر روان ہوی داخل خیمہ با عز و شان
ہوی زیب مسند بشوکت وہ جب دیا حکم خلوت کا خیمی مین تب
طبیعت کو بس خوب کر کی رجوع بہم رزم کی مشورت کی شروع
غرض تخلیہ تین گھنٹے رہا رہا مشورہ رزم اور نظم کا
سمجھکر مطالب وہ جنگی وزیر ہوا وان سی راہی بجوش کثیر
ہوا اپنی خیمہ مین داخل وہ جب ہوی عزم جنگ آوری پکی تب
ہوا نشہ سی اوسکی سرشار مست پھر اسطرح اوسکا کیا بندوبست
بلا کر ہر اک افسر فوج کو کہا نظم سامان پیکار ہو
ہر اک پہلو اوسکا سمجھکر تمام بہت تندہی سی کرو انتظام

سمجھکر ہر اک شے کا سود و ضرر کرو کام ایسا کہ ہو خوب تر
مراتب یہ ساری جتا کر وزیر لگا کہنے سن لین صغیر و کبیر
اس ارشاد سے ہوگا سرتاب جو کریگا وہ مغضوب شہ آپ کو
کریگا جو اسمین سر مو بھی فرق کیا جائیگا خون کی دریا مین غرق
بتاکید اسکو کہا بار بار کہا پھر کہ ہان ہو سرانجام کار
ہوی نظم کی گفتگو ختم جب لیا جائزہ سلح خانی کا تب
جو تھے ہمرہ شاہ آلات حرب قیامت کی رکھتا تھا ہر ایک ضرب
زرہ خود چار آینہ اور سپر تفنگ و سنان اور تیغ و تبر
قرابین و بلّم کٹار اور علم وہ جمدھر وہ برچھی وہ سیف دو دم





تپنچے رفل گرز خنجر خدنگ
عنایت کئی فوج کو بہر جنگ

سپہ کو عطا ہو چکی جب سلاح
کہا کشت و خونِ عدو ہے مباح

مسلح ہوئی فوج جس دم تمام
کیا توپخانہ کا پھر انتظام

جو توپیں تھیں منگوا کے میدان میں
نگاہِ تعمق سے دیکھا انہیں

ہر اک توپ کو غور سے دیکھ کر
چنیں جو کہ تھیں عمدہ اور خوب تر

جو گھوڑے تھے توپوں کے وان بیشمار
بنے ہے اونکی بس ایک جانب قطار

ہر اک اسپ کی جب ہوئی دیکھ بھال
دیے پیر و کمزور و لاغر نکال

سبک رو توانا قوی تندرست
کئے منتخب رخش چالاک و چست

انہیں ساز و سامان سے کرکے درست
نظر کی تو پھر خوب ہی پایا چست

جلو دار اونکی جو حاضر تھے وان ‎ کہا اون سی ٹہلاؤ اب انکو یان

غرض دوڑ سرپٹ قدم او چال ‎ ہر اک اسپ کی دیکھی یہ سب کمال

ہوا مطمئن جب وزیر اس سی بھی ‎ کہا تو ہین اور گھوڑی جائین سبھی

کہا میر آتش سی ہی بیخطر ‎ مہیّا رہی میگزین اسقدر

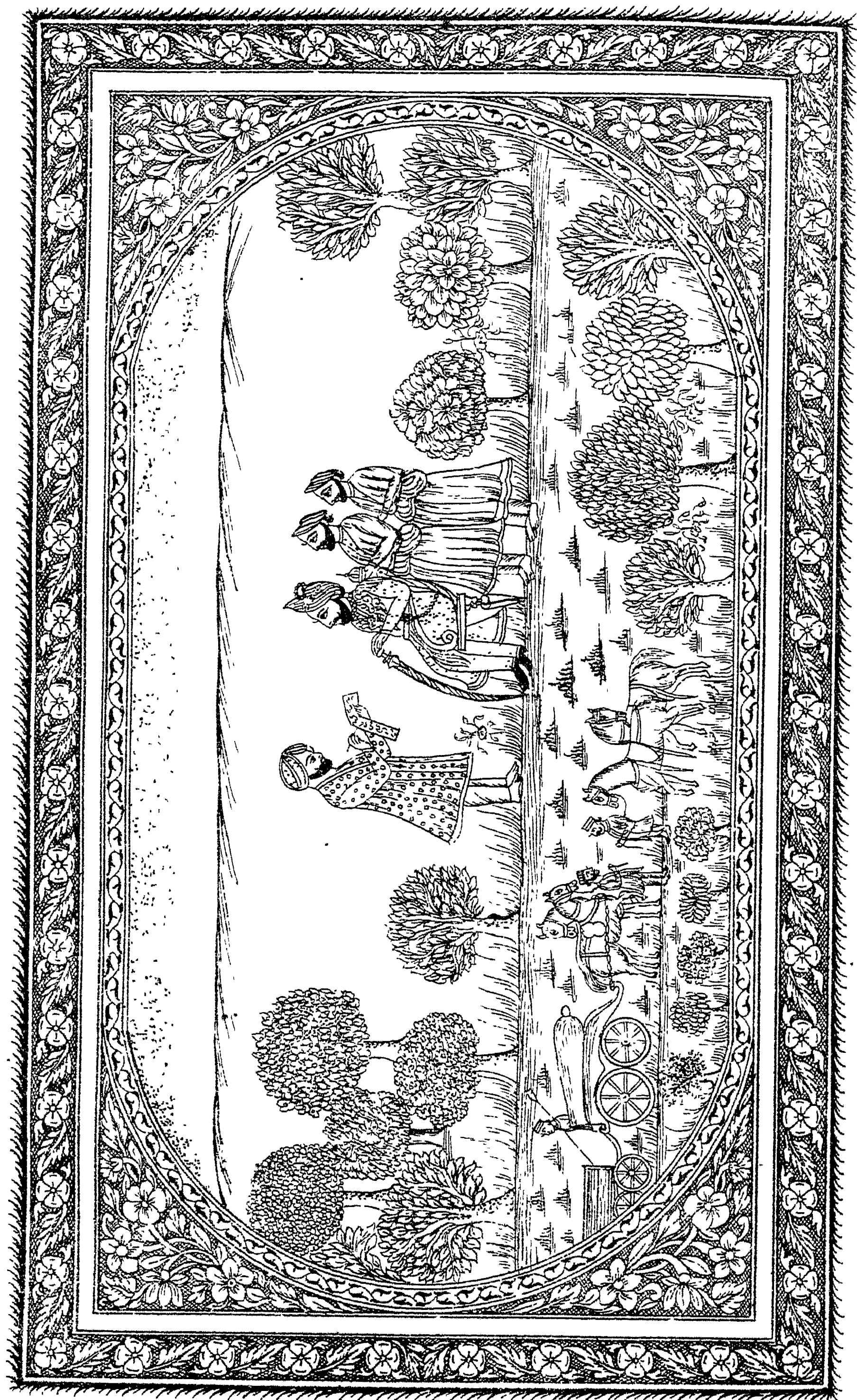
گراب اور بارود اور گولی بان ‎ فراہم رہین سب یہ آفات جان

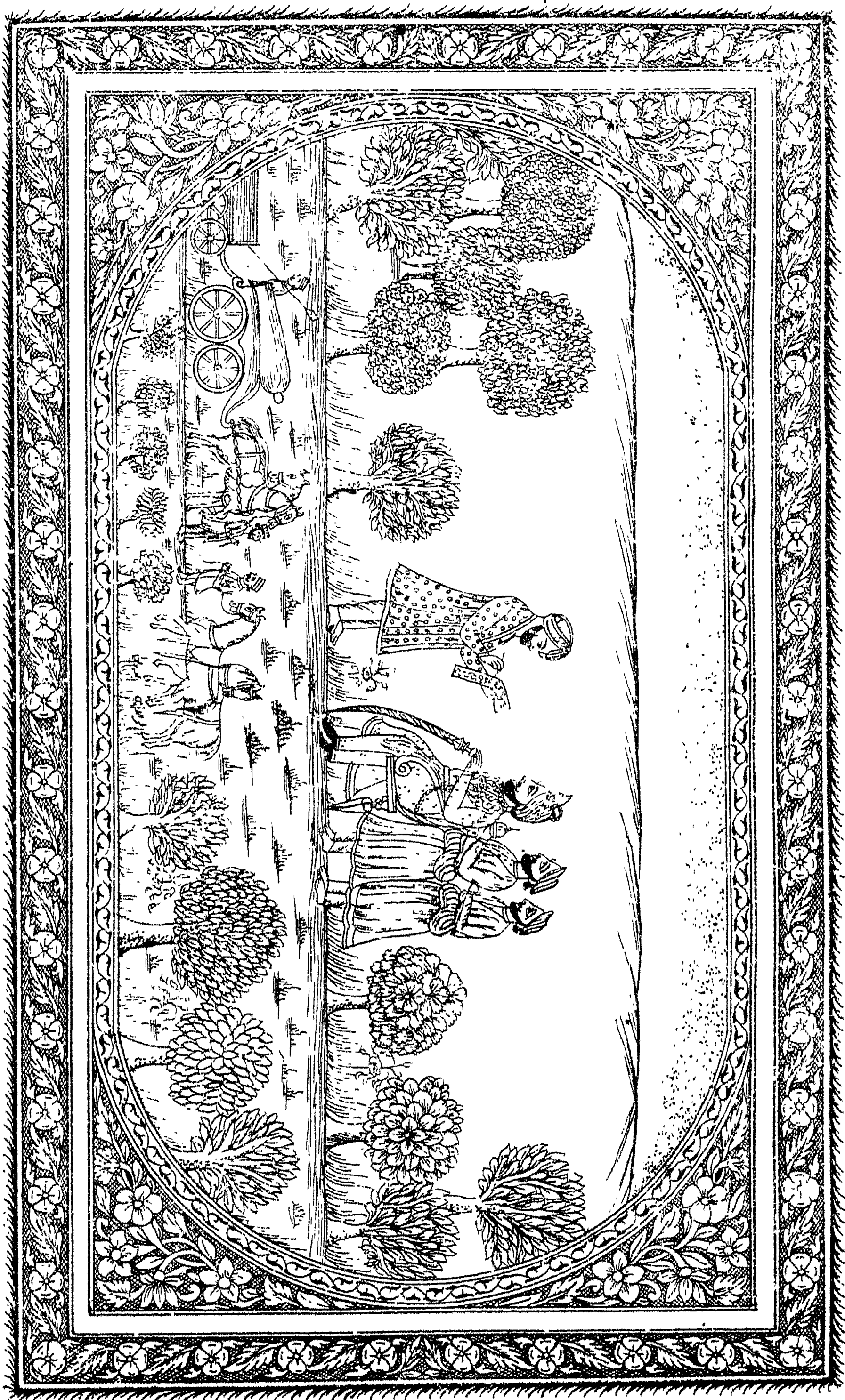
کسی شئی کی ہرگز نہو کچھہ کمی ‎ لڑائی رہی تا بشوکت جمی

غرض کارخانون کی ہر جنس کا ‎ لیا خانخانان نی خود جائزا

ہوا حاضری لیکی فارغ وہ جب ‎ کیا اہلِ دفتر کو اوسنی طلب

کہا کارپردازون سی بیدرنگ ‎ بتاؤ ہمین سال کا صرف جنگ





مرتب تم افراد اوسکی کرو پہ کچھہ اوسمین خلاف ورستی نہو

حساب اوسکا سارا بہ تفصیل ہو اور اس کام مین سخت تعجیل ہو

حساب اگلی جنگونکی بہی صرف کا باآئین شایان ہی تمنے لکہا

اب اس جنگ کی خرچ کا بہی حساب کرو جاکے زیب رقم تم شتاب

خلاف ستانی کو سمجھو قصور وہ بن جاے ہفتی کی اندر ضرور

اور اوسکو ہر اک منتظم جانچکر کری مہر اور دستخط فرد پر

یہ سب کام ہوجای جب جلدتر کرو لاکی پہر میرے پیش نظر

غرض خانخانان نی کارزار بصد تندہی کرچکا سب یہ کار

پہر آیا جو ہفتے کے اندر حساب تو منشی سی اوسنے کیا یہ خطاب

که لکهه خط وزیر الممالک کے نام | نهتی بهی هون اوسمین یه فقرین تمام
لکها اوسنے بس نامهٔ دلپذیر | کیا پهر روان سوی ملکے وزیر
اودهر وه وزیر جلالت مآب | خزانی کا کرتا تها فهم حساب
سمجهتا تها اوسکو بغور تمام | کری تا که پهر صرف کا انتظام
بقایا کی مدات کل دیکهکر | سمجهکر خزانی کا بهی سیم و زر
مشخص کری صرف اک سال کا | پی جنگ جسکا سخن پیش تها
غرض وه باین نظم مصروف تها | که خط خانخانان کا فنا نه هوا
پڑها اوسکو اور نیز افراد پر | کیا فهم مطلب نظر ڈالکر
هوا مطمئن اونکو جب جانچکر | کئی دستخط اپنی افراد پر

وہین حکم منظوم اوس خرچ کا — دیا اور منشی سے لکھوا دیا
خزانی کا تہا جو کہ گنجینہ دار — وہ رکہتا لقب تہا امانت شعار
دیا حکم یہ اوسکو کرکی طلب — خزانی کی تم کہولدو قفل سب
زر سرخ و پول سپید و درم — نکالو خزانی سی سب ایک دم
دو اب توڑونگی توڑ مہر دہان — کہ ہو جنگ مین خرچ گنج نہان
سہ ماہا بٹی پیشگی فوج کو — کہ ہر جنگ جو جس سے آسودہ ہو
بقول سخندان محمود کیش — کہ مزدور خوشدل کند کار بیش
وہ آسودہ جب ہونگی اور شادمان — تو بس ہونگی وہ جنگ مین جانفشان
اور امید انعام بہی اونکو دو — مگر شرط کرکی کہ جب فتح ہو

اوران کاموںکا ہی نتیجہ عیان ‏ کہ ہوجائیگا سکۂ دین روان

غرض سب بنا کر حساب و کتاب ‏ کہا انصرام اسکا ہواب شتاب

ہوا امروز فردا مین تعمیل کار ‏ جہان تک ہو ممکن ہو تعجیل کار

نہو جنگ کے خرچ مین دست تنگ ‏ پئی حرب ہو صرف زر بیدرنگ

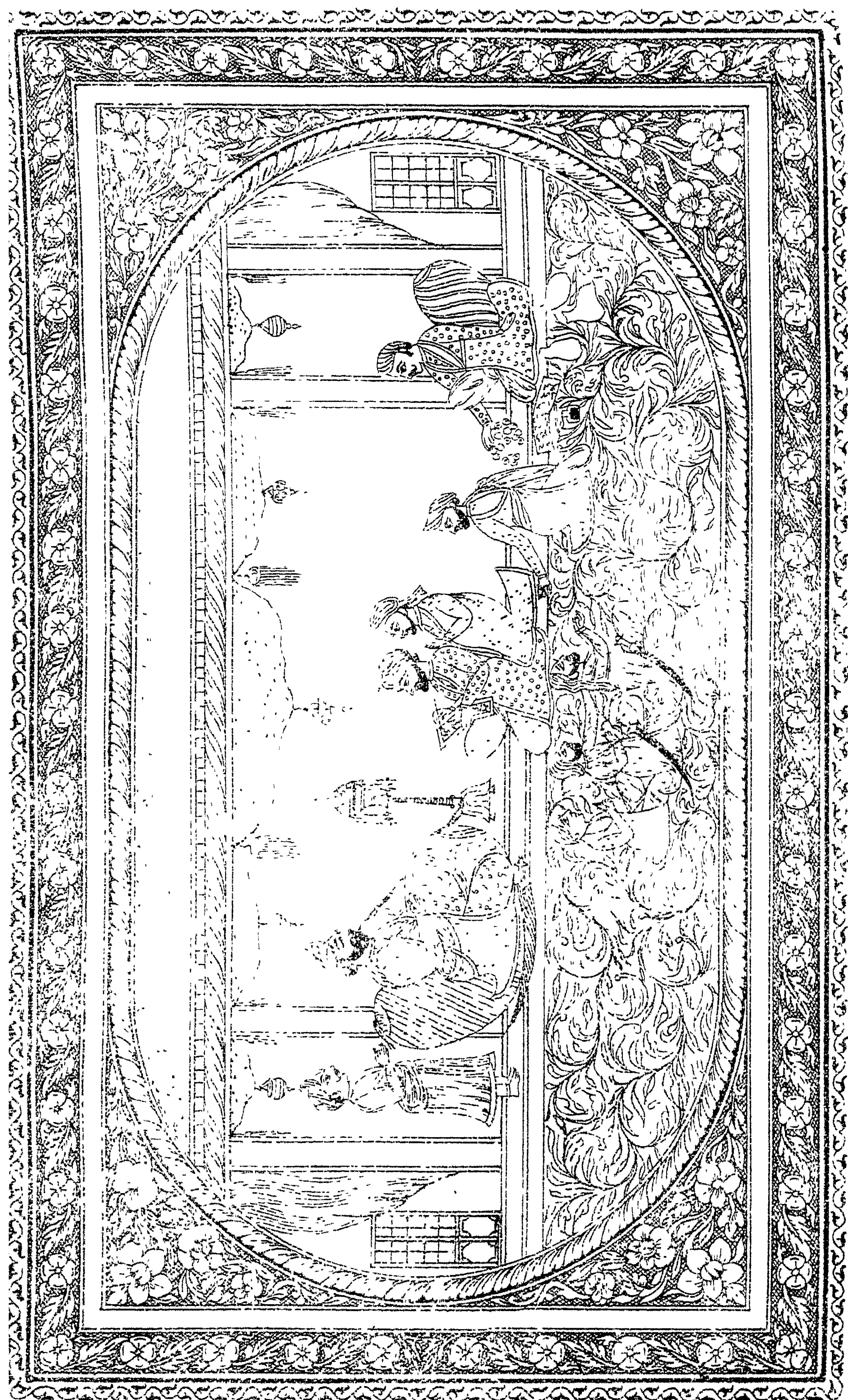
یہ احکام سنجیدہ سُنکر تمام ‏ اوٹھا مہتمم وان سی کرکی سلام

برآمد ہوا مہتمم وان سی جب ‏ خزاین کی کین کنجیان سب طلب

پہنچکر خزانہ مین پھر زودتر ‏ نکالا صنادیق سی اوسنے زر

وہین کارپردازونکو پھر کیا ‏ طلب اوراون سی یہ مضمون کہا

کہ حکم عنایات ہی جسقدر ‏ وہ افراد مین درج ہی سربسر





مطابق اون افراد کے تم ابہی — خزانہ سی لو روپیہ اشرفی

سنی یہ رپٹ خانخانان نی جب — دیا حکم تقسیم اسطرح تب

کہ آدہا ہے زر پئی رخت جنگ — اور آدہا بٹے فوج کو بیدرنگ

یہی حکم بہیر لکہہ کی ہر اک کے نام — مزین ہوا دستخط سی تمام

وہ فرمان جو اسطرح جاری ہوا — زر و سیم تقسیم ہونے لگا

سپہ کو بلا کر سہ ماہہ دیا — عنایت سے شہ کی اونہیں خوش کیا

ہوئی فوج سہ ماہہ پا کر نہال — دل اونکا ہوا اوس سی آسودہ حال

ہوئی حاصل اونکو جب آسودگی — ہوئی دل سی مائل بجنگ آوری

لڑائی کو کہکر وہ لہو و لعب — ہوئی مستعد سر کٹانی کو سب

تھے آمادہ سب الغرض جنگ پر
یہی دیر تھی آوے کب نامہ بر

انہین رزم کی عزم پر چھوڑ کر
خیال عدو پہ ہے جاتی نظر

ہوا یان تو اسطرح سامان جنگ
سنو کچھہ مخالف کا بھی رنگ ڈھنگ

پتھورا تھا وہ راجہ اس ہند کا
جو مضمون نامہ کو اوسنے سُنا

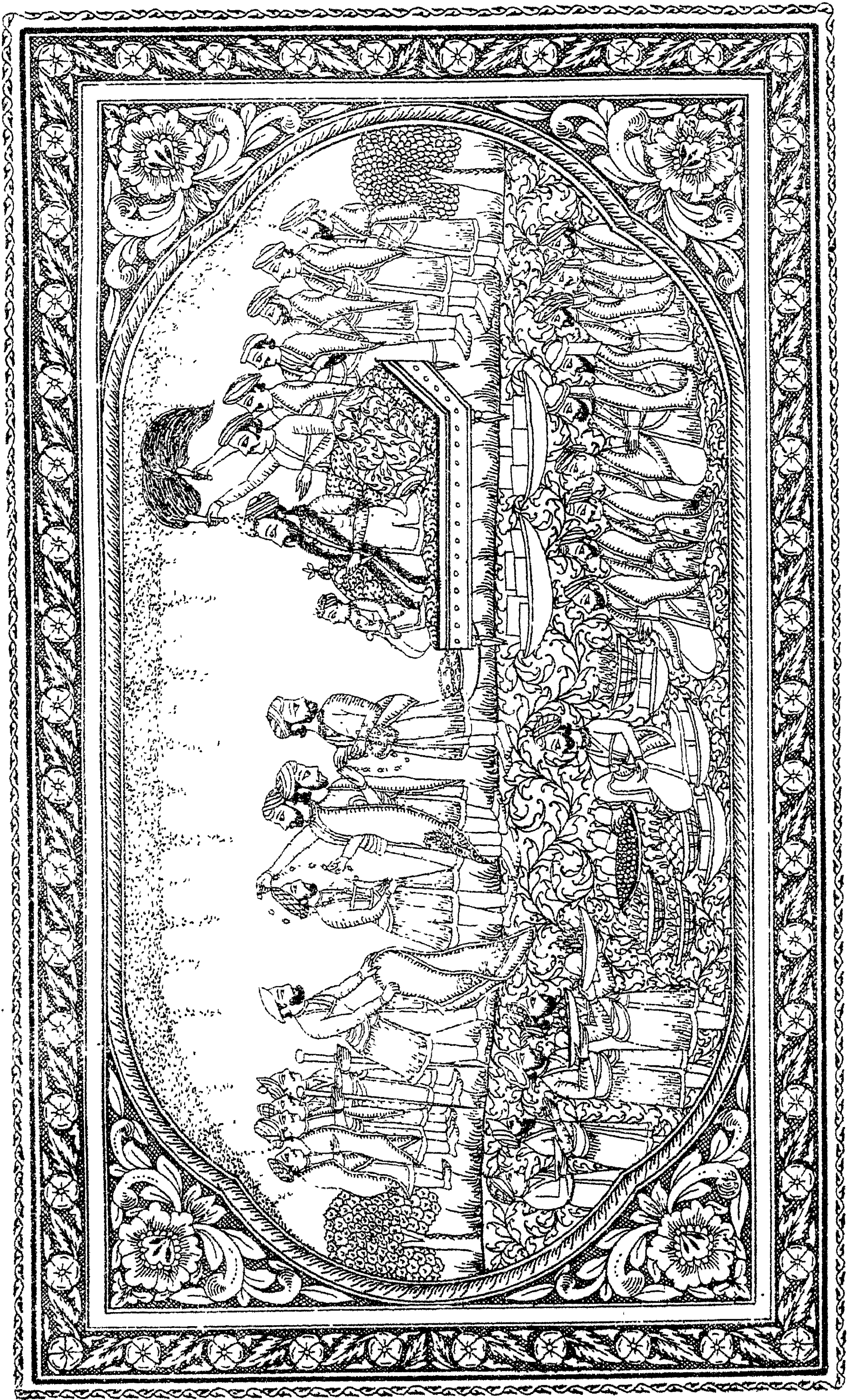
خبر سنکے وہ جنگ کی یک بیک
رہا فکر و اندیشہ مین دیر تک

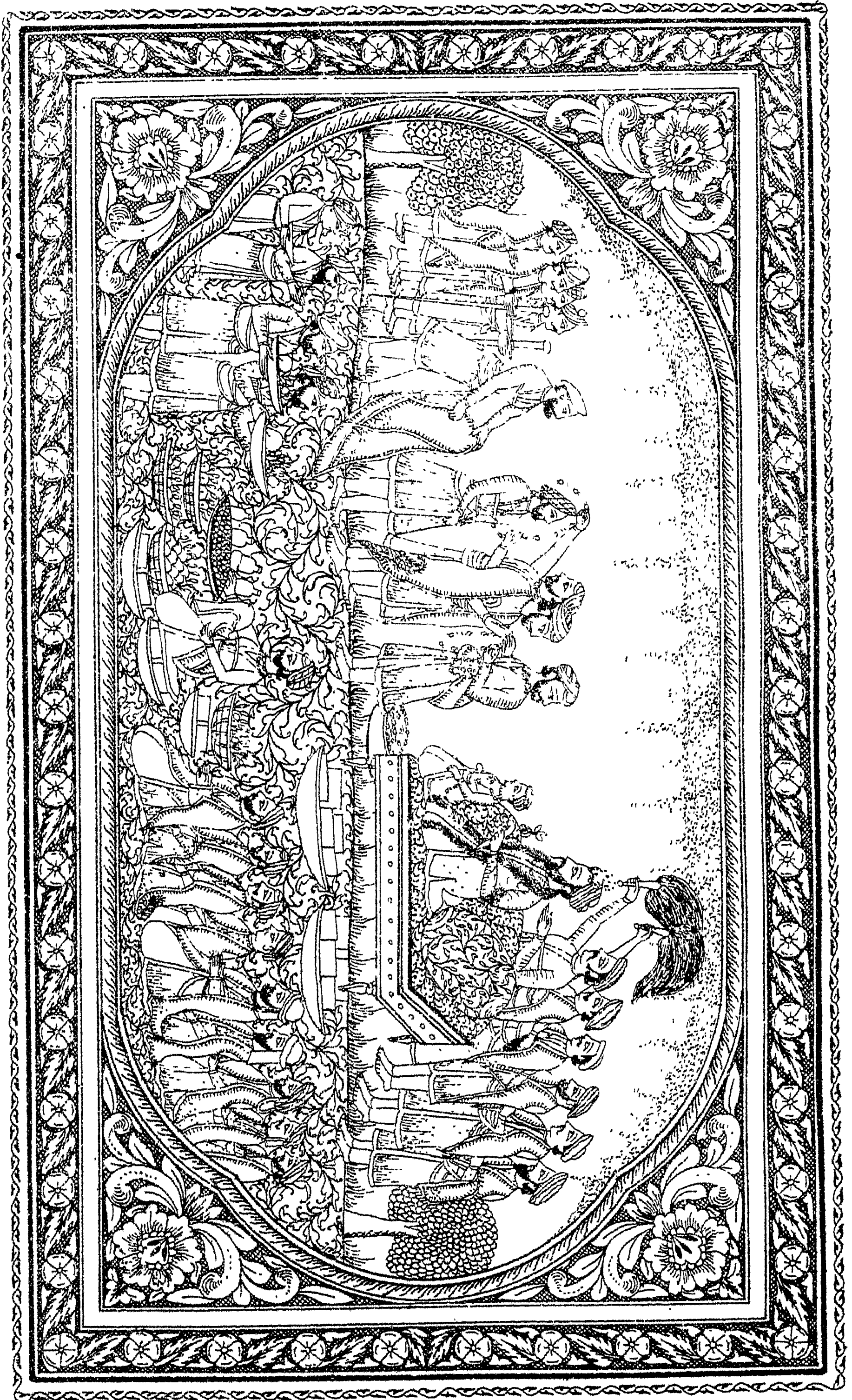
بلایا گیا پھر وزیر کبیر
ہوی جمع ارکان اور سب مشیر

کئی روز تک مشورت یہ رہی
کہ ہے رای کیا جنگ یا صلح کی

مگر تھی جو طینت مین اوسکی کجی
نہ مائل ہوا جانب راستی

ہوا ہر طرح طالب کارزار
نہ راضی ہوا صلح پر زینہار





نامہ لکھنا راجہ کا تیمور شاہ کے نام

بہت طیش مین آکی آخر شتاب لکھا نامۂ شاہ کا یون جواب
کہ ای شاہ تیمور پیکار خواہ ہوا نامۂ شاہ پیش نگاہ
مضامین مین اوسکی جو ای بادشاہ جتایا بہت آپ نے اپنا جاہ
پڑھا حرف حرف اوسکا مین نی تمام تھا پرخاش کا اوسمین سارا کلام
کیا دعوت دین کا جو ہی خیال قبول اسکا کرنا ہی امر محال
عبث اسمین ہوتا ہی شہ گرم کین سمجھتا ہی بہتر ہر اک اپنا دین
نہین دین سی بڑھکی ہی جانکا خطر پئے دین کٹا دیتی ہین اپنا سر
جہانگیری شہ کو ہی منظور گر تو ہی جنگ ہمکو بھی مد نظر
سمایا میری سر مین بھی ہی جنون ہو میدان پیکار مین کشت و خون

پڑی نام دینگی ہم جان و مال
نہ آئیگا دین پر ہماری زوال

لکھی شہ نے الفاظ ہین گرم جو
اور اوسمین جتایا بہت خشم کو

سو اِس شعلۂ غیظ سی شاہ کی
اور ایرانی تلوار کی تاب سے

نہ آیا کسیطرح سی کچھہ خطر
نہ ہیبت نے کچھہ بھی دکھایا اثر

ہی پُتلا نہین موم کا کوئی یان
پگھلجائی جو دیکھکر گرمیان

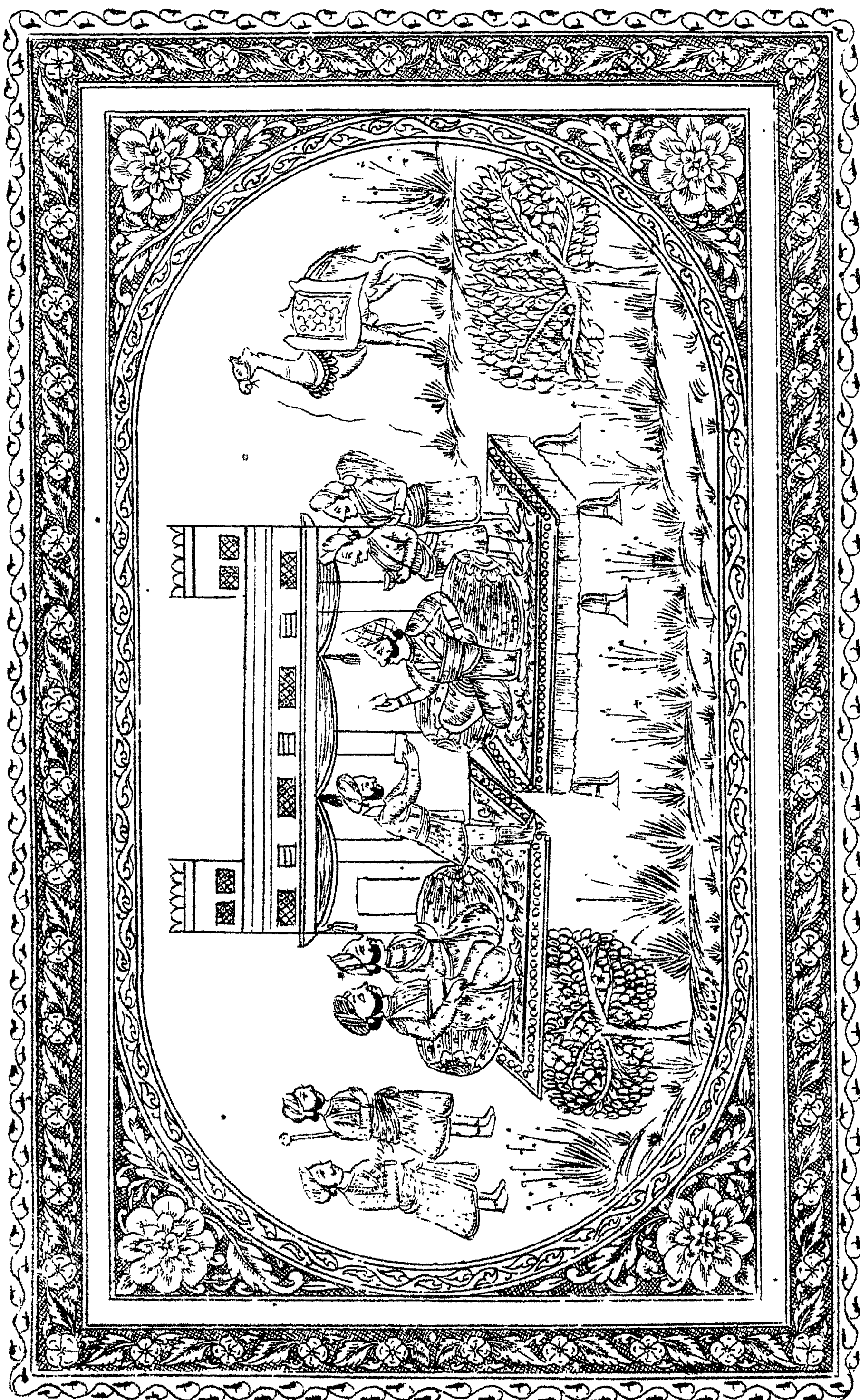
بہت آپکے کہتی ہین مال و متاع
ہی فوج اپکی بھی نہایت شجاع

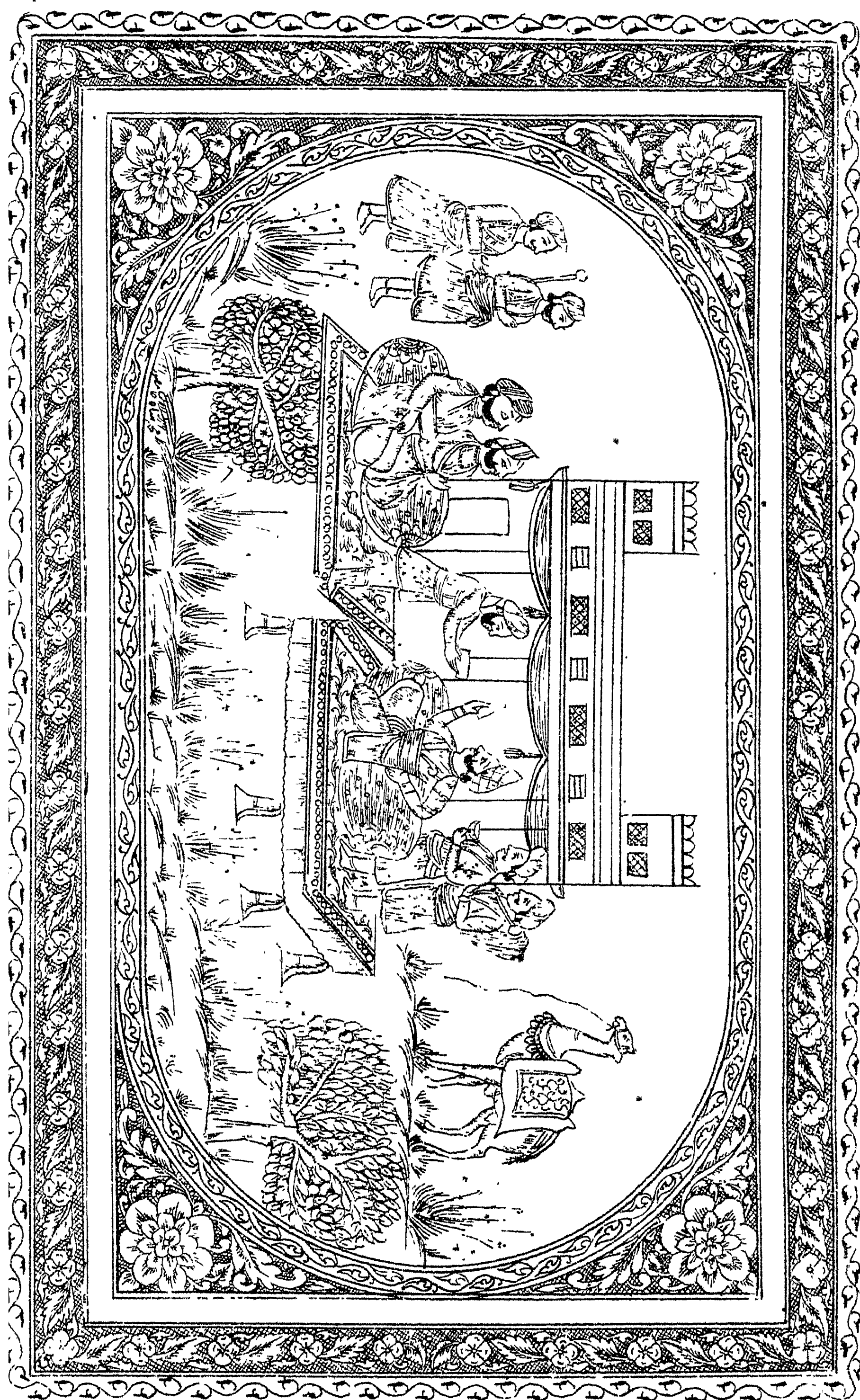
تو ہی ہمپہ بھی رام کی بس دیا
عطا سیم و زر اوسنے اتنا کیا

کہ ہی ریگ صحرا صفت بیحساب
سپہ بھی ہی مور و ملخ کا جواب

کرینگے وہ جب جنگ کا اہتمام
کرینگے وہ ترکونکی ترکی تمام

اگر ہی ارادہ مصمم یہی
تو ہو حرب و ضرب اور نہو آشتی





شکست و ظفر ہاتھہ مین رب کی ہی | جسی چاہی وہ جاہِ حشم بخشدی

ہی منظور گر شہ کو لشکر کشی | بس اسمین ہماری بھی ہی دل لگی

بہت روز نسی بیٹھی بی شغل ہین | ہی بہتر یہی کام اوٹھکر کرین

ہلائین ذرا دست و پا اپنی ہم | دکھائین تہور کا جاہ و حشم

کرین تیغ ہندی کا جوہر عیان | دکھائین ذرا زور ہندوستان

اوٹھی یان سی تاترکون کی بارگاہ | ہو یا ہند کا جاہ و لشکر تباہ

مرا دل بہت ہو گیا پر غضب | نہ ہو جنگ مین دیر اکدم کی اب

دلونکی نکلجائین کل حوصلے | کوئی بھی نہ باہم ہون شکوی گلی

رہی تن مین جان یا نکلجای دم | پیِ رزم بڑہتا ہی اب تو قدم

ہے تیاریاں جنگ کا ساز اب
لڑائی پر آمادہ ہے فوج سب

تبر تیغ و نیزہ و سر وہی سنان
ہین یان تشنۂ خون تاتاریان

تپنچہ تبرا ہین توپ اور تفنگ
بہاوینگی یہ سیل خون وقت جنگ

ہے آبائی میرا جو دین حسین
نہین چہوڑ سکتا ہون مین بالیقین

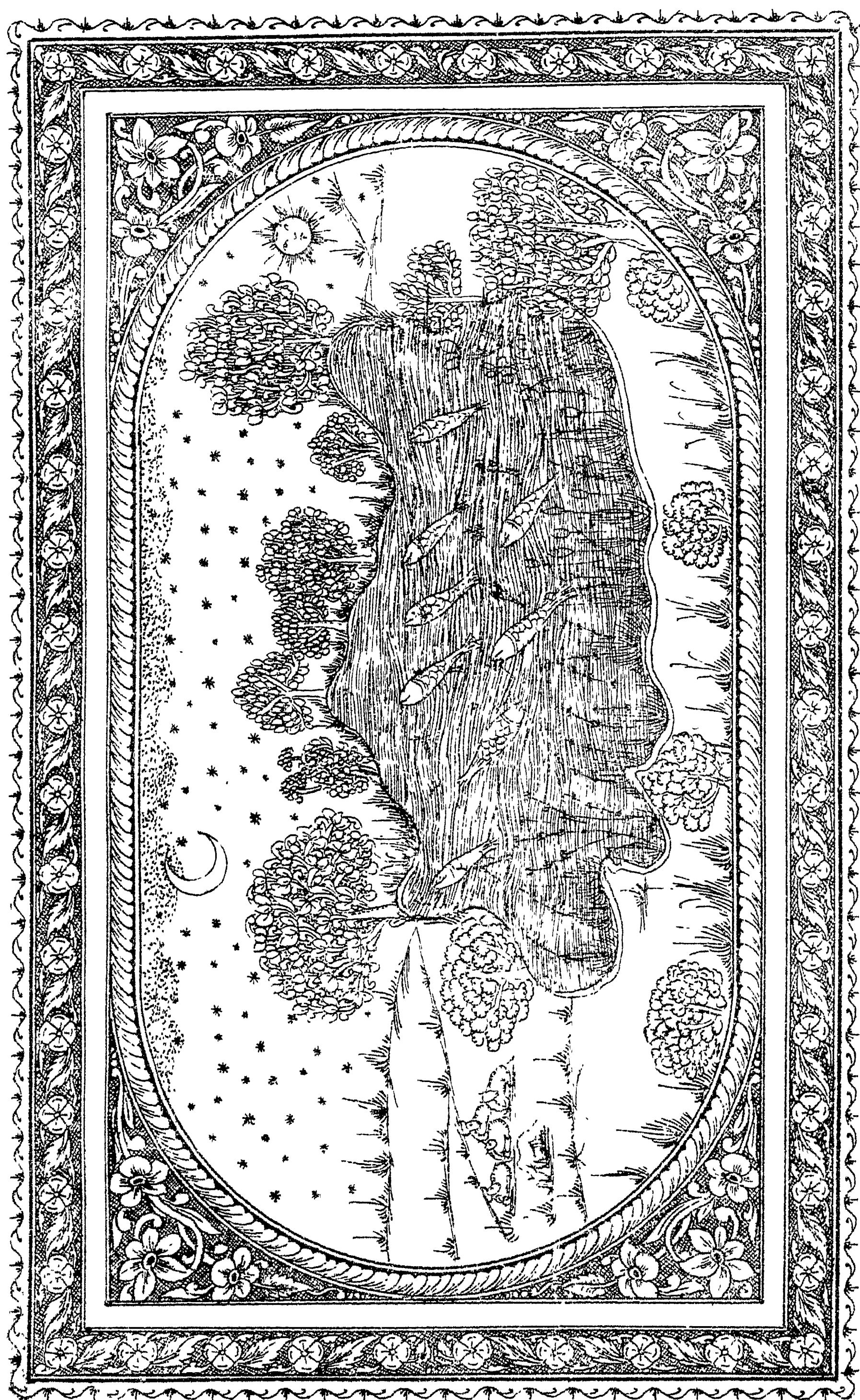
دل شاہ اگر طالب رزم ہے
یہان بھی مصمم وہی عزم ہے

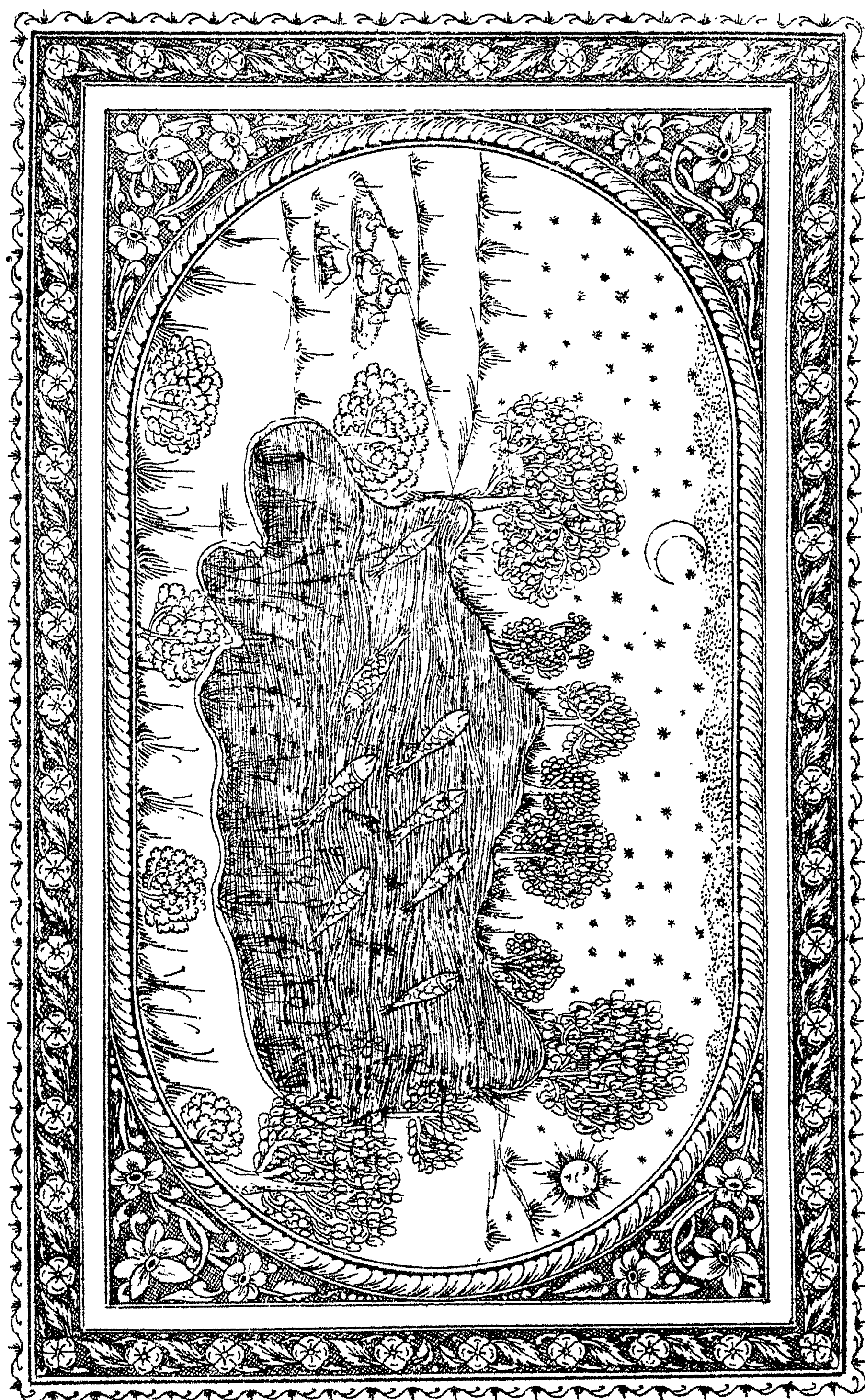
کرون کیسلیے جنگ سے مین حذر
کرون کیون مین ایرانیسی خطر

ملازم ہے میری بھی فوج کثیر
ہر اک فرد جسکا ہے رستم نظیر

جوانون مین اس ہند کی ہے وہ زور
کہ کہیی اونہین رشک بہرام گور

اور ایسی ہین اونمین بہت پہلوان
کہ ہے دیدنی جنکی تاب و توان





ہر اک طفل بانکا ہی ایسا قوی ‌‌ پکڑ لی اگر سونڈہ کو فیل کی

اور اوسکو مروڑے تو ممکن نہین ‌‌ کہ وہ چپت نہو جاہی فوراً وہین

پہر اوس فیل کی سر پہ رکہدی جو پا ‌‌ تو ہو جاہی فوراً وہ سرمہ سا

ہی قوت مین ہر یک کا بہی یہ حال ‌‌ کہ رستم مقابل ہین اونکی ہی زال

اوٹہا لیتا ہی اسپ کو با سوار ‌‌ ہر اک اونمین ہی اسقدر زور دار

جب اونکو پٹکتا ہی وہ پہلوان ‌‌ زمین کہتی ہی الامان الامان

بندیلونکی ہین پلٹنین جو یہان ‌‌ گران ڈیل کیا کیا ہین اونمین جوان

برابر ہو استادہ راون اگر ‌‌ رہی کاندہی سی اونکی زیر اوسکا سر

جوان مرد ہین راجپوت ایسی یان ‌‌ کہ ہر اک کو کہیے وحید زمان

لڑائی کی فن مین ہین کیا ہوشمند
کہ اکثر اوڑا کر وہ اپنی سمند

اُتر جاتی ہین قلعو نمین وقت جنگ
سر خصم اوڑا دیتی ہین بیدرنگ

ملازم یہان سکھہ بھی ہین بیشمار
تہور شعار اونکا ہے ہر سوار

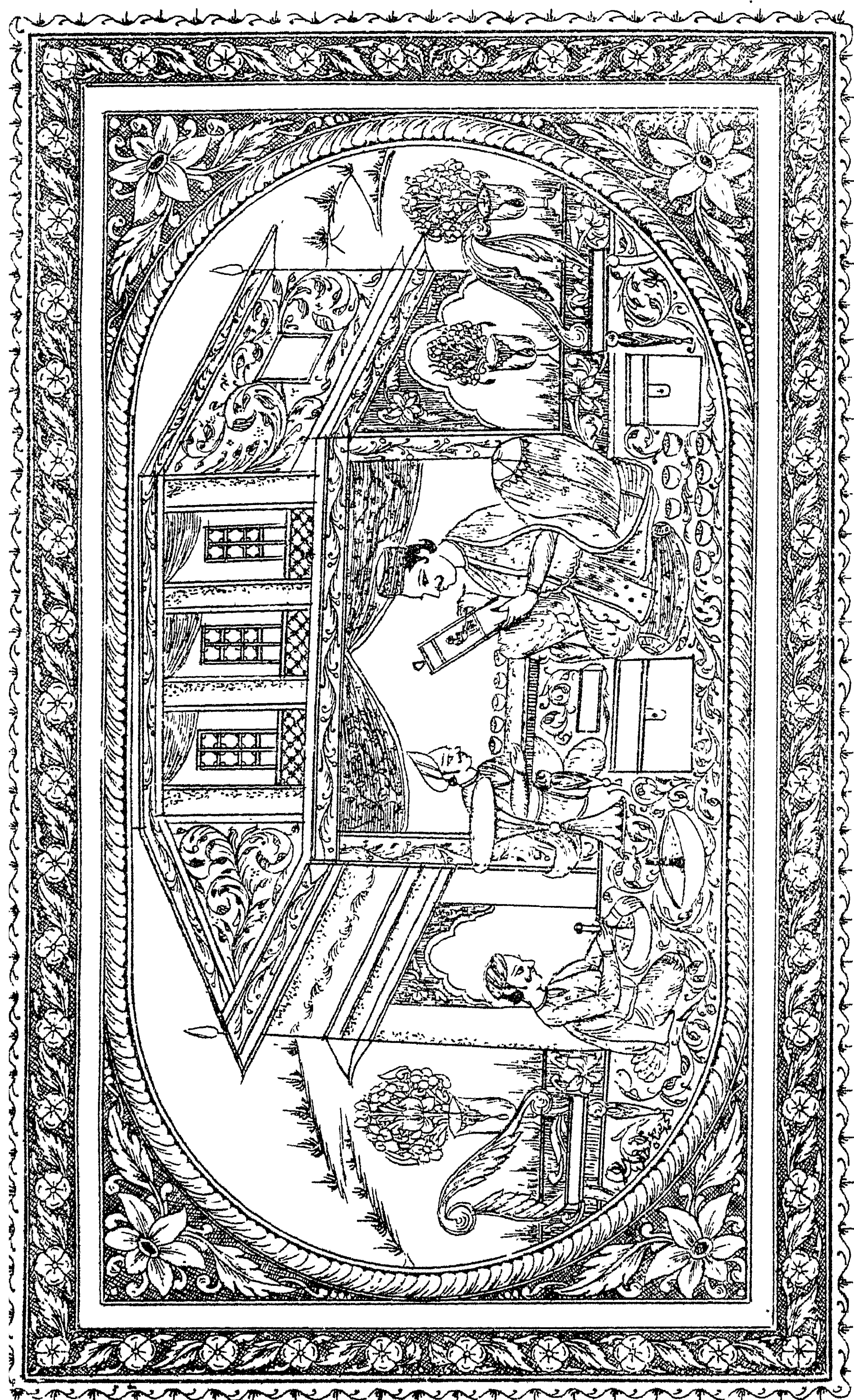
اِک آلہ ہی چکر لقب اونکی پاس
جو دستار پر رکہتی ہین بی ہراس

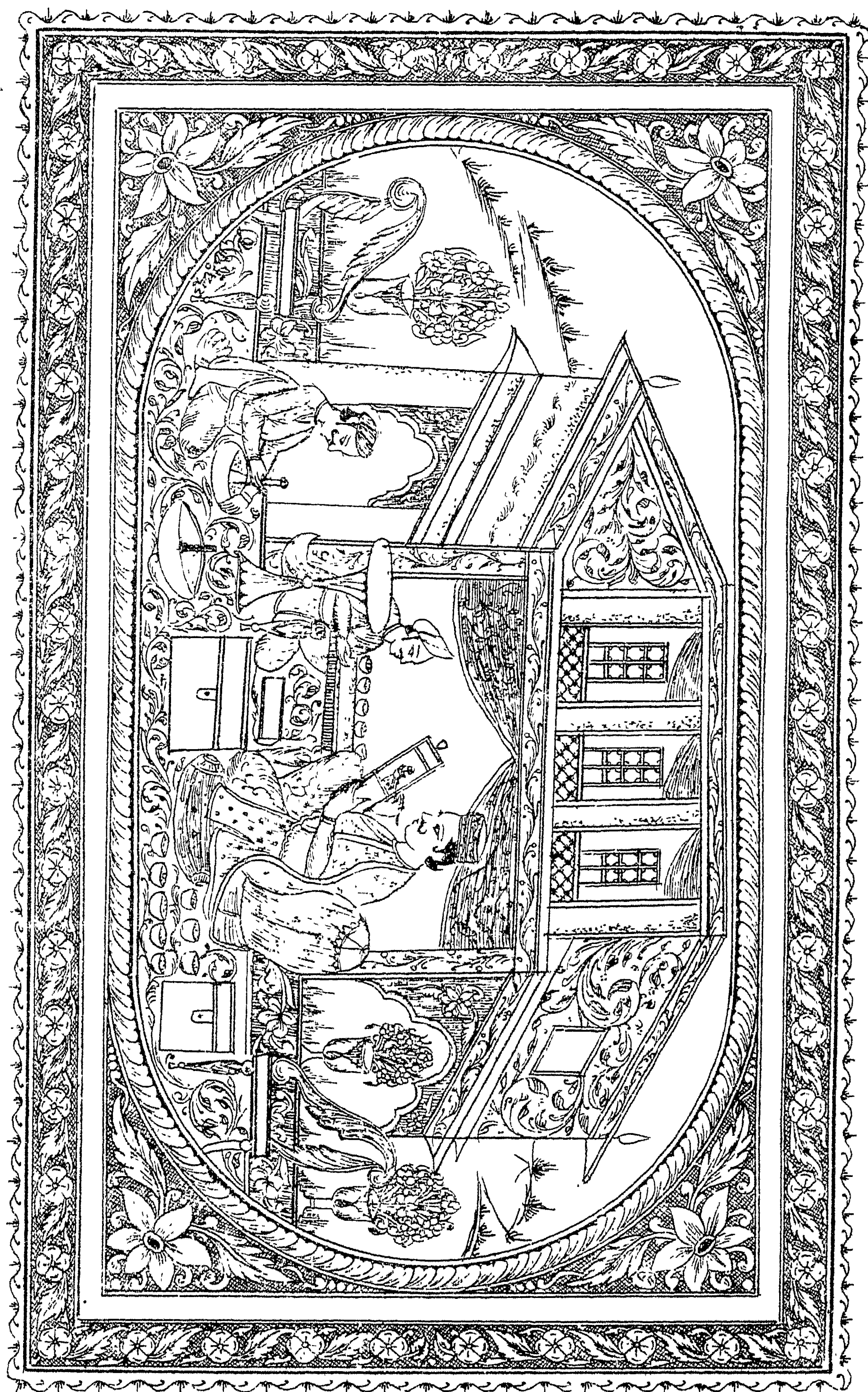
پھر اکر اوسی پھینکتے ہین جدھر
کلہ وار اوڑتے ہین اعدا کی سر

غرض مہربانی سی بھگوان کی
نہین فوج کی ہی یہان کچھہ کمی

ہی تیار میری بھی فوج و سپاہ
کرو جنگ آغاز ای بادشاہ

اِسی عزم پر ختم ہی گفتگو
چلی تیغ باہم بس اب دو بدو





روانہ کرنا سفیر کو نامہ دیگر

رقیمی مین لکھکر یہ ساری پیام
دیی پیک کو با شکوہ تمام

پھر اوس سے کہا اب روانہ ہو تو
سوی شاہ تیمور پکار جو

وہ لیکر اوسے اور کر کی سلام
چلا برق سان قاصد تیز گام

گیا لشکر شاہ مین جلد تر
ہوا پھر وہ حاضر در خیمہ پر

اوٹھا عرض بیگی اوسی دیکھکر
وزیر الممالک کو دی تا خبر

غرض اوسکی خدمت مین ہو کر رسا
اور آداب معمولی لا کر بجا

یہ کی عرض اوسنے کہ عالیجناب
لی آیا خط شہ کا قاصد جواب

وہ ہی حاضر باب دولت سرا
ہوا اب حکم جو اوسکو لاؤن بجا

وزیر الممالک نے اِس عرض پر — دیا حکم لاؤ اوسی جلد تر
جو پہنچا اوسے حکم حاضر ہوا — کیا بہر بیان لب بر ماجرا
رقیمہ دیا اور کہا یہ پیام — کہ ہی جنگ جو راجہ لا کلام
طبیعت مین اوسکی ہی کینہ بھرا — نہین ہی بجز جنگ کچھ چاہتا
اوسی شاہ سی جنگ منظور ہی — یہی خط مین بھی اوسکی مسطور ہی
وزیر الممالک نے جب یہ سُنا — اور اوس نامہ کو کھولکر سب پڑھا
ہوا خشمناک اور بجوش غضب — کیا اپنا رخش سواری طلب
معِ نامہ اوس پر وہ ہوکر سوار — چلا جانب خیمہ شہریار
وہ خیمہ مین دربار کی پہنچا جب — کہا عرض بیگی سی فی الفور تب

کرو شاہ کو میری جا کر خبر
کہ حاضر ہوا ہی وزیر انگر

خریطہ ضروری ہی اک اوسکی پاس
ہی مضمون اوسکا ضرور اساس

سنی شاہ نی جب یہ اوس سی خبر
ہوا تخت پر جلد تر جلوہ گر

ارا کین ہوی اس سے جو مطلع
ہوی آ کے دربار مین مجتمع

قرینی سے دربار جب بہر گیا
سلام اور مجرا ادا ہو چکا

وزیر الممالک پہر آ گی بڑہا
پی بوسۂ تخت شاہی جہکا

پس بوسہ پہر سر اوٹھا کر گیا
نمیقہ وہ پیش شہ ذو العلا

اوسی کہولکر جبکہ شہ نی پڑہا
غضب سی ہوا سرخ رخ شاہ کا

دیا پہر یہ فرمان بفرط غضب
کہ فی الفور ہو فوج تیار سب

نہ ہرگز کری کچھہ توقف سپاہ / اسی وقت جاوی سوی رزمگاہ

بہت جلد ہان اب بجی طبل جنگ / نہو اسکی تعمیل مین کچھہ درنگ

سُنا پر غضب شہ کا جب یہ کلام / اوٹھی رزم کی منتظم بس تمام

روانہ ہوئی وان سی باخشم و طیش / کرین تا کہ آرایش جنگ و جیش

گئی اپنی خیمہ مین دونون وزیر / کرین کام تا حسب رای منیر

ادہر خانخانان نی بس بیدرنگ / دیا حکم کل فوج کو بہر جنگ

کہا پہر نہین دیر ہی کچھہ یہان / بس اب دم مین لیتی ہین ہندوستان

ادہر بہیجا پیغامبر بی ہراس / وزیر الممالک نی راجہ کی پاس

کہی جا کی تا اوس سی وہ یہ پیام / کہ کر زود تر جنگ کا انتظام





خبردار ہوا اس سی ای کینہ خواہ | کہ تیار ہے رزم کو فوج شاہ

فدا جان کرنیکو بی اشتباہ | گئی فوج شاہی سوی رزمگاہ

سپاہ اپنی بھی بھیج تو زود تر | نہ تاخیر دم بھر کی اب اسمین کر

کری لشکر شاہ سے سامنا | دکھاوے شجاعت کو اپنی ذرا

یہ مضمون جب نامہ بر سن چکا | سوے شہر فوراً روانہ ہوا

گیا آگی راجہ کے جب نامہ بر | کہا فوج کو حکم دی زود تر

سوے رزمگہ ہو بسرعت روان | تو کر لشکر شاہ سی جنگ وان

بہم زود تر جنگ ہو ویدو | ہو پامال اقبال شاہی عدو

ظفر یاب ہو شاہ عالی مقام | رہی ہند مین دین احمد مدام

یہ پیغام راجہ سی لیکر سفیر
سوے لشکر شہ ہوا راہ گیر

در شہ پہ جا کر ہوا عرضہ گر
کہ ہو شاہ آمادہ اب رزم پر

یہ تہورا بھی ہی شاہ سی جنگخواہ
مع فوج ہی رو سوے رزمگاہ

روانہ ہونا شاہ کا پی رزم

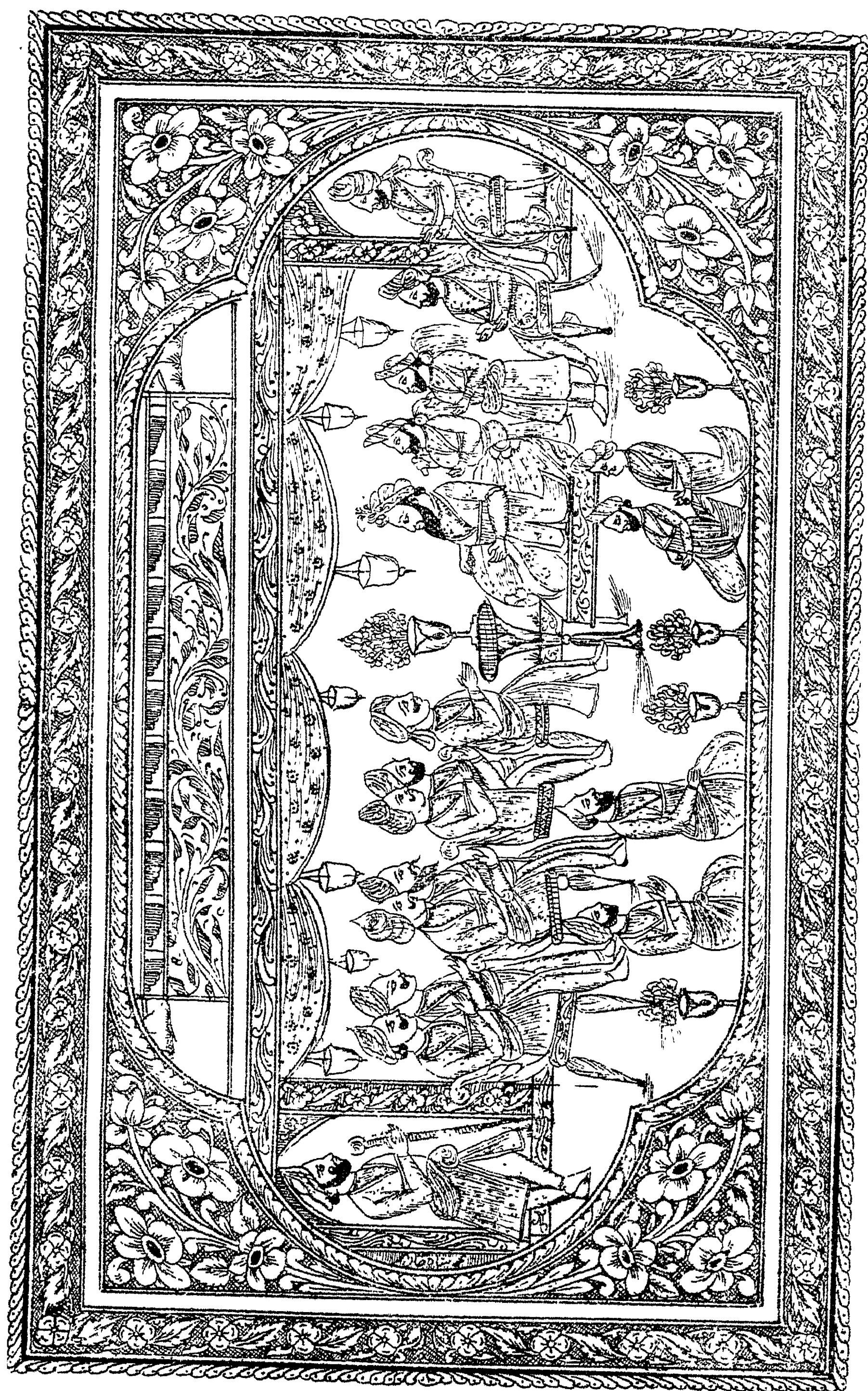
یہ مضمون سنکر شہ نامور
اوٹھا جنگ کرنی بصد کر و فر

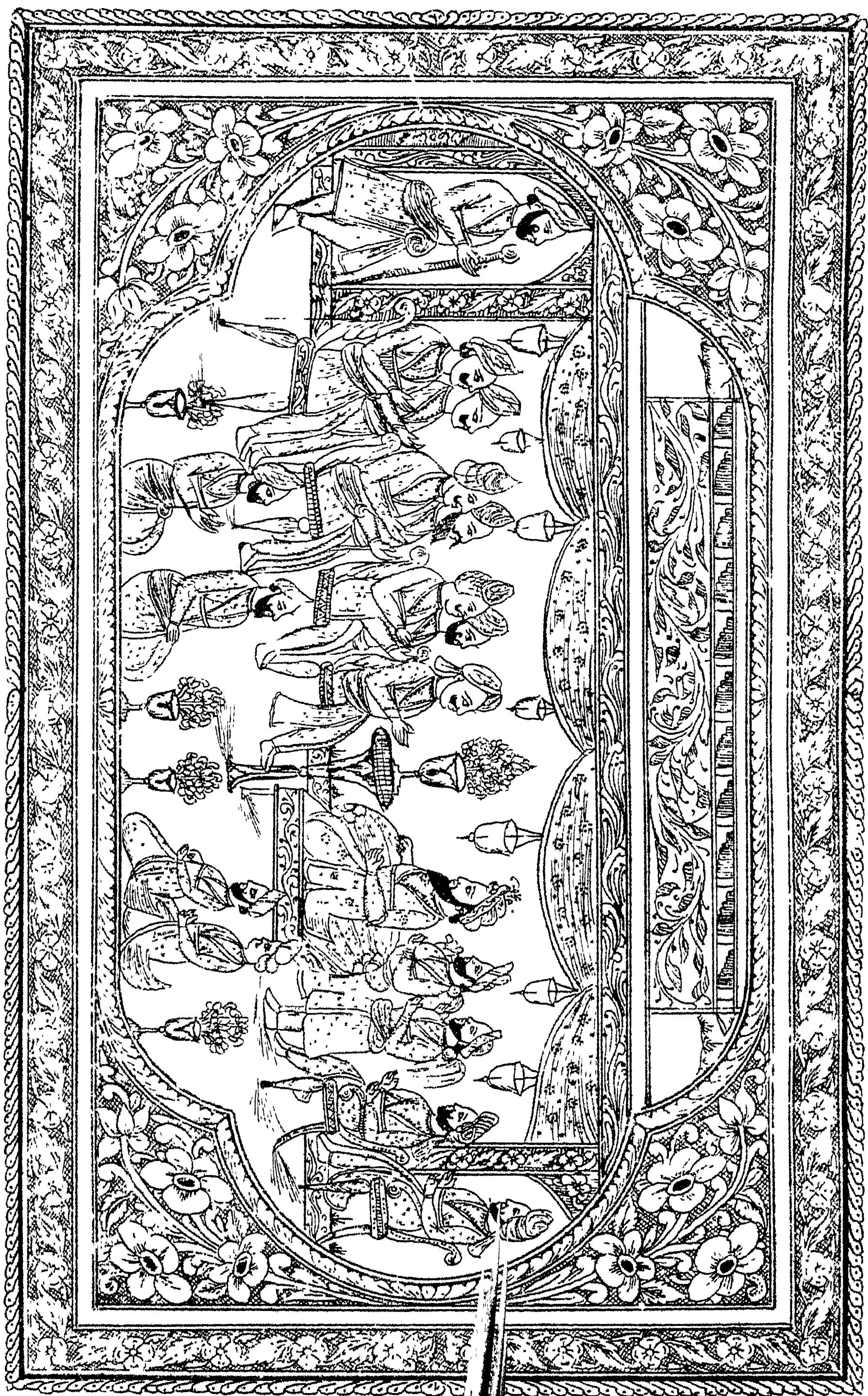
ہوا فیل پر بادشہ تب سوار
بشوکت بعظمت بعز و وقار

وہ لشکر کی جو تھی پیادی سوار
دلیر و شجاع و تہور شعار

کھڑی مستعد تھی پی کارزار
دو طرفہ قرینی سی باندھی قطار

نظر آیا وہ فیل شہ اونکو جب
سلامی لگی دینی با صد ادب





میانون سی لین سب نی تیغین نکال   برای سلامی بعز و جلال

بآئین شاہی براہ ادب   جھکائی پہریری نشانونکی سب

ہوئین توپخانی سی توپین بھی سر   گیا شور جنکا سر چرخ پر

سلامی کی باجی بھی ایسی بجی   کہ ہوش عدو کچھہ نہ باقی رہی

یہ آئین شاہی ہوی جب ادا   سوی رزمگہ لشکر شہ چلا

ہوی ایسی تیزی سی وہ رہ نورد   کہ اوٹھکر ملی جا کی گردون سی گرد

پہنچکر وہان بی ہراس و درنگ   صفین باندہکر جم گئی بہر جنگ

لگی دیکھنی پہر وہ دشمن کی راہ   کہ کب آتا ہی لیکی اپنی سپاہ

بس اک دم مین راجہ بھی لیکر سپاہ   ہوا بی خطر وارد رزمگاہ

کھڑا ہو کی میدان مین بیدرنگ — ہوا شور کر کی طلب گار جنگ

مقابل مین شہ کی کیا خود قیام — لڑائی کا پہر جلد بہیجا پیام

آغاز جنگ

غرض دونون جانب بجا طبل جنگ — لڑائی کا بس جم گیا خوب رنگ

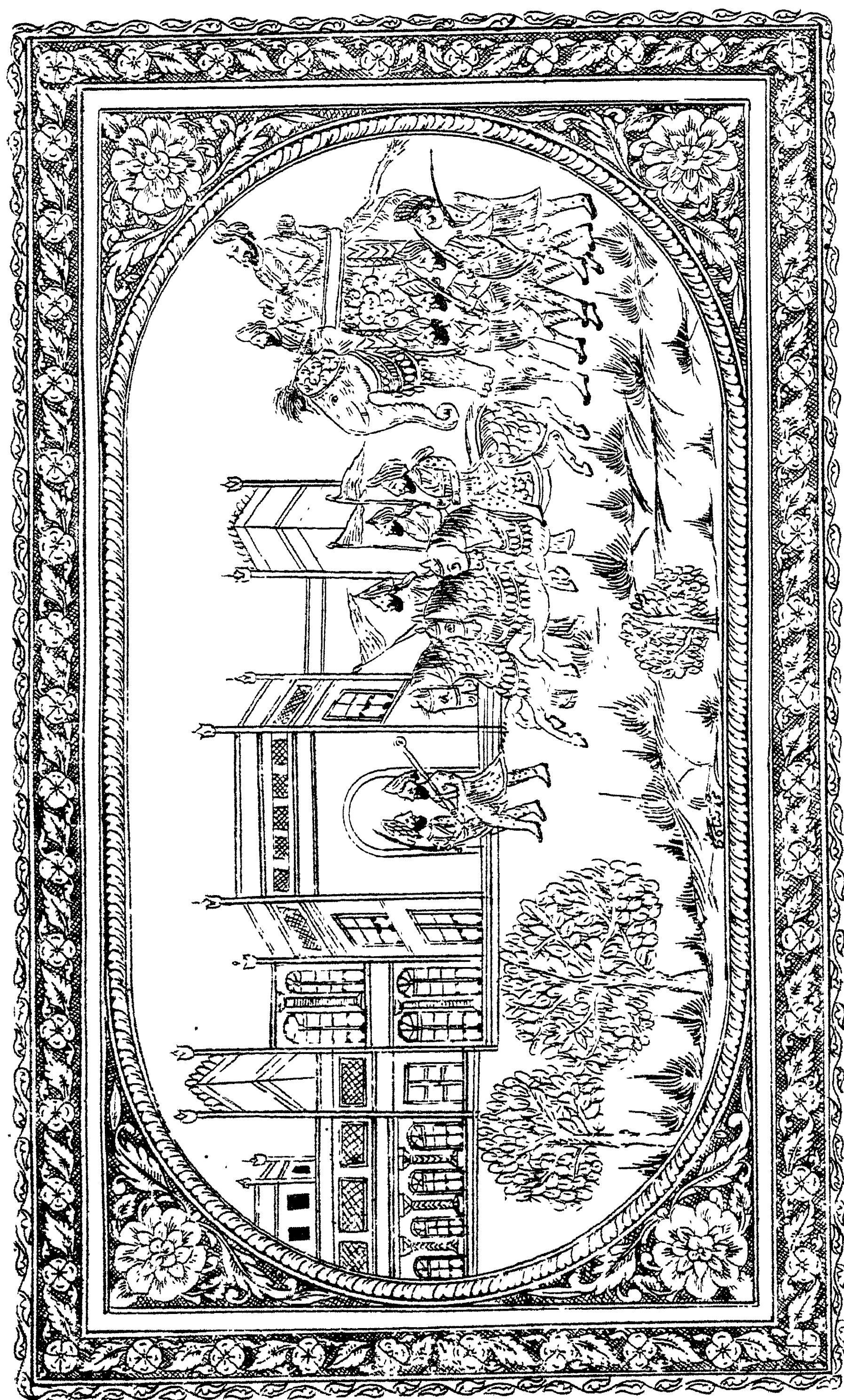
سپہدار لشکر نی دی جب کمان — ہوا مایل اوج جنگی نشان

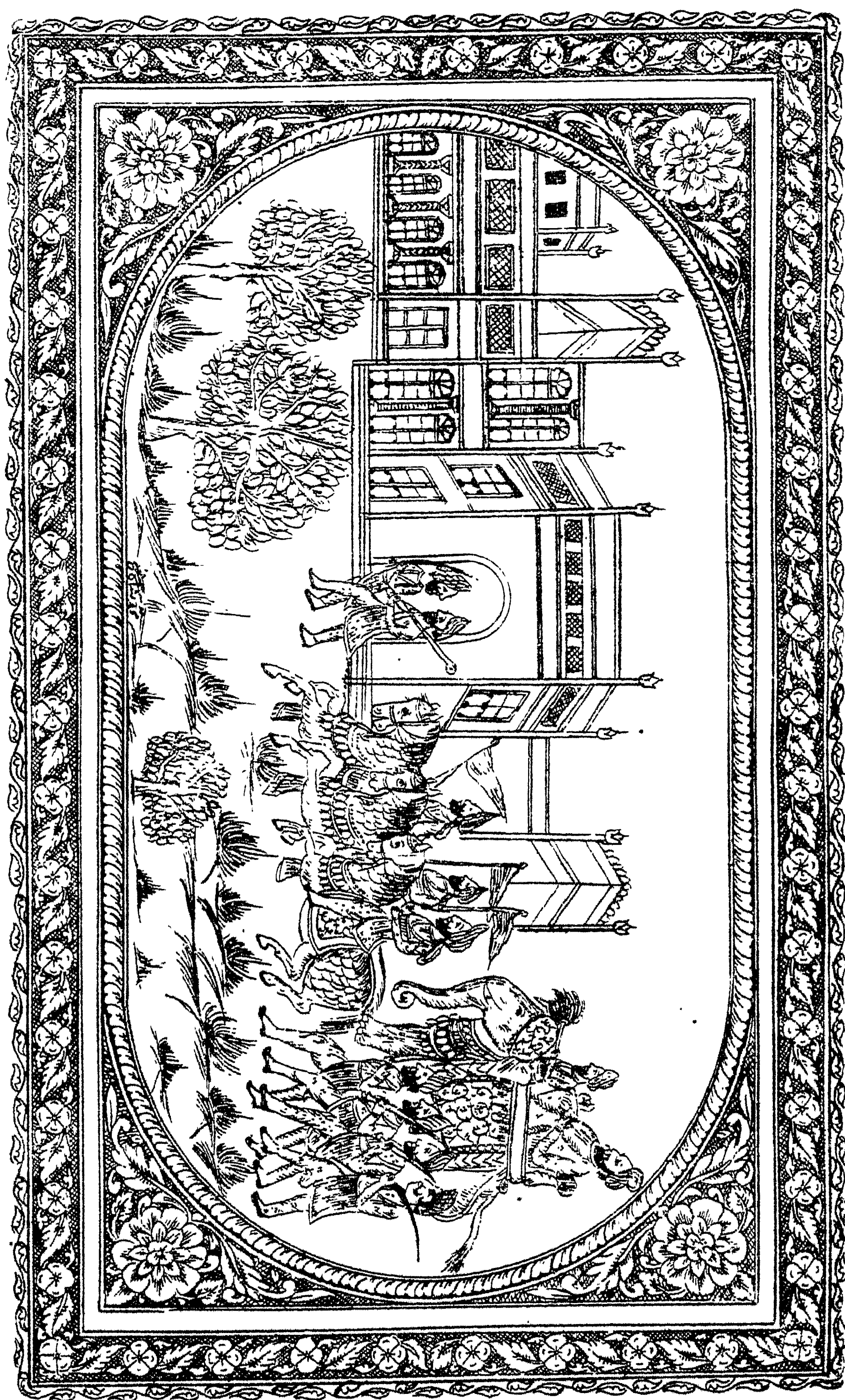
ہوا وسط لشکر مین جب وہ عیان — نگاہین ہوئین اسکی سب مدح خوان

چمک اوسکی پرچم کی تیز ایسی تہی — کہ چشم مہ و خور جہپکنی لگی

جو دیکہا اوسی پہر تو فوراً سپاہ — چلی اوڑہی جانب رزمگاہ

لگی جنگ کی باجی بجنی بہی سب — ہوئی فوج دشمن بہی سرگرم تب





غرض بڑھ کی دونون طرف سے سپاہ
مقابل ہوئی اور ہوئی رزم خواہ

مقابل مین آگی پیدل سوار
لگی کرنے تیر اور تفنگونکی وار

سوارون نی پھر حملہ ایسا کیا
کہ ترک فلک نے کہا مرحبا

پیادی بھی بس ہو کی سینہ سپر
لگے مارنی گرز و تیغ و تبر

چلی پھر تو تلوار ایسی وہان
کہ ہر سو ہوا خون کا دریا روان

جہان تک وہان تھا نگہ کا گذر
بس آتا تھا کشتونکا تودہ نظر

زد و ضرب سے نیزونکی بھی وہان
تھا سینون سی فوارہ خون روان

اسیطرح خنجر چھری اور کٹار
حریفون کا کرنے لگی تن فگار

غرض ہر طرف اہل اسلام کی
سر بت پرستان اڑانی لگے

ہوا جو مقابل نہ جانبر ہوا
اجل کی نہ پنجی سے باہر ہوا

پٹھورا کی بھی لشکری بیدرنگ
چلانی لگی تیغ و تیر و تفنگ

چلی ہند کی تیغ بھی لینی جان
اجل کی دکہاتی ہوی شکل و شان

سکھون نی بھی بھینکی سوی فوج شاہ
وہ چکر جو رکھتی تھے فوق کلاہ

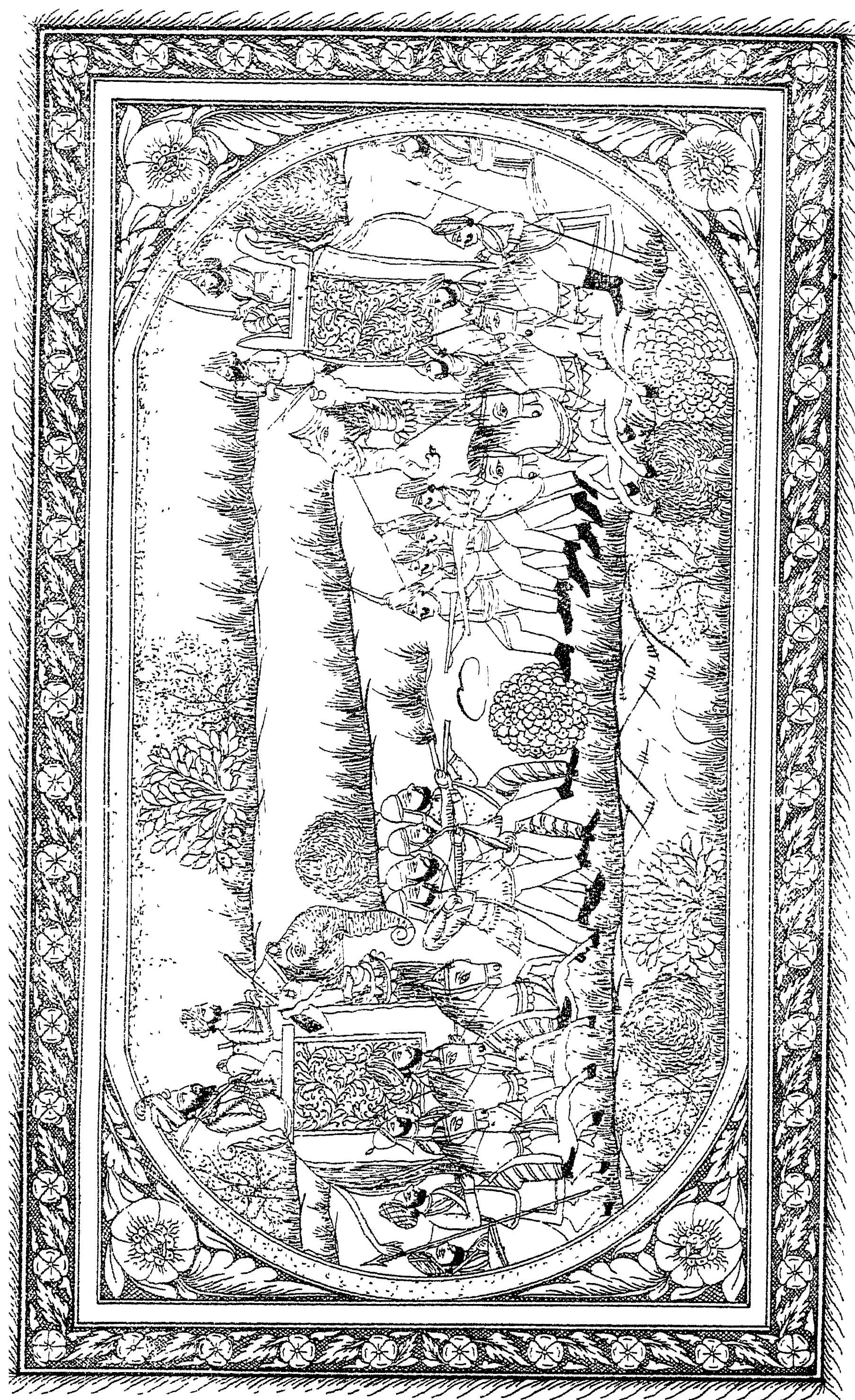
وہ ہرچند تھا آلہ جانستان
ادہر تھا مگر فضلِ حق پشتبان

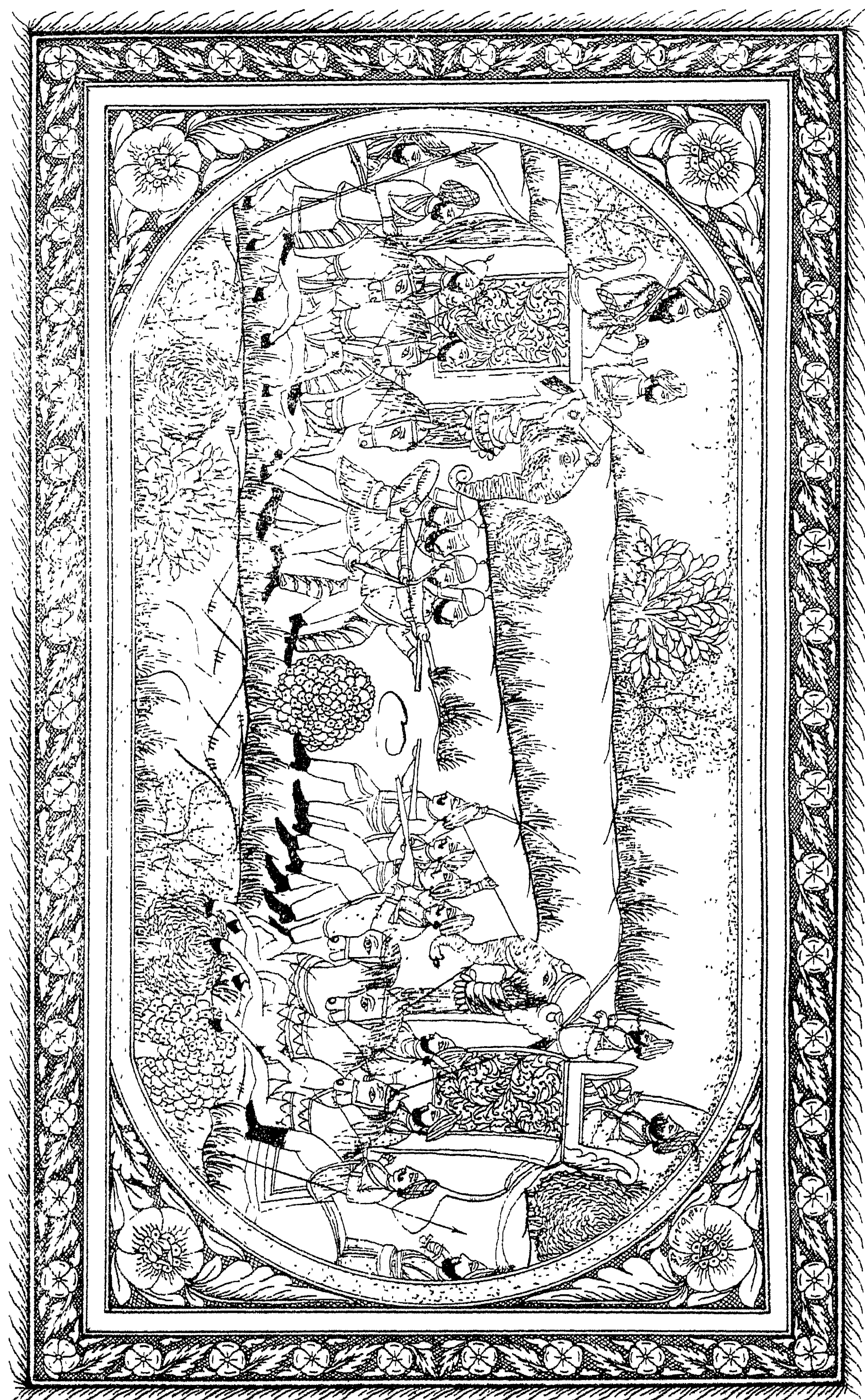
بندیلونکی بیڑے تہور شعار
بڑہی لیکی بندوقین سب توڑ دار

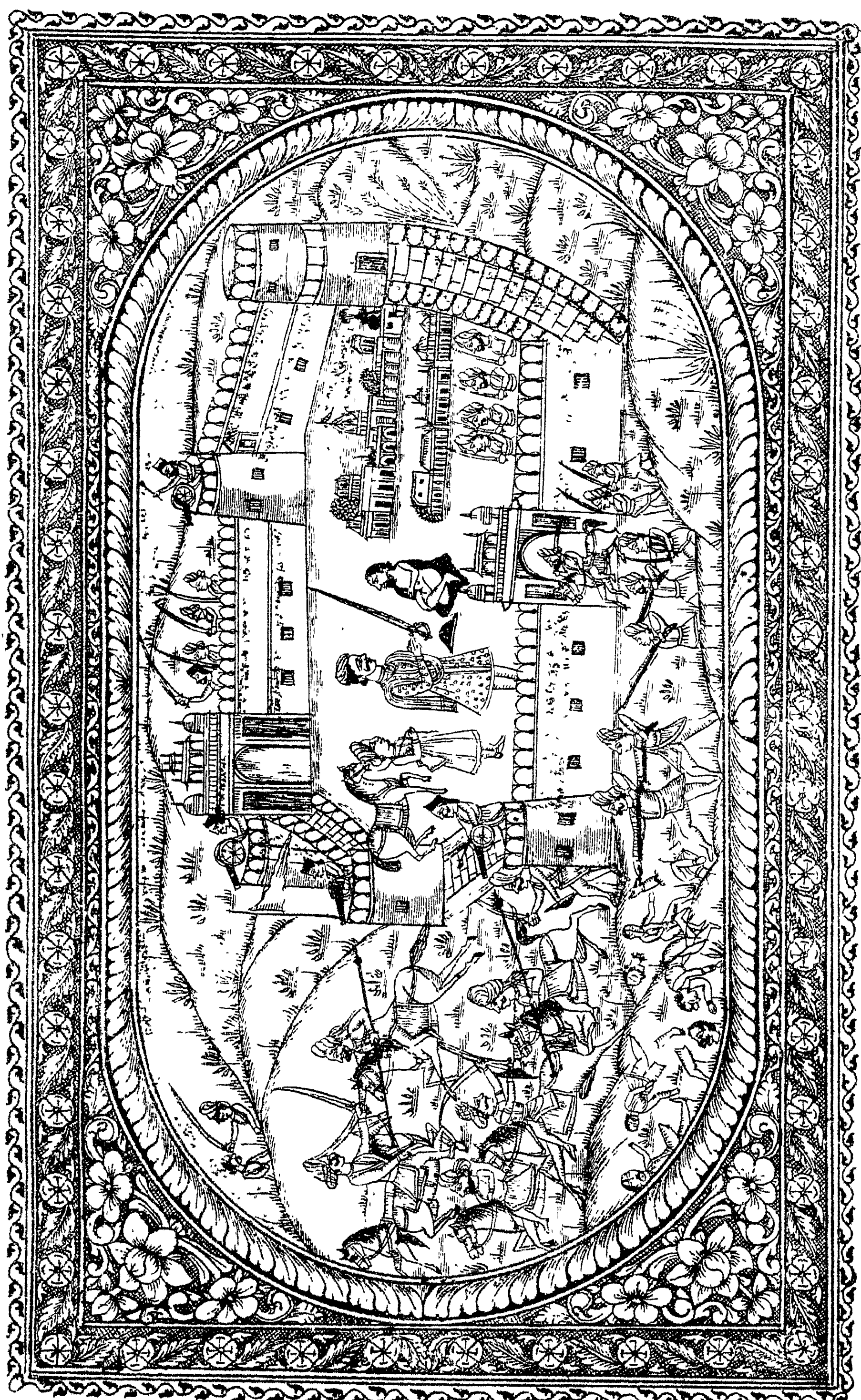
پیاپی لگے مارنی گولیان
نکلتی تھین جو توڑ کر استخوان

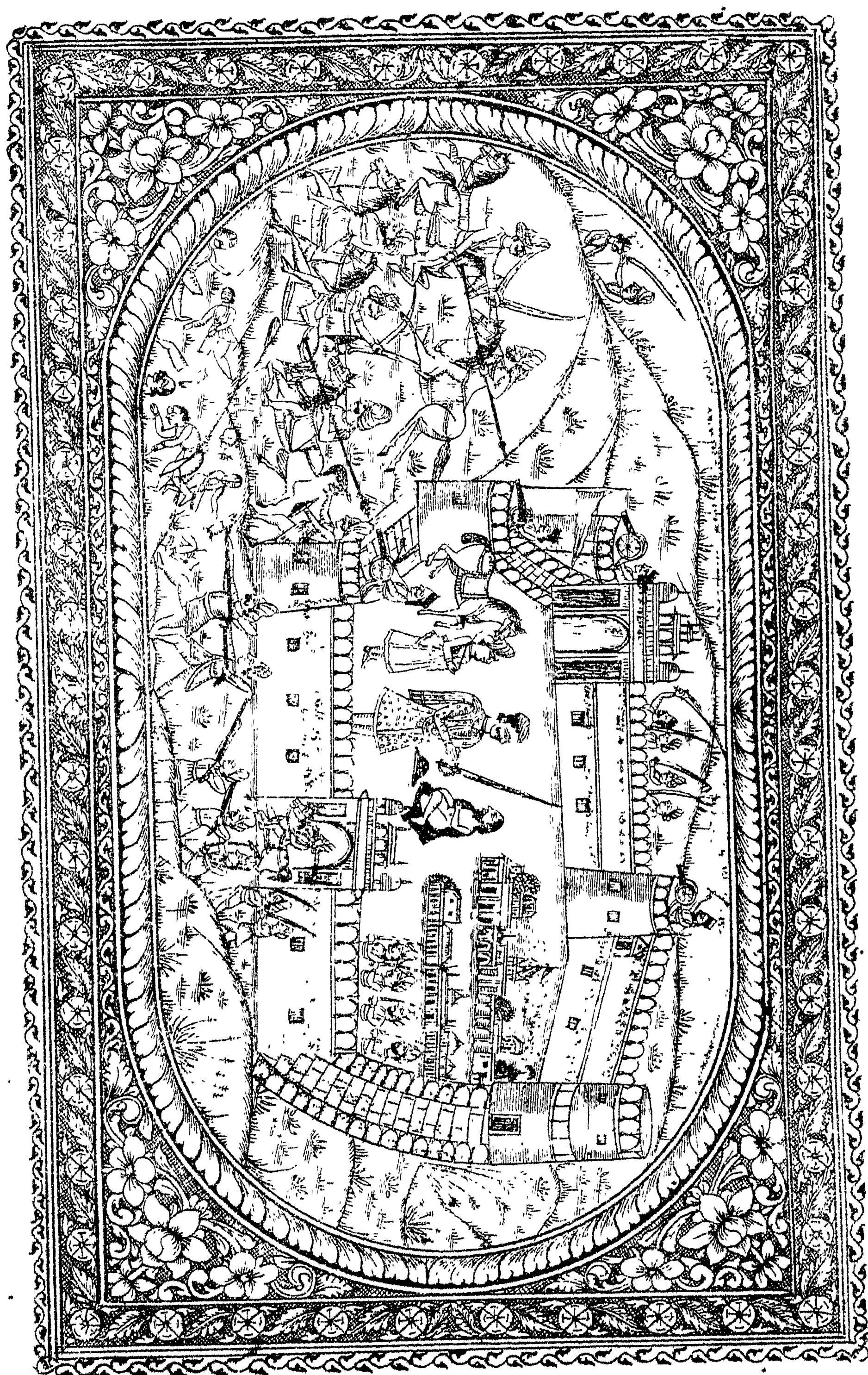
سوا استخوان توڑنی کی وہان
ہر اک گولی لیتی تہی دو کس کی جان

ہوی ہر دو جانب سی توپونکی فیر
کہ کرلی ہر اک کس نی محشر کی سیر









بڑہی راجپوتونکی شبدیز جب | اوٹھائی سمند اپنی ترکون نی تب
مقابل بہم ہو کی کی سخت جنگ | ہوا قافیہ زیست کا جس سی تنگ
تلنگون کی تہی باڑ وہ قہر کی | کہ لشکر پہ راجہ کی جب پڑتی تہی
ہزارون ہی کفار ہو کر فنا | سقر کی طرف ہوتی تہی رہ گزا
غرض اسطرح سی پیادی سوار | رہی محو ہنگامہ کارزار
ترقی لڑائی کو تہی ہر گہڑی | اجل سامنی تہی ہر اک کی کہڑی
تتاری و ایرانی تہی وان جو فوج | رہی جوشزن جنگ مین مثل موج
نہ ہرگز ہٹی رزمگہ چہوڑ کر | اوڑاتی رہی بت پرستونکی سر
نہ جب تک ہوئی ہندوونکی شکست | ہوئی جنگ سی ونکی ہمت نہ پست

بہت جانفشانی سی ہر کس لڑا | رہا آخرِ معرکہ تک اڑا

ظفریاب ہونا شاہ تیمور کا

غرض جب بتائیدِ فضلِ الہ | عیان ہو چلا غلبۂ فوج شاہ
پہتورا کا بس مٹ گیا و لولا | فرار اوس کا لشکر بہی ہونی لگا
لی جب فوج اوسکی نی راہ فرار | تب افواج نی شہ کی پکڑا قرار
گریزان ہوئی فوج کل اوسکی جب | مقید ہوا وہ بد اندیش تب
بجا فوج مین شہ کی طبل ظفر | ہوا شاد اوس فوج کا ہر بشر
دیا شہ نی پہر حکم یہ صاف صاف | کہ ہان فوج کو لوٹ ہی اب معاف
غنیمت کا جو مال جسکو ملی | عطا ہمنی اوسکو کیا سب اوسی

پس اس حکم سے لوٹ کر خوب مال
ہوے سب وہ خوش وقت و آسودہ حال

حراست میں پھر لیکی دشمن کو شاہ
گیا شہر میں باہمہ عز و جاہ

جہان راجہ کی تخت گہ تھی وہان
ہوا تخت پر شاہ جلوہ کنان

ہوا شاہ جب تخت پر جلوہ گر
پیاپی ہوئین قلعہ سے توپین سر

ہر اک سمت نقار خانے جو تھی
وہان دہوم سے شادیانے بجے

سنی خلق نے توپ کی جب صدا
در شہ پہ ہر شخص حاضر ہوا

امیر و وزیر و ارکین تمام
لیے نذر آئے بصد احتشام

پتھورا کی تھی راجہ جو زیر دست
ہوے حوصلے اونکے بھی سارے پست

وہ آخر بصد عجز نذرین لیے
اطاعت کی حلقے مین داخل ہوے

در دولت شاہ پر آن کر — گذارا زر نذر پیش نظر

جواہر کی لائی تھی جو کشتیان — رکھین پیش اورنگ شاہ زمان

غرض پیش کش کر کی نذر و نثار — جو لائی تھی ہمراہ وہ نامدار

ہوی ایستادہ صفین باندہ کر — حضور شہ صاحب کر و فر

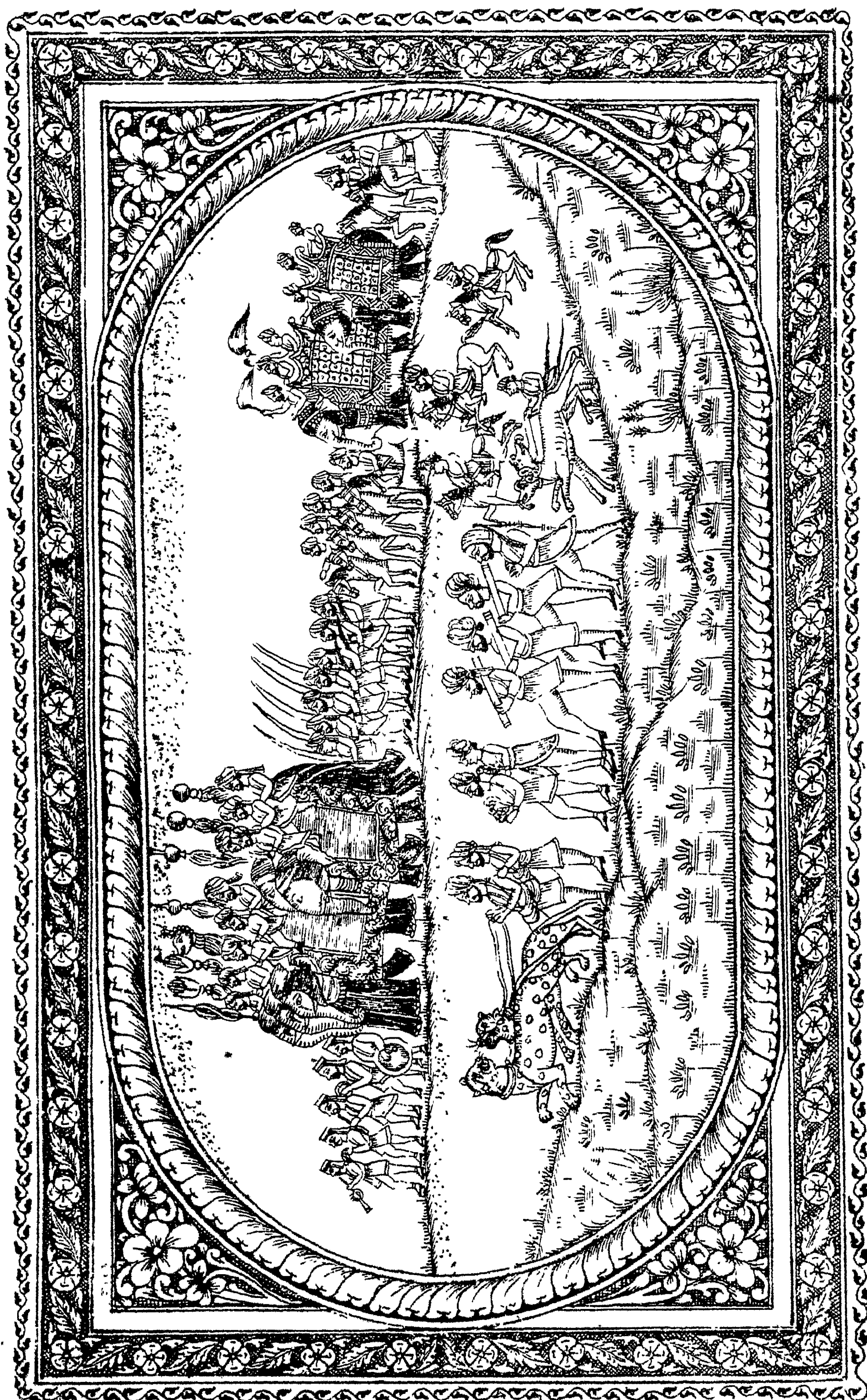
بصد عجز مہر اپنی ملکو نکی سب — ہوی دست بستہ معافی طلب

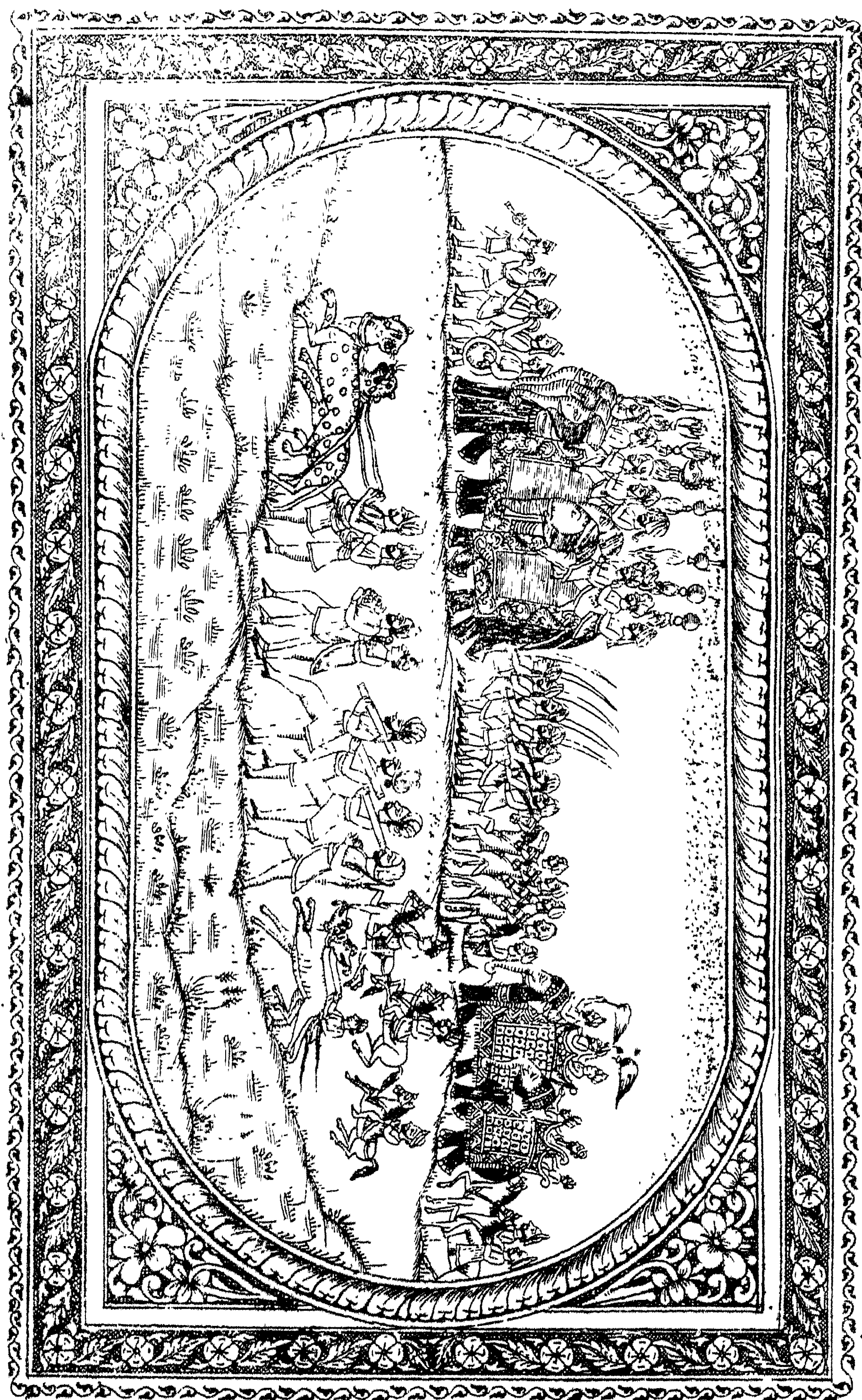
یہ سنکر دیا شہ نی حکم نشست — ہوئی جس سی و اونکی دلکی شکست

ہوا یہ بھی ایما کہ جاہ و جلال — ہر اک راجہ کا خوب کر کی خیال

معین ہو ہر اک کی جای نشست — مطابق مراتب کی بالا و پست

جلودار حسب اس حکم کے — بموقع ہر اک کو بٹھانی لگے





بجالا کی مجرا ہر اک نامور ۔ بجاے مسین ہوا جلوہ گر

جشن فتح کرنا بادشاہ کا

جب اِس طرح دربار شہ کا ہوا ۔ دیا شاہ نے حکم پھر جشن کا

یہ فرمایا شہ نے وزیرون سے تب ۔ مہیا ہو سامان جشنِ طرب

کہ دہلی مین ہو جشنِ نصرت شروع ۔ کہ و مہ ہون ساری بعشرت رجوع

وزیرون نے ارشاد یہ شاہ کا ۔ اُسی دم کیا مشتہر جابجا

یہ سنتی ہی مژدہ صغیر و کبیر ۔ درِ شاہ پر آئی برنا و پیر

رعایا سپہ اور اہلِ ہنر ۔ ہوی مجتمع ساری آن آنکر

ہر اک اپنی موقع قرینی کی جا ۔ بصد شادمانی ہوا جاگزا

یہ جب جم چکی بزم عشرت تمام — ہوئی رقص و نغمہ کی پھر دھوم دھام

لگی بجنے بس دلربا اور چنگ — کہیں بین بجنے لگی بیدرنگ

کسی سمت چھیڑا گیا جو ستار — دل سامعین ہو گیا بیقرار

اوٹھی ساز و قانون سی جو نوا — ہوئی مثل ہی رہزن ہوشہا

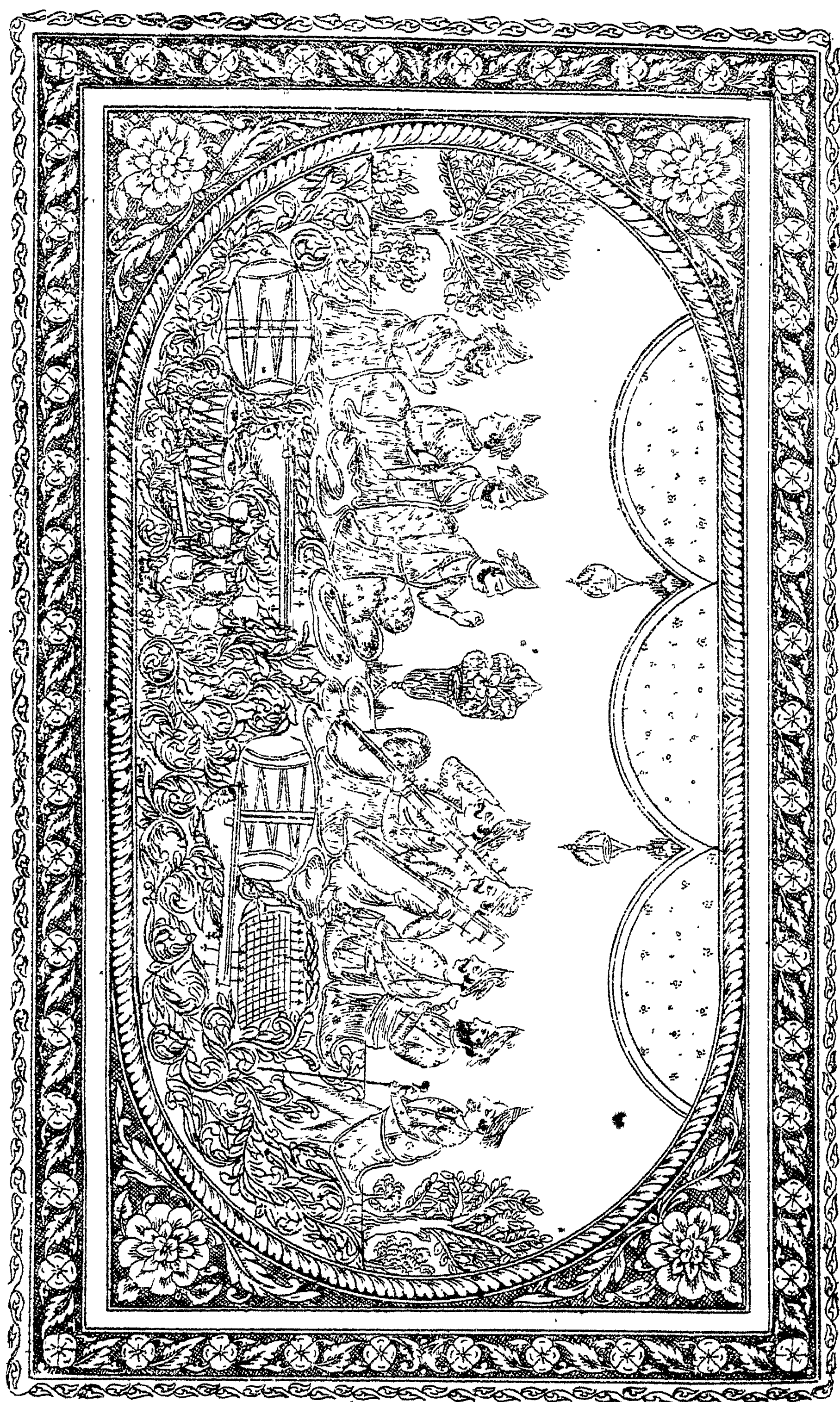
اوٹھی اس ادا سی صدای رباب — کہ باقی رہی کچھ دلون مین نہ تاب

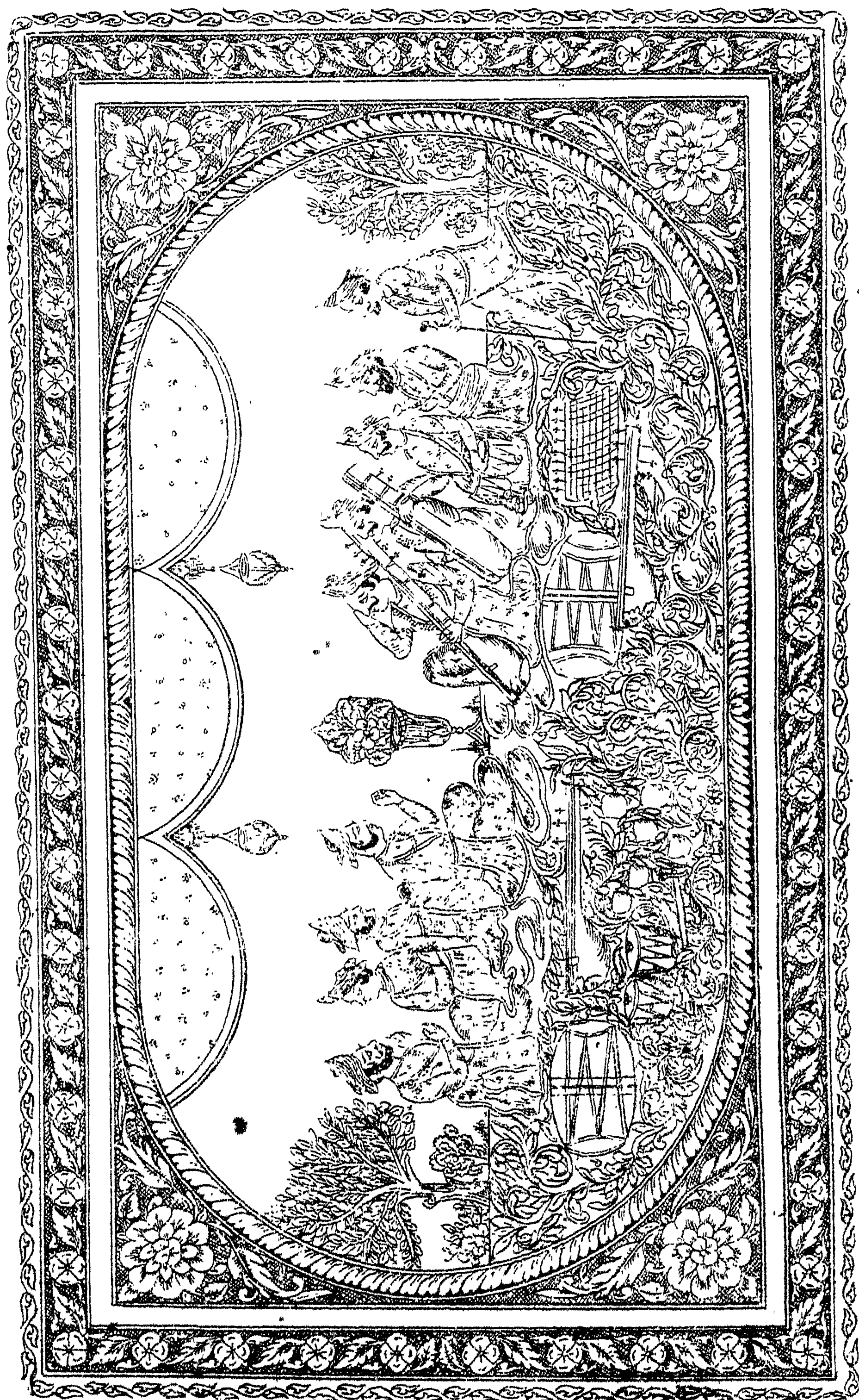
گمکنی لگی ایسی مردنگ ان — کہ مجلس ہوئی ساری حیرت نشان

سرودی بھی لی کی اپنی سرود — روان انگلیان کرتی تھی مثل رود

سجن ادا طربون پر رکھکے ہاتھ — غزل گائی او چار بیت اونکی ساتھ

جو طنبوری تھی اونکی سر باندہ کر — کلاونت نظر کرتی تھی وقت پر





ملا کر ہر اک سُر مین صوت و صدا ۔۔۔ ہر اک تال پنچم پہ پہنچاتا تھا

جو گایا گیا ٹپا دھرپت خیال ۔۔۔ در و بام کو آگیا وجد و حال

غزل گا کی حافظ کی نغمہ سرا ۔۔۔ سبھو بی بتاتا رُت اوسکا تھا

جہان رقص کرتی تھی کشمیری وان ۔۔۔ تھی ایرانی بیٹھے نظارہ کنان

کہین بھگتیون کا تھا ازبس ہجوم ۔۔۔ پڑی ناچ گانیکی تھی اونکی دھوم

کتھک بھانڈ نقال دیدیکی تال ۔۔۔ دکھاتی تھی موسیقی کا سب کمال

دکھا کر کوئی ناچ سنگیت کا ۔۔۔ نمودار اپنا ہنر کرتا تھا

جو نقال نقلین وہان لاتی تھی ۔۔۔ مطابق وہ سب ہوتی تھین اصل کے

کہین بھانڈ بھی باندہکر اپنا غول ۔۔۔ بجاتی تھی سم تال سی خوب ڈھول

ہر اک طائفہ اپنا زورِ کمال | دکھاتا تھا محفل میں مثلِ جبال

جو تھیں کسبیاں خوبرو شہر کی | لگیں رقص کرنی پئے دلکشی

لگاتی تھیں ٹھوکر وہ جب تال پر | تو پس جاتی تھی سبکی دل تا جگر

وہ طبلی کی تھاپ اور گمک پائیں کے | زمین سی سپہر پر جاتی تھی

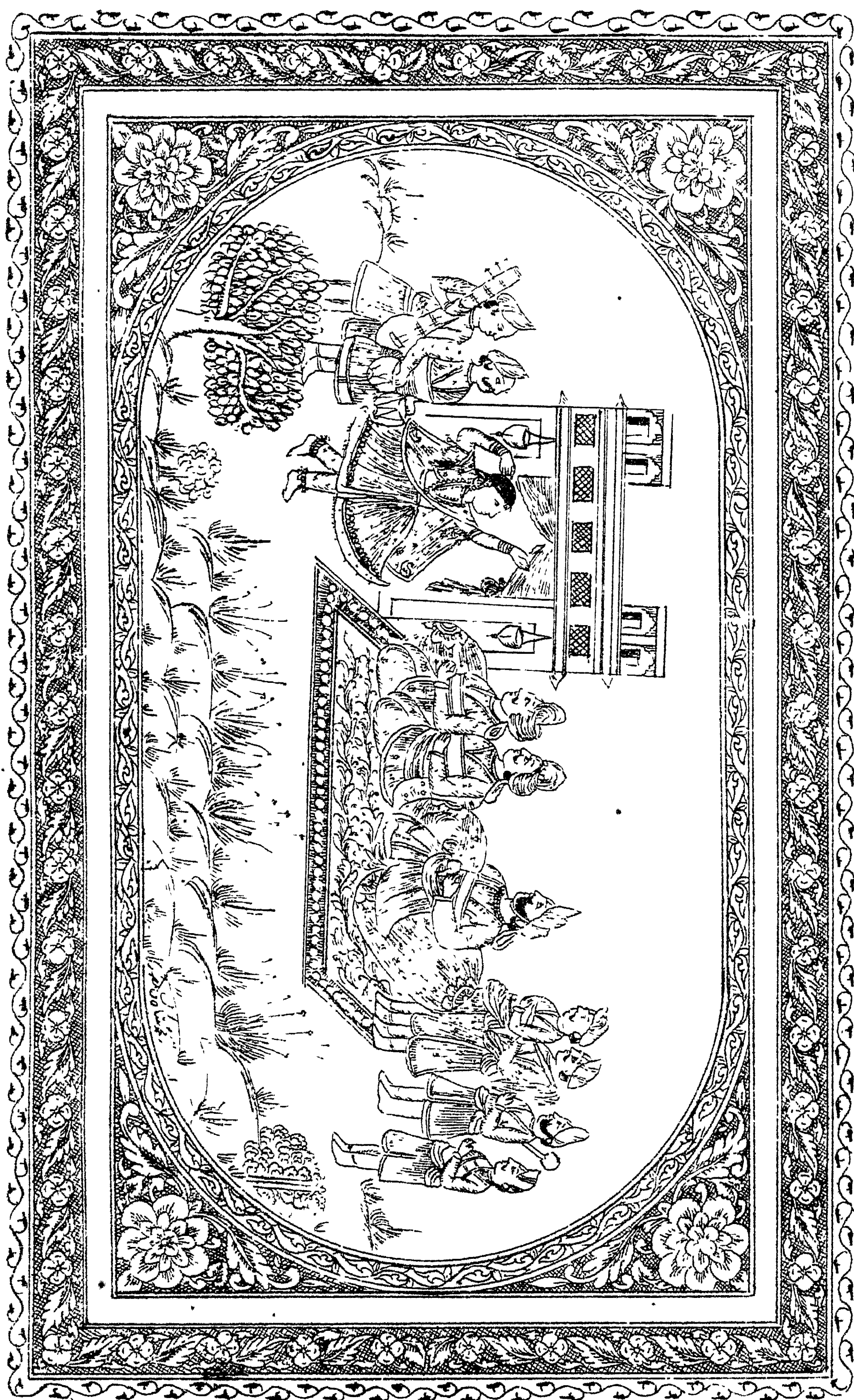
کھینچیں دون پر تھیں جو سارنگیاں | ملا کر صدا اونسی کل کسبیاں

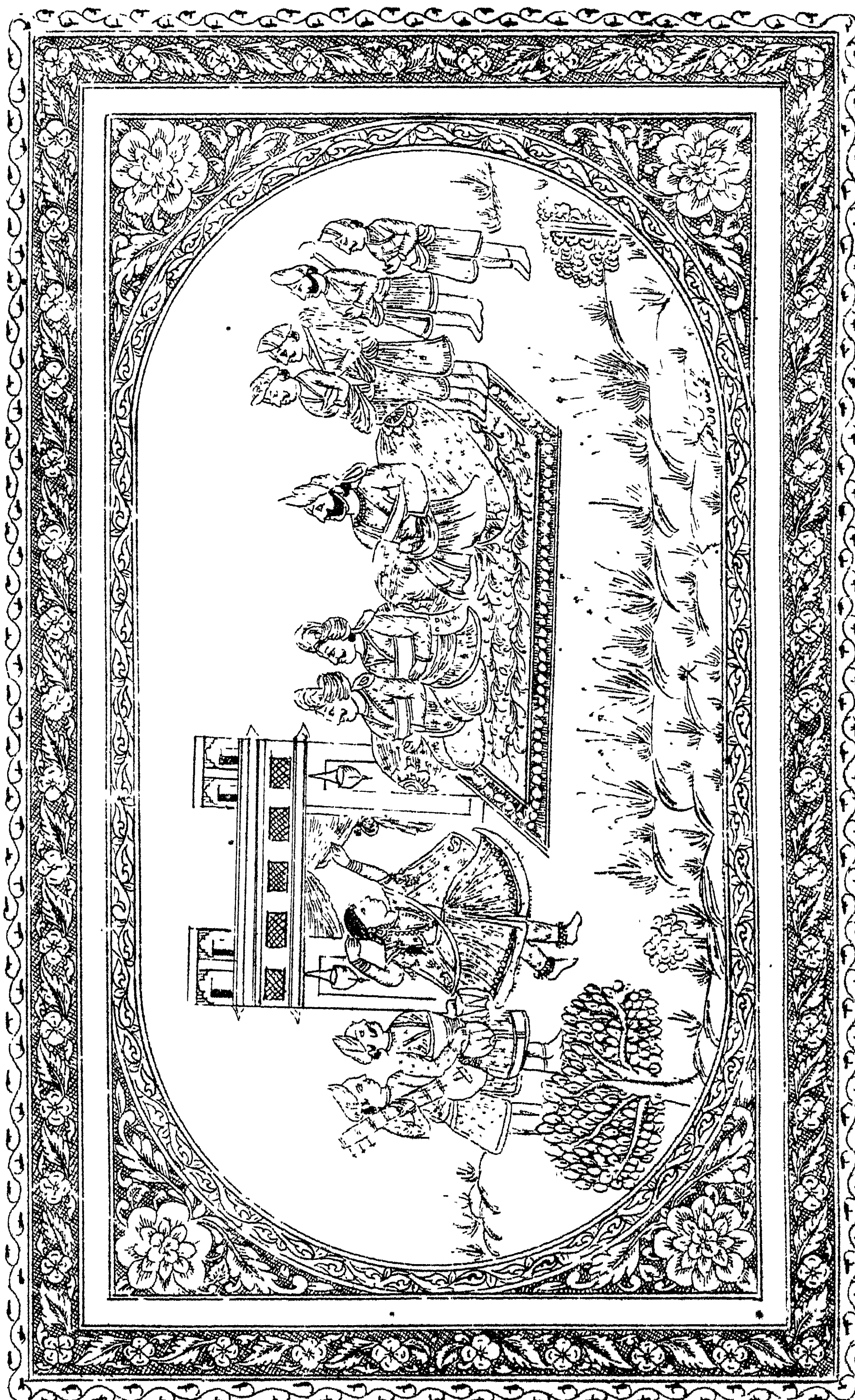
غزل اور ٹھمری بھی اور دادرا | جھمر اور کے سی گاتی تھیں باصدا ادا

لڑی گٹکری تھی زبس خوب تر | گلو میں تھی گویا کہ غلطان گہر

کھلی اور موندی کی بھی تھی طرفہ شان | تھی زیر و زبر جس سی ہر اک کی جان

کبھی کر کے گھونگٹ بناز و ادا | دکھا کر کبھی چہرۂ دلربا





دل اہل محفل کو کرکے طپان — بناتی تہین فی الفور سیماب سان

کبھی ڈالکر منہہ پہ زلف دوتا — دکہاتی تہین چہب تختی بانکی ادا

کبھی رخ کو انچل سی کرکی نہان — بلا کا کرشمہ تہین کرتی عیان

اشارسیی آنکہونکی تیر نظر — لگاتی تہین مشتاقونکی سینہ پر

کبھی ہاتہہ پر ہاتہہ رکھکر بناز — اولٹ دیتی تہین قلب اہل نیاز

کوئی سرمگین آنکہہ سی دیکہکر — اوڑا دیتی تھی ہوش اہل نظر

بتاتی تہین ابرو کی جنبش سی بہاو — لگاتی تہین عشاق کی دلپہ گہاو

او چہالین تہین ٹہوکر سی جب پیشواز — نظر آتا تہا عالم طرفہ ناز

وہ گت ناچتی تہین بطرفہ ادا — نرت کا بتانا بہی تہا دلربا

غرض یہ صنمہای ہندوستان
دکھا کر عجب عشوۂ دلستان

تھی تاتاری ایرانی جو پہلوان
اونہین کرتی تہین بیدم او نیمجان

ہر اک ہو گیا دیکھکر بیقرار
ہوا تیغ عشوہ سی ہر دل فگار

ہر اک فرط حیرت سی بت بنگیا
نہ کچھہ ہوش دنیا و دین کا رہا

کھڑا جو جہان تھا رہا وان اڑا
نہ پیچھے ہٹا اور نہ آگے بڑہا

تھا ہر سمت آوازۂ واہ واہ
نکلتی تھی ہر سینہ سی آہ آہ

جو بیٹھا تھا جس شان سی بس وہان
وہ تھا فرط حیرت سے تصویر سان

ہر اک شخص کی تھی بندہی ٹکٹکی
ہر اک آنکھہ بس رہگئی تھی کھلی

غرض رند و صوفی کا تہا ایک حال
ہر اک کو بندہا تھا خیالِ وصال

تھی تاتاری سب مست و مدہوش وان
یہ کہتی تھی دیکھا نہ ایسا سمان

رہا اس طرح جشن نوروز یہ
رہی جشن سی شاد بس کہہ او رمہ

عجب عشرت انگیز یہ جشن تھا
تھی شب تخت کی یا کہ دن عید کا

یہ تھا جشن جو مثل نوروز جم
کیا شہ نی وا آئین دست کرم

خزانی سی کل صرف اس جشن کا
ہر اک مستحق کو عنایت کیا

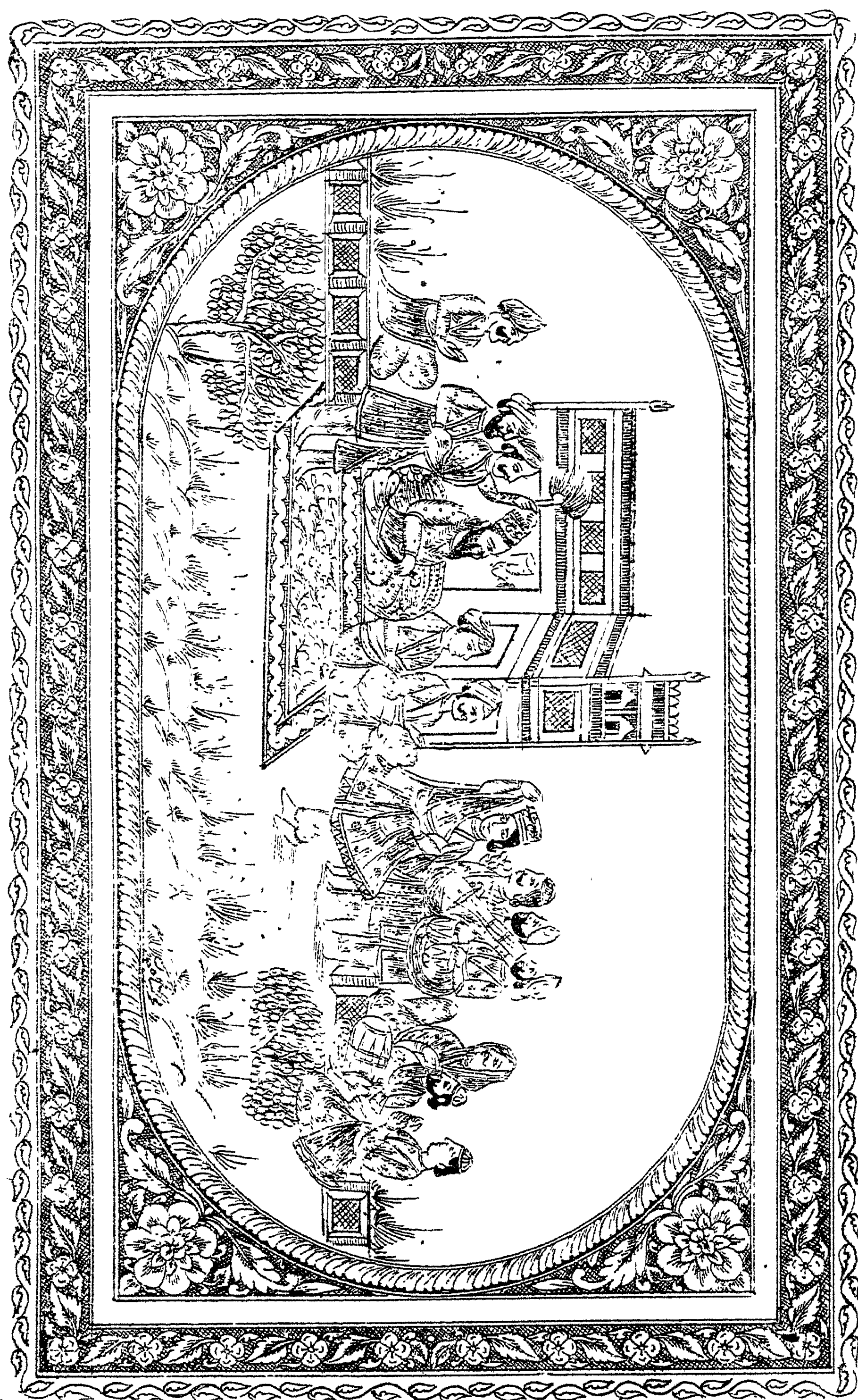
ار اکین کو تھین خلعتین وہ ملین
ثنا خوان ہوا جنکا چرخ برین

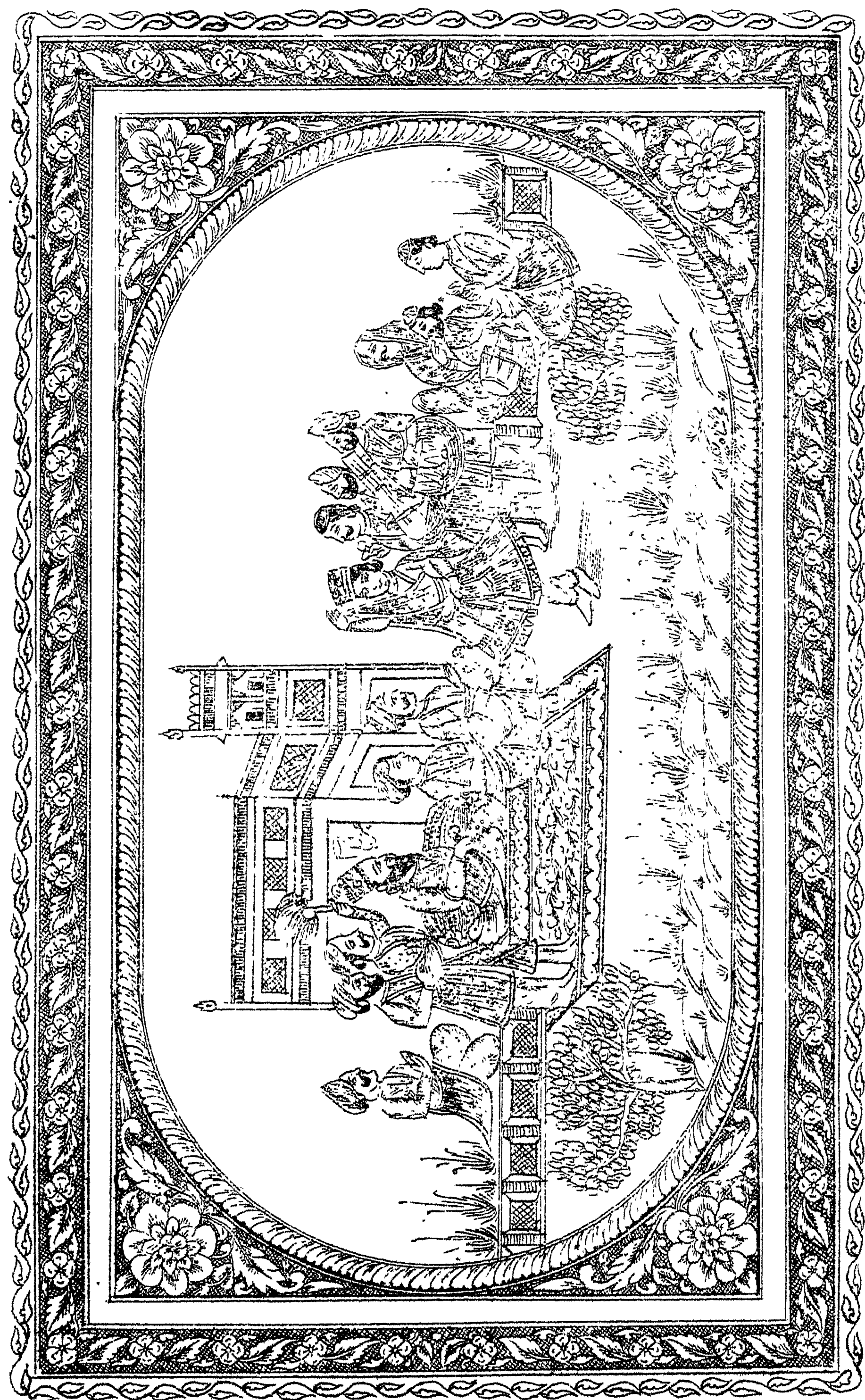
ملی سات خلعت کی بہی پالکی
اور آراستہ فیل اور نالکی

جو تھا دہ صدی دہ ہزاری ہوا
ترقی سی یون سب کا منصب بڑہا

ہر اک پیرزادی مجاور کو بھی
عطا کی زمین کی سند بخشدی

مشایخ کو اور عالمون کو تمام | دین بخشش مین جاگیرین بہر دوام
فقیرون کو ایسا کیا مالامال | کہ سب ہوگئی اہلِ جاہ و منال
جب انعام و اکرام تمغہ خطاب | عطا کر چکا شاہ عالیجناب
دیا حکم یون شاہ نی بہرہ ہین | بآئین و انداز عشرت قرین
کہ یان جسکی مورث کا سر ہو کٹا | ہو جاگیر شائستہ اوسکو عطا
شجاعونکا افزون ہوا عز و شان | صلہ جہد کا پاکی ہون شادمان
ہوا جب یہ حکم شہ تاجدار | تو تھی فوج مین جتنی پیدل سوار
ہوی اونمین سی منتخب وہ دلیر | شجاعت کی بیشی کی ٹھہری جو شیر
عنایت سی شہ کی ہوی کامیاب | ملا اون کو انعام و تمغہ خطاب





ہوئیں خلعتیں بھی انھیں وہ عطا | کہ خود شان کرتی تھی جنکی ثنا
سرافراز جب یون ہوئی فوج کل | تو دل کل کا بس کھل گیا مثل گل
ہوئی فرطِ عشرت سی رخ لالہ رنگ | تنون پر ہوئی پیرہن سبکی تنگ
غرض بھر کی تیر اقون مین سیم و زر | ہوئی پھر وہانسی وہ سب رہ سپر
چلی شہ کو دیتی دعائین وہ سب | طرف اپنی خیمونکی با صد طرب
جو پہنچی وہان وہ شجاعت اساس | جدا کر دیا تن سی جنگی لباس
جب آرام وان کر چکی تب وہ سب | ہوئی مستعد اپنی کامون پہ تب

انتظام کرنا ملک ہند کا

مراتب یہ جب ہو چکی سب ادا | کیا نظم پھر شہ نی یون ہند کا

ہر اک کام پر ناظم و اہلکار
معین ہوی چیدہ اور ہوشیار

علاقون پہ بہی عامل و تہانہ دار
مقرر ہوی از پی نظم کار

بتایا گیا اون کو موقع مقام
پہنچکر وہان تا کرین انتظام

پولس کا بھی شہ نے کیا نظم وان
ہوی بہرتی اونمین توانا جوان

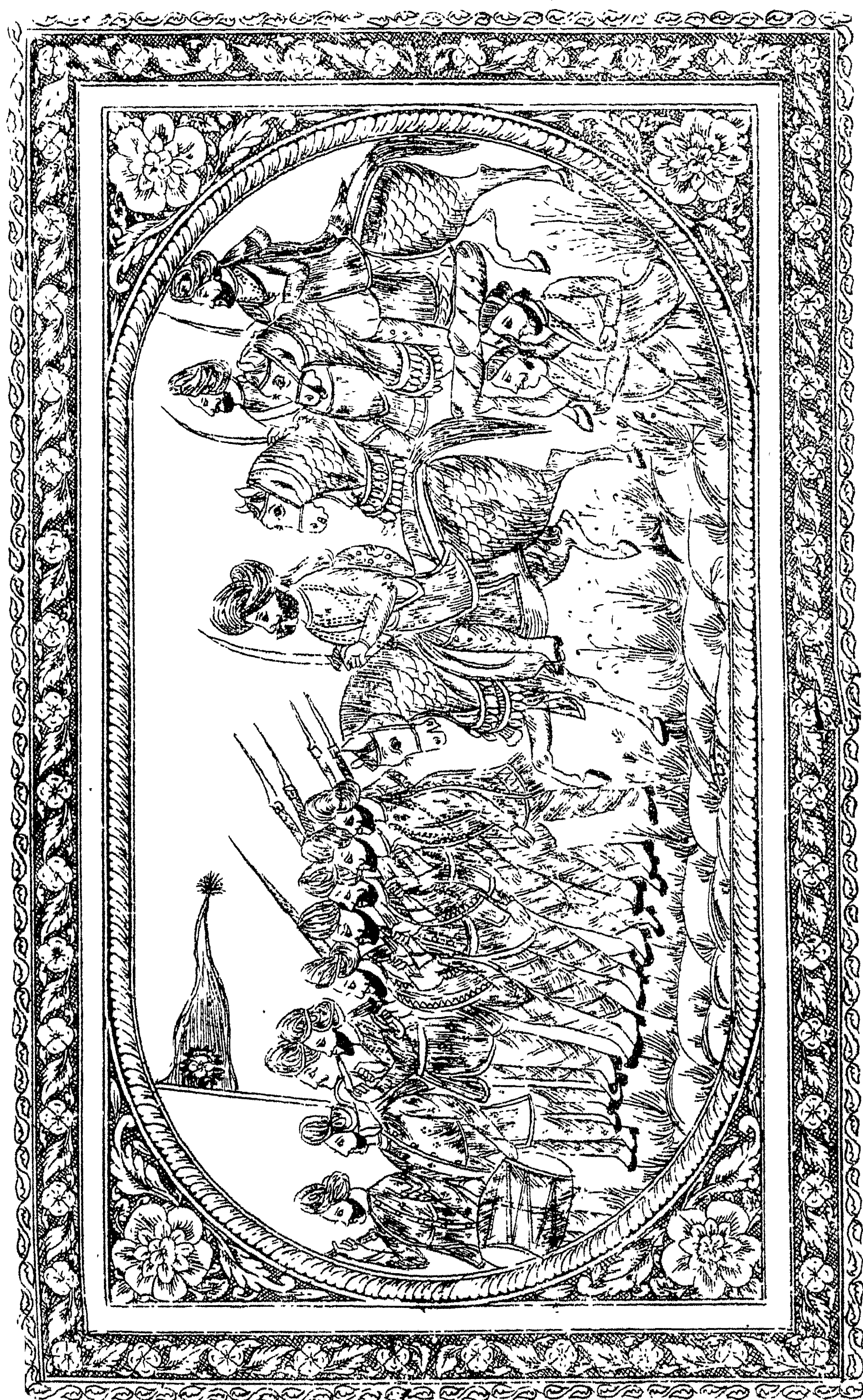
مقرر ہوئین چوکیان جابجا
ہوی اسلحہ بھی اونہین کل عطا

جو سائر کی ناکی تہی وان ناکیدار
بٹھائی محاسب امین ہوشیار

ہوے بھرتی قانون گو کوٹوار
بہت اور پٹواری بھی بیشمار

ہوئی دخل ملکی کی جب دیکھ بھال
رہی پیٹی مستاجرونکی بحال

محاصل کا جملہ سمجھکر حساب
کیا جمع سی خرچ کا انتخاب





ہوا پھر یہ فرمان کہ دروازون پر — بٹی غلہ ہر روز اور سیم وزر

یتیمون کی بہی پرورش کیلئی — مصارف سی روزینی جاری ہوی

ضعیفونکی بیواؤنکی بیٹیئے — مقرر ہوی شاہ کی کوٹھونسی

مسافرمساکین کی واسطے — سراؤن مین لنگر بھی جاری ہوی

وہ راجہ جو حاضر تھے باالتجا — اونھین ملک اونکا عنایت کیا

عطا کر کی تمغہ وخلعت خطاب — بڑہادی بہت شاہ نی ونکی آب

بہت ہو کی خوشوقت وہ سبکی سب — گئی اپنے اپنی وطن باطرب

طلب کر کی پہر شاہ نی راجہ کو — کی اقبال اسلام کی گفتگو

کہا دین احمد سے منظور گر — تو جان بخشی تیری ہے مد نظر

معینت کو تیری کوئی ملک بھی　　صنلع ہند سی ہو عنایت ابھی

ہو آباد وان تو باہل وعیال　　محاصل سی اوسکی ہو آسودہ حال

غرض دیر تک شاہ فرخ سیر　　رہا اوسکو سمجھاتا بس خوب تر

مگر تھا جو ادبار اقبال کا　　وہ اسلام سی منحرف ہی رہا

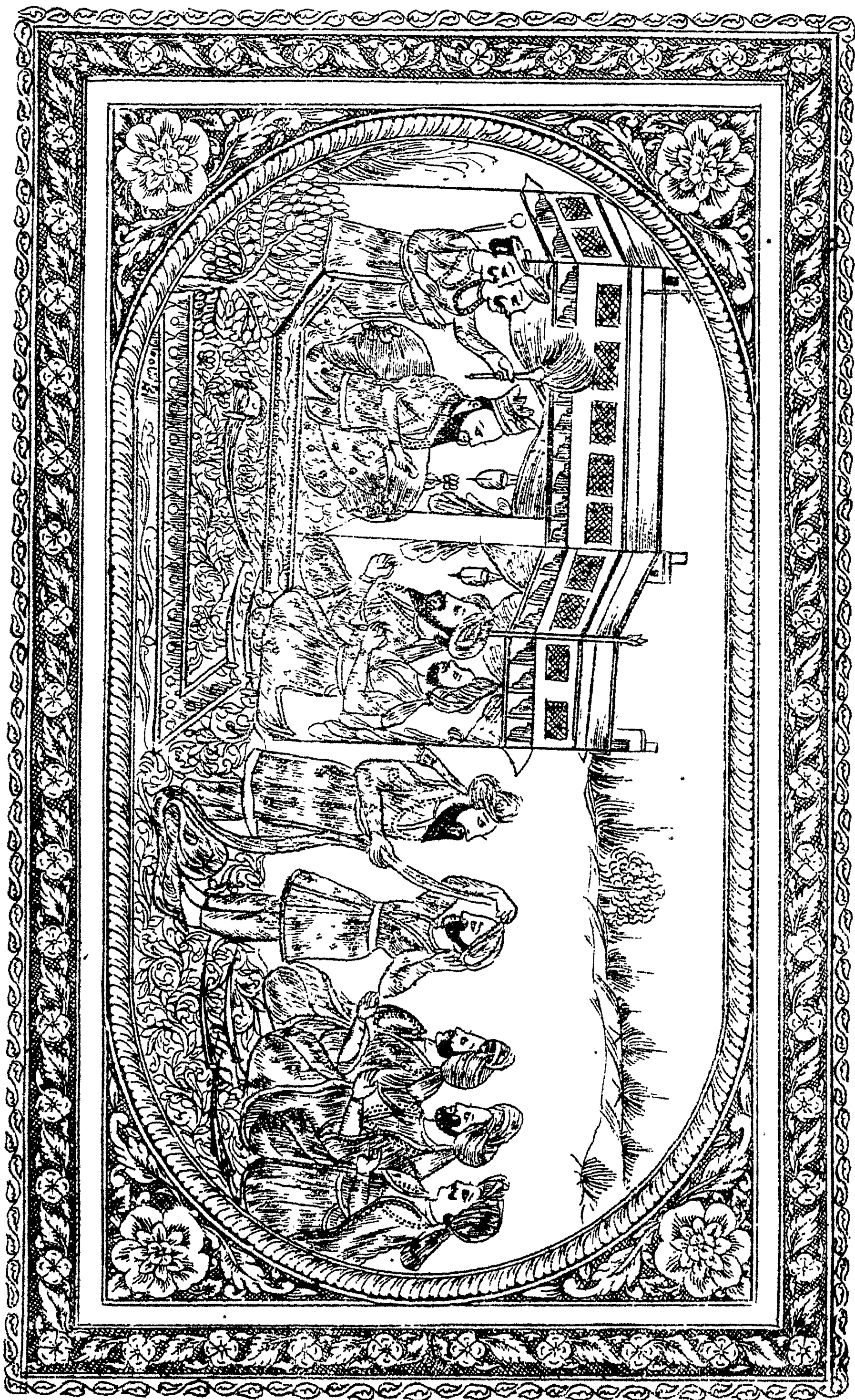
ہوا جب یقین شہ کو اسبات کا　　کہ ہرگز نہ اسلام یہ لاوی گا

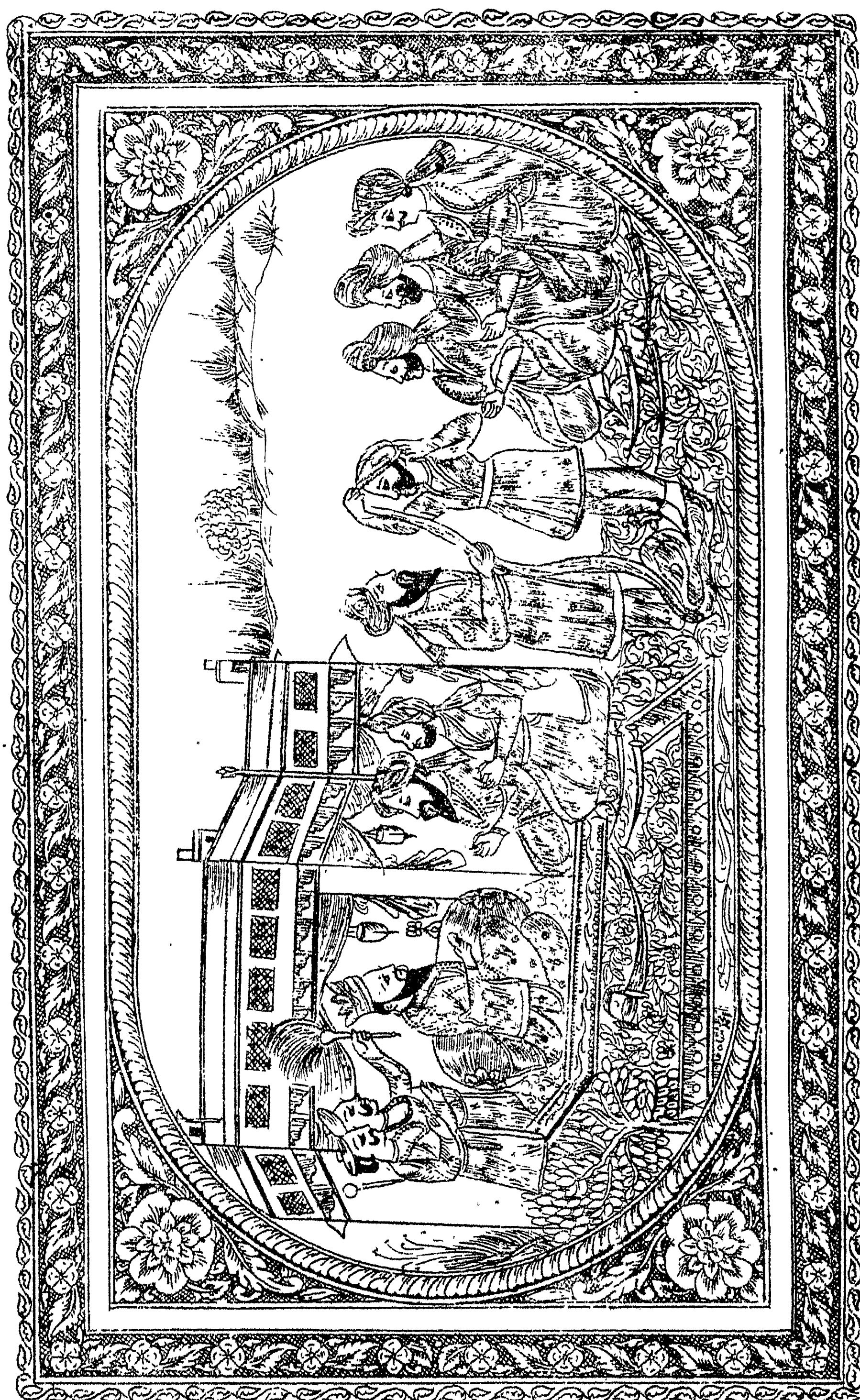
دیا شاہ نی حکم قید شدید　　کہ یہ دائم الحبس ہووی پلید

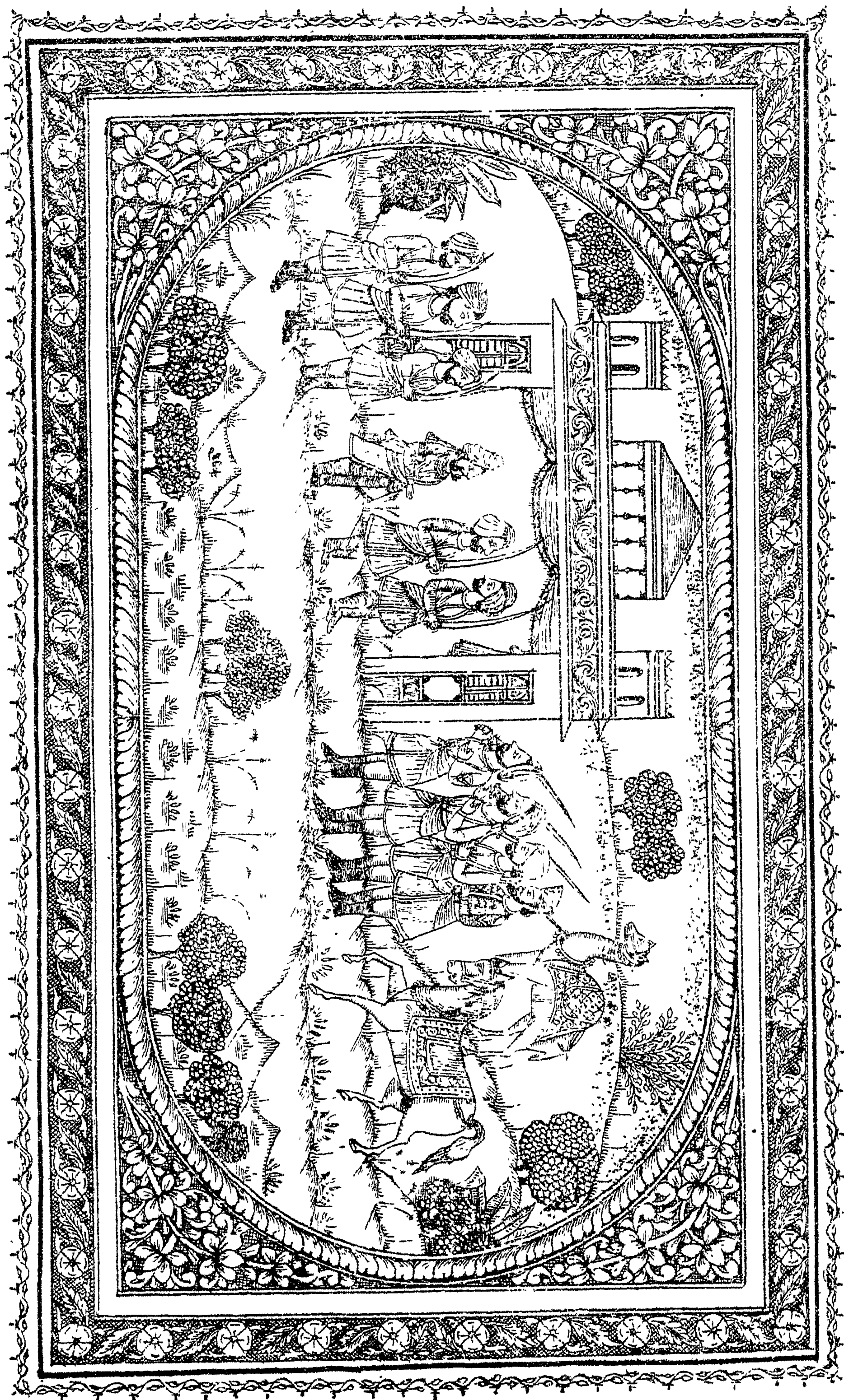
رہی با مشقت بزنجیر پا　　نہ عمر بھر قید سی یہ رہا

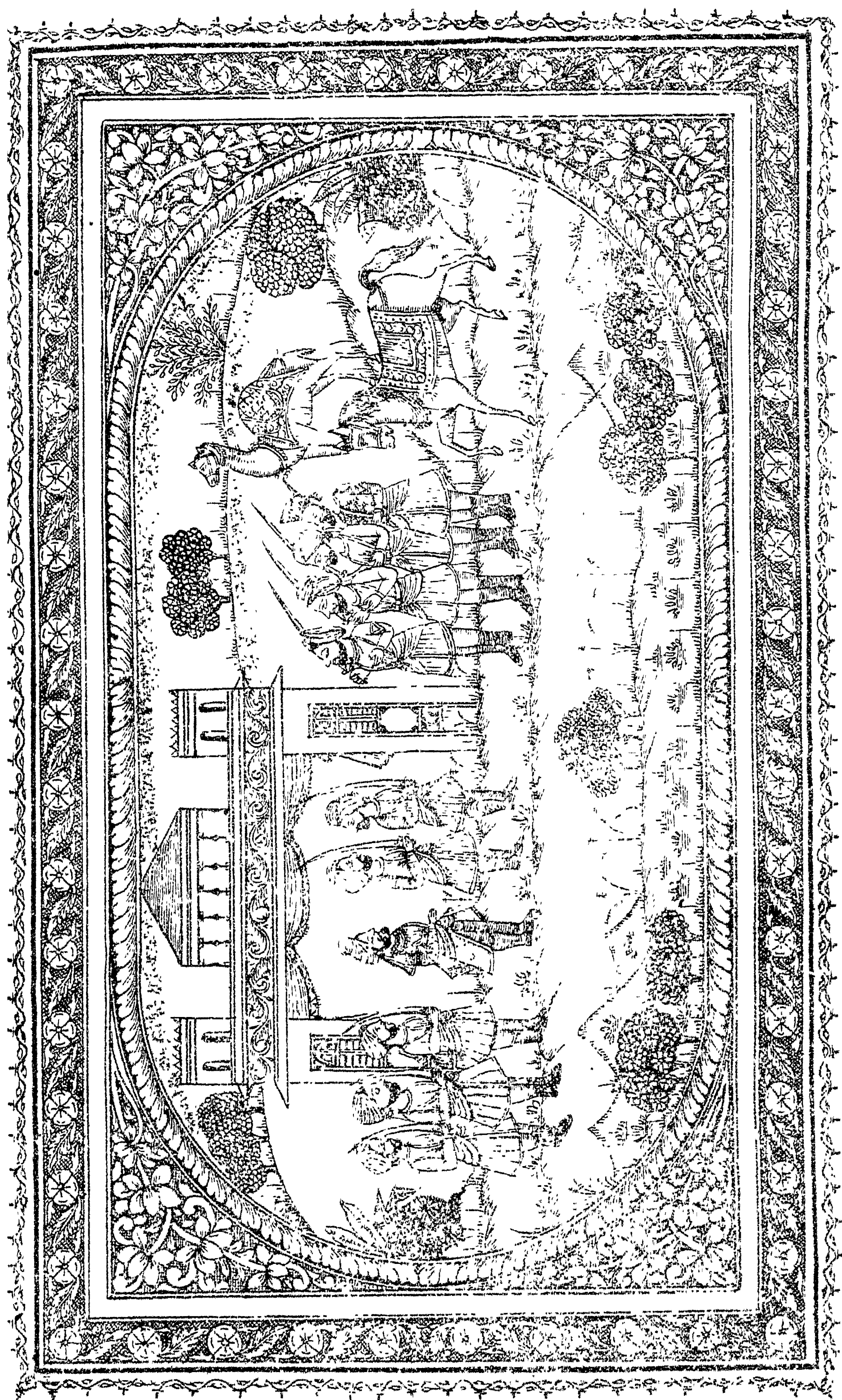
اور اہل وعیال اوسکی و اقربا　　ہون اقلیم ہندوستان سی جدا

ہون یعنی بجواری بدریا نسی اب　　نکل جائین اک ہفتی مین سکی سب









مگر اونمین سی گر کوی بختیا
کری دین اسلام کو اختیا

ہی شہ کیطرف سی معافی اوسی
وہ روزینہ پاوی وطن مین رہی

وہ پاکر وظیفہ بحسب المراد
اطاعت مین شہ کی رہی شاد شاد

جب اسطرح سی جشن اور نظم یان
بحسن تدابیر کشورستان

بخوبی و زیبائی سب ہو چکا
تو تیمور شہ نی بعز و علا

کیا ایک فرزند کو اپنی یان
سر تخت شاہی پہ جلوہ کنان

سریر آرا ہر گاہ کرکی اوسی
ہوا مطمئن نظم سی ہند کی

روانہ ہوا ملکِ ایران کو
اب اس ہند کا حالِ دیگر سنو

بیان کیفیت فرمان روائی بابرشاہ

یہان جب سریر آرا بابر ہوا — تو دہلی کو دار الخلافت کیا

جو تہی قصر راجہ کی تیاریان — لگا رہنی اونمین وہ شاہ زمان

سوا محلونکی اور تہی جو مکان — ہوی کارخانی مقرر وہان

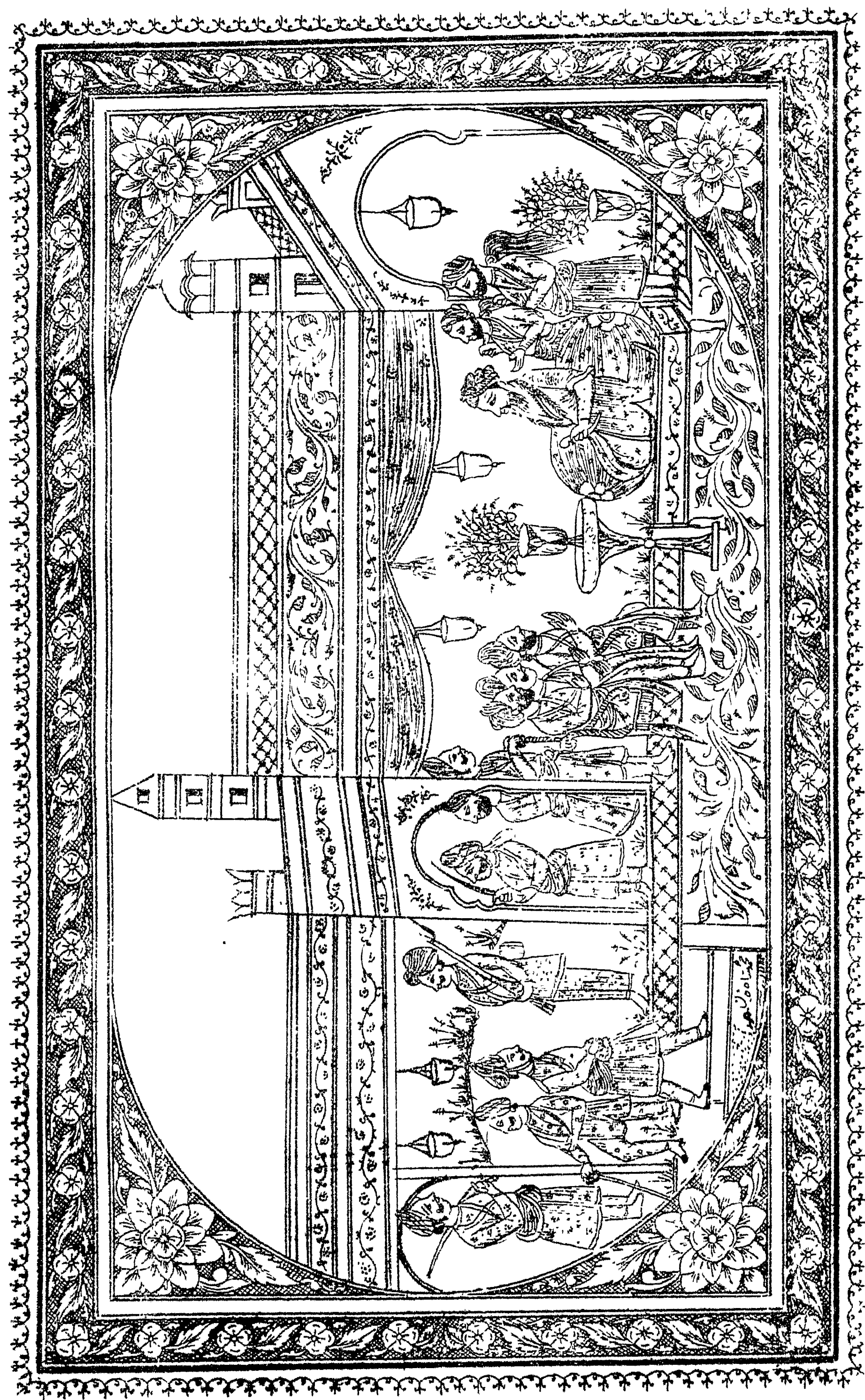
اور اونکی سوا بہی بنائی مقام — بہت سی پئی فوج و عملہ تمام

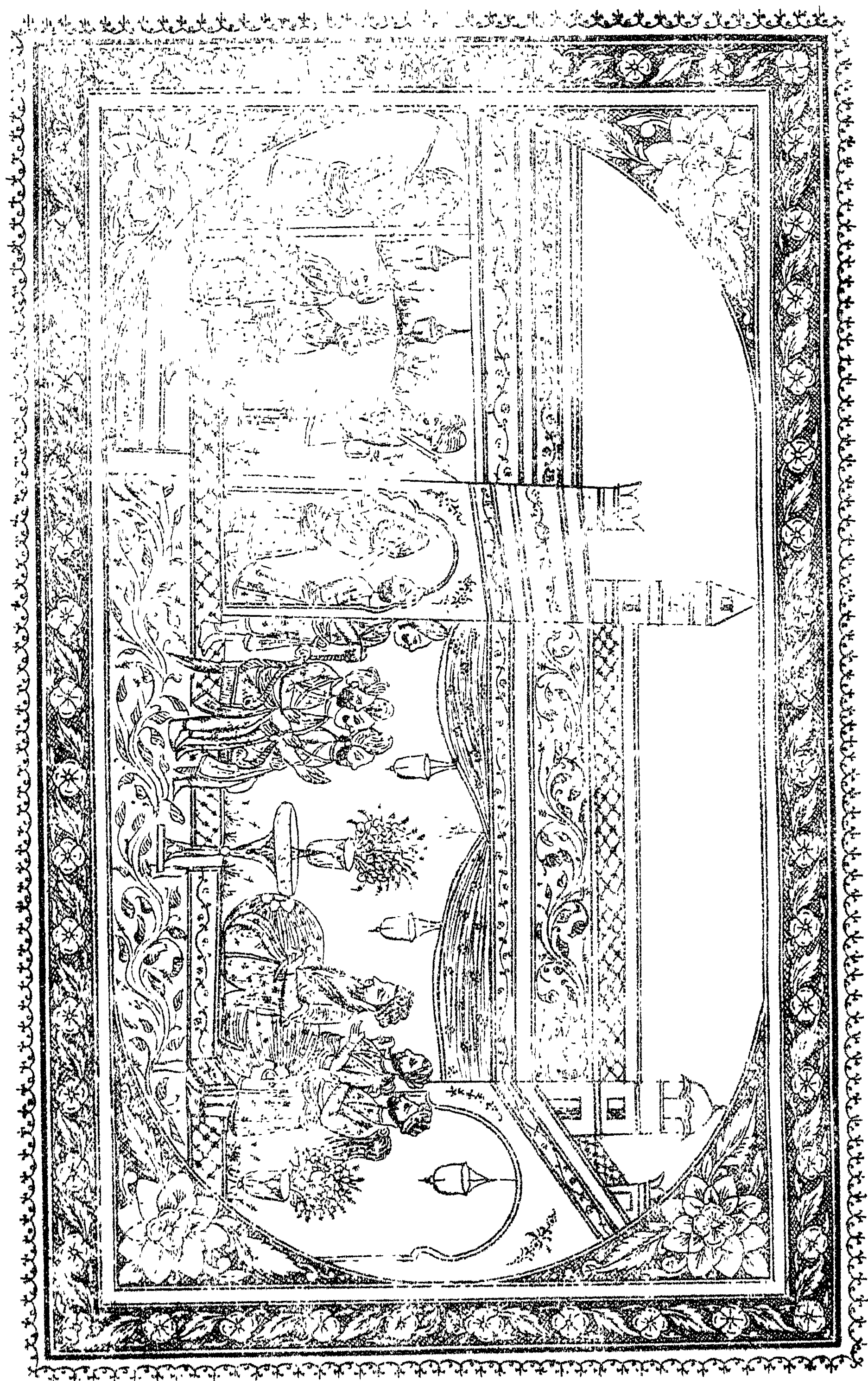
مقامات جب بن چکی باوقار — مقرر کئی سب نی اوقات کار

پہر دن چڑہے روز دربار عام — لگا کرنی وہ شاہ عالی مقام

کسی کا جو ہوتا تہا کچہہ مدعا — وہ اوسوقت تہا عرضی گذرانتا

جو تہی عرض بیگی مقرر وہان — اونہین دیتی تہی نالشی عرضیان





عرائض وہ سب بعد دربار کی — بہشیاری دفتر مین پہنچاتی تھی

ہر اک قسم کو خوب کر کی نگاہ — جدا کرتا تھا میر منشی شاہ

اور ارسال کرتا تھا بی قیل و قال — ہر اک محکمی مین پئی انفصال

جو ہوتی تھی کاغذ سماعت طلب — پئی پیشی شاہ والا حسب

وہ کل بعد برخاست دربار عام — حضوری مین لا کر تھا پڑھتا تمام

سُنا چکتا جب حسب فرمان کی — کل احکام شاہی قلم ہوتی تھی

وہین دستخط سی مزین تمام — وہ ہو کر اوسیدن پئی انصرام

روان ہوتی تھی اور حسب نظم کا — جہان حکم ہوتا تھا وان جاتا تھا

تھا پیشی کا اسطرح سی انتظام — کہ ہوتا اوسیدن تھا اُسکا کام

غرض اس طرح سی شہ کامران
کیا کرتا تھا نظم ہندوستان

پھر اوس نظم سی سلطنت کی وہ شاہ
جو ہوتا تھا فارغ تو شام و پگاہ

کیا کرتا تھا گشت ہو کر سوار
پی فرحت طبع عالی وقار

کبھی کرتا تھا رو بہ بازار وہ
کبھی کرتا تھا سیر گلزار وہ

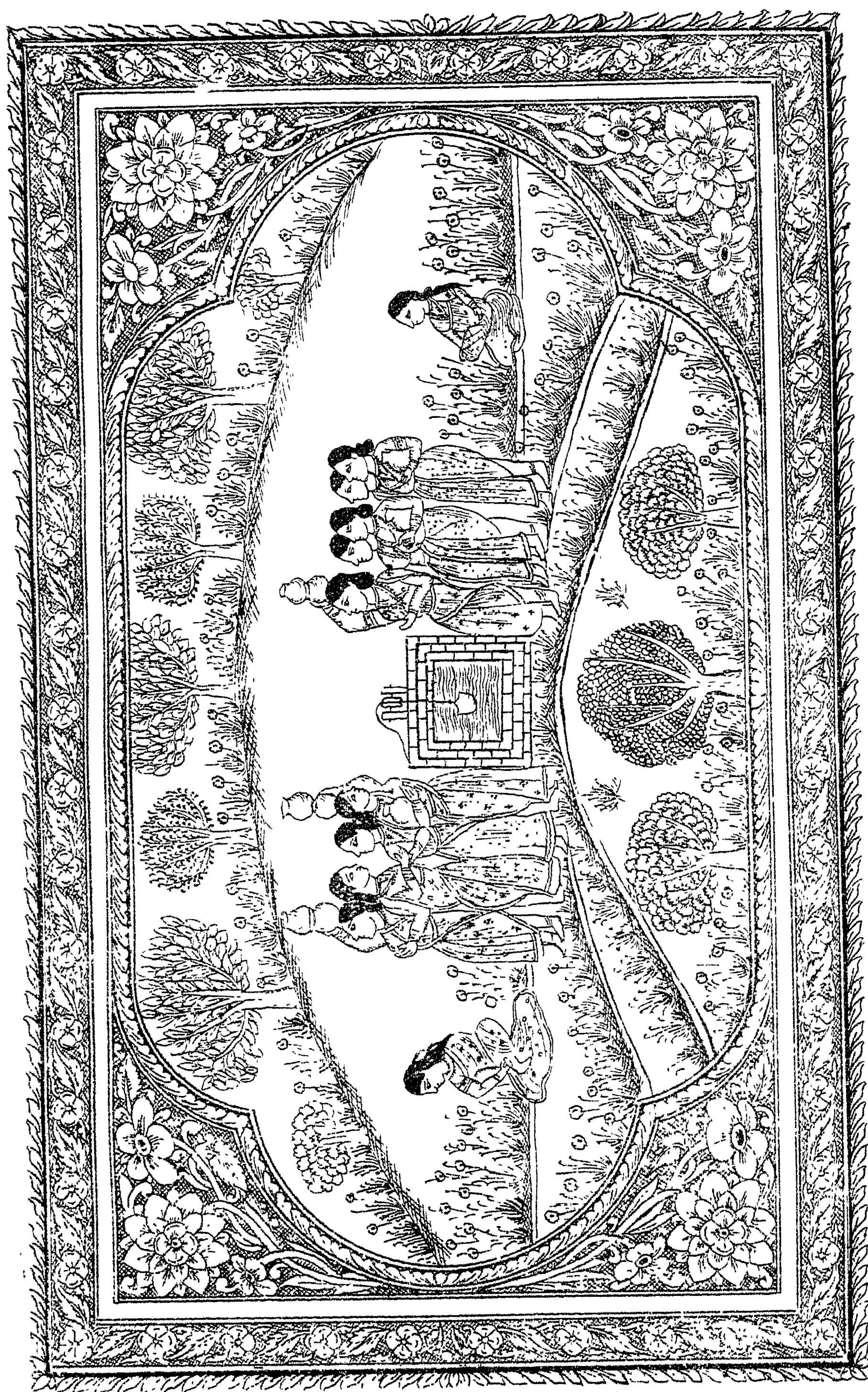
لب بحر پھر ہو کی وہ جلوہ گر
اوٹھاتا تھا اک لطف شام و سحر

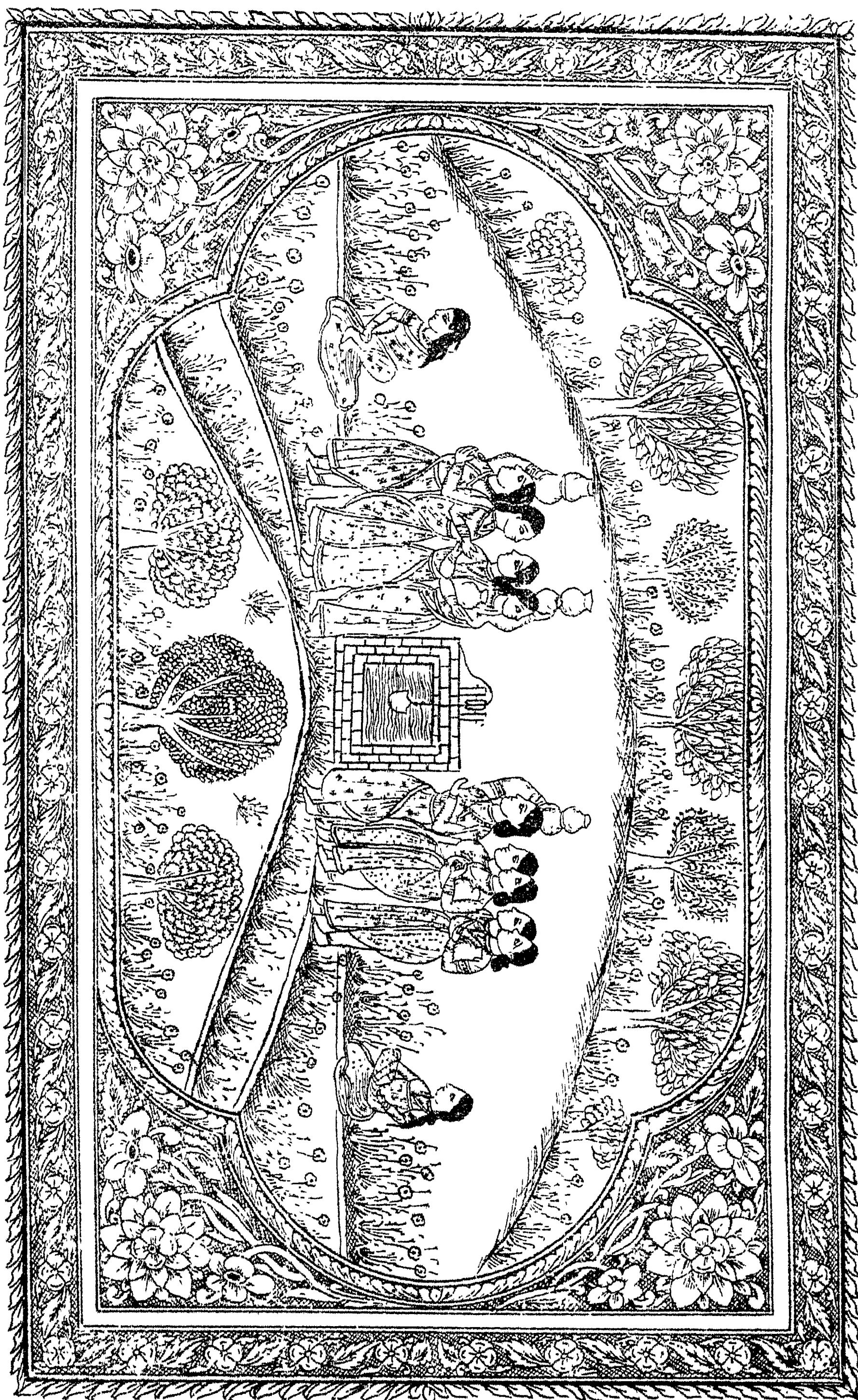
تعریف پنگھٹ

پلا ساقیا بادۂ دلستان
کہ ہی سیر دریا کا کچھ اب بیان

بحسن عجب اور بلطف فضا
کناری پہ جمنا کی واں جابجا

بنی تھے برابر ادہر اور ادہر
عجب گھاٹ سنگین اور پختہ تر





نئی رنگ کی اور نئی ڈہنگ کے
تھی ترشی ہوی زینی سب سنگ کے

در و بام اور فرش و کرسی وہان
بنی سنگ عمدہ کی تھی بیگیان

تھی پنگھٹ کی جا جو مقرر وہان
بہت خوب تر تھی مسرت نشان

عجب حسن کا وان تھا پنگھٹ بنا
کہ ہر سو نیا نقشہ تھا گھاٹ کا

نہایت وہان ہوتا تھا ازدحام
رہا کرتی تھی خلق کی دہوم دہام

سمان وان بندھا کرتا تھا صبح و شام
او ترا پرستان تھا گویا تمام

جو ہوتا تھا وان مجمع طرحدار
اکھاڑی کی اندر کی تھی سب بہار

پریوش حسین دلربا خوبرو
فراہم وہان ہوتی تھی چار سو

تھین جب کرتین نہاریان وان ہجوم
تو ہوتی تھی بس دیدنی ایک دہوم

وہ بن بن کی آتی تھین اوسپر وہان
تھین گھونگٹ مین کرتین نظر بازیان

ہر اک رنگ کی وہ پہنکر لباس
چلی آتین پنگھٹ پہ تھین بی ہراس

کسی کا تھا لہنگا بہت گہیردار
لچکتی تھی جس سے کمر بار بار

کوئی ساڑہی باندہی ہوئی آتی تھی
ادا بانکی بانکی وہ دکھلاتی تھی

کسی کی تھی رخسار پر نتھہ کی زیب
لگائی تھی ٹیکا کوئی دلفریب

جما کر کوئی پٹی اور بندی بھی
لگا کر عجب ناز سی آتی تھی

نگہ جسطرف اپنا کرتی تھی کام
نظر آتی تھی اوسکے جھرمٹ تمام

جو تھین اونمین طرار اور طرحدار
دکھاتی تھین غمزون سی اپنی بہار

مٹکتی چٹکتی وہان آتی تھین
اوسی ڈہنگ سی پہر چلی جاتی تھین

چہل سی تھیں آپس میں پھر کھیلتی ہر اک طرح کی کرتی تھیں دل لگی

کوئی دھوتی تھی پالب آب پر کوئی چھینٹوں سے اسکو کرتی تھی تر

کوئی شوخ تر اوس سے وان بیٹھکر اوڑاتی تھی چھینٹے ادھر اور ادھر

بھگو دیتی تھی ایک دو چار کو وہ اوسکو بھی دیتی تھیں فوراً بھگو

کوئی پھرتی تھی باندھ کر لنگی لال کوئی دھو کے سر کو سکھاتی تھی بال

ہر اک طرح کی کرتی تھیں شوخیان کسی کی کوئی لیتی تھی چٹکیان

کسی پر کوئی پیچھے سے آن کی اونڈیلی تھی مٹکی بھری پانی سی

پئی بازی کوئی کسی کو وہان لی آتی تھی پانی کی اندر کشان

کسی کو کوئی غوطہ دیکر وہان تھی خندہ زنان ہوتی و کف زنان

غرض مل کی آپسمین سہچو لیان — بہت کھیل بس کھیلتی تھین وہان

فراغت جو کرتی تھین ہنس کود کر — تو پھر جھومتی جاتی تھین اپنی گھر

کوئی گاگرین دہو کی پھر اوسمین آب — جھکولی سی بھرتی تھی با آب و تاب

کوئی اپنی پایل بجاتی ہوئی — چلی جاتی تھی جھوکی کھاتی ہوئی

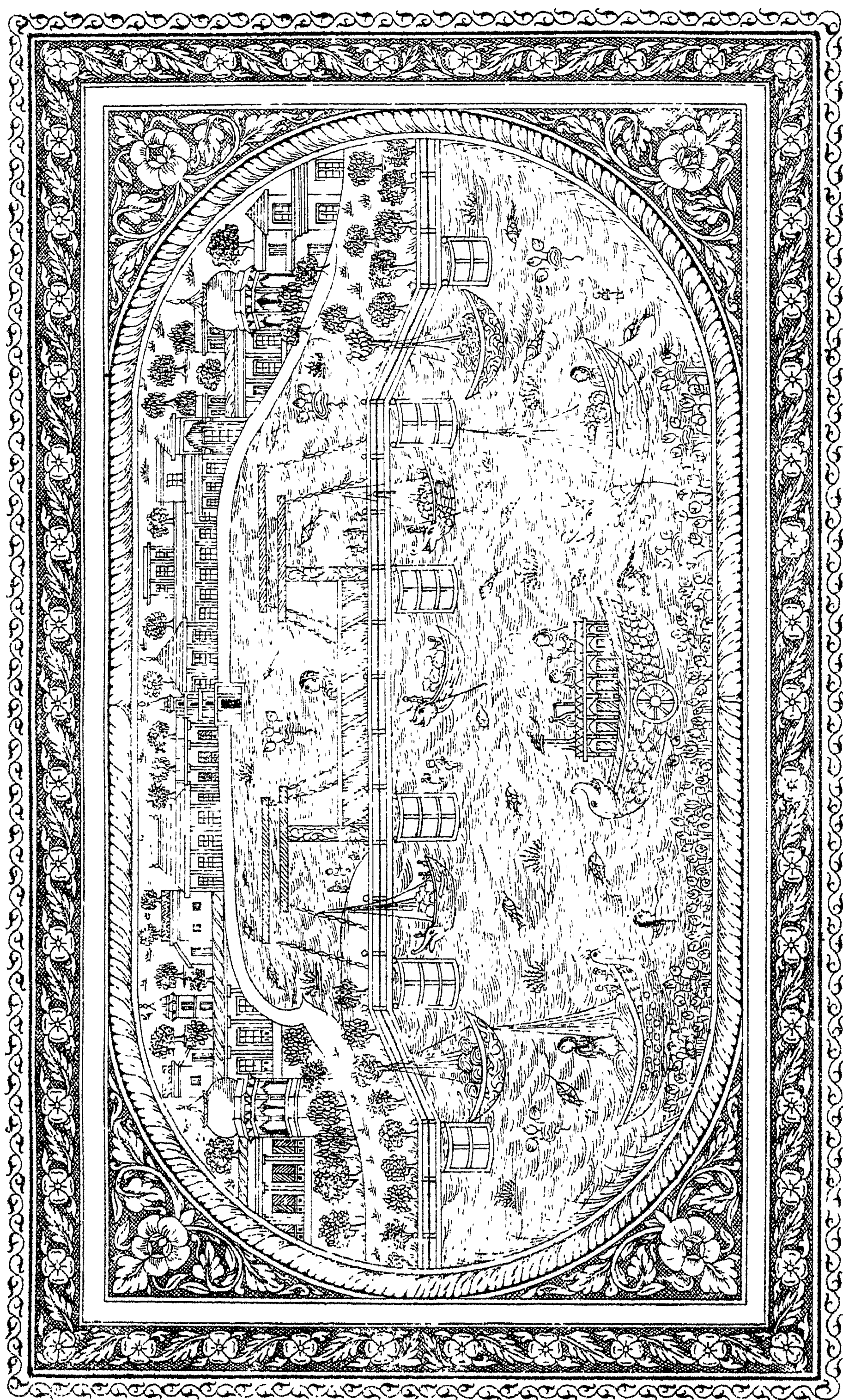
وہ بچھوون کی اپنی سنا کر صدا — اوٹھاتی تھین گاگر بطرف ادا

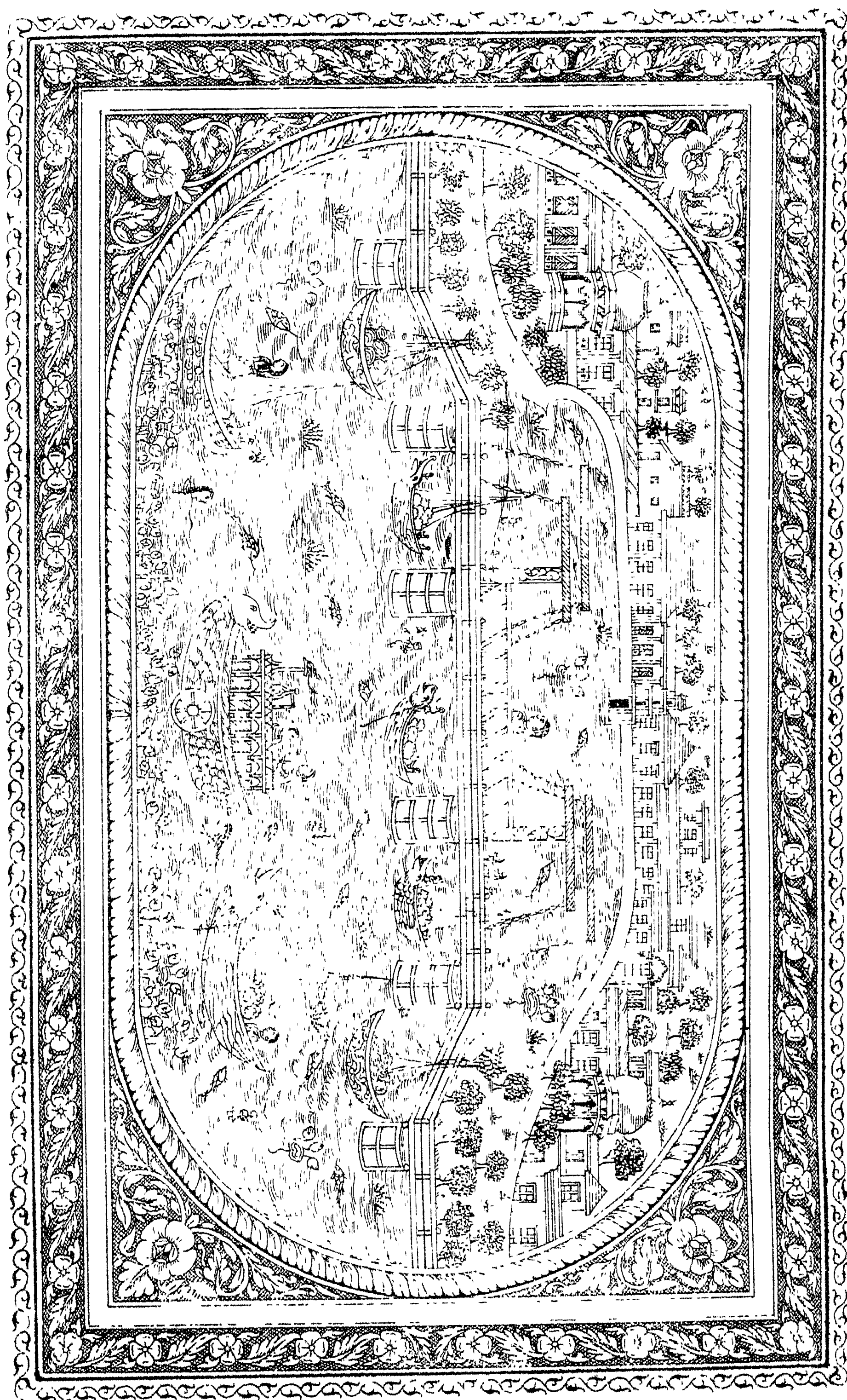
عجب ناز سی پھر اوٹھا کر کلس — بہم نغمہ زن جاتی تھین پیش و پس

جھمکڑا دکھا کر وہ یون اپنا سب — چلی جاتی تھین با ادای عجب

کھڑی گھاٹ پر تھی جو بجری وہان — تھین انمین عجب صنعت اور خوبیان

تھی نازک سبک اور نیا اون پہ کام — بہت تھی خوش آیندہ سب اونکی نام





کہین پھرتی تھی مور پنکھی درست — کہین چلتی تھی گھڑ چڑہی خوب چست

کہین گشت کرتی تھی ماہی دہان — چڑہا جسپہ تھا ماہ سا بادبان

کہین فیل جبے پہ ہوکر سوار — ہنر ناخدا کرتا تھا آشکار

تھی اونمین سبی ہر شی عجیب و غریب — سجاوٹ بھی تھی ویسی ہی بس عجیب

چھت اور فرش تھی سب سقرلات کے — بندہی سرخ پردی تھی بانات کے

کسی پر تھی مخمل کی پوشش تمام — تھا زردوزی کا اوسپہ نایاب کام

کہین پر تھا سلمہ ستارہ لگا — کہین جال تھا گوکہرو کا بندہا

لٹکتی تھی چلمن کسی جاے پر — وہ رنگین تھی اور رنگ تھے خوب تر

بچھا فرش قالین کا تھا بجا — گل اور بوٹا اوسکا تھا نادر بنا

عجب لالٹینین تھین زیبا بنی — لگی جا بجا تھین پئی روشنی

کسی مین تھی رنگین شیشی لگی — مربع مدور ترا شے ہوئی

کسی مین سفید آئینہ تھا لگا — مصفّا مجلّا چمکتا ہوا

عیان ہوتی تھی جبکہ اونکی ضیا — نظر آتا تھا عالم اک نور کا

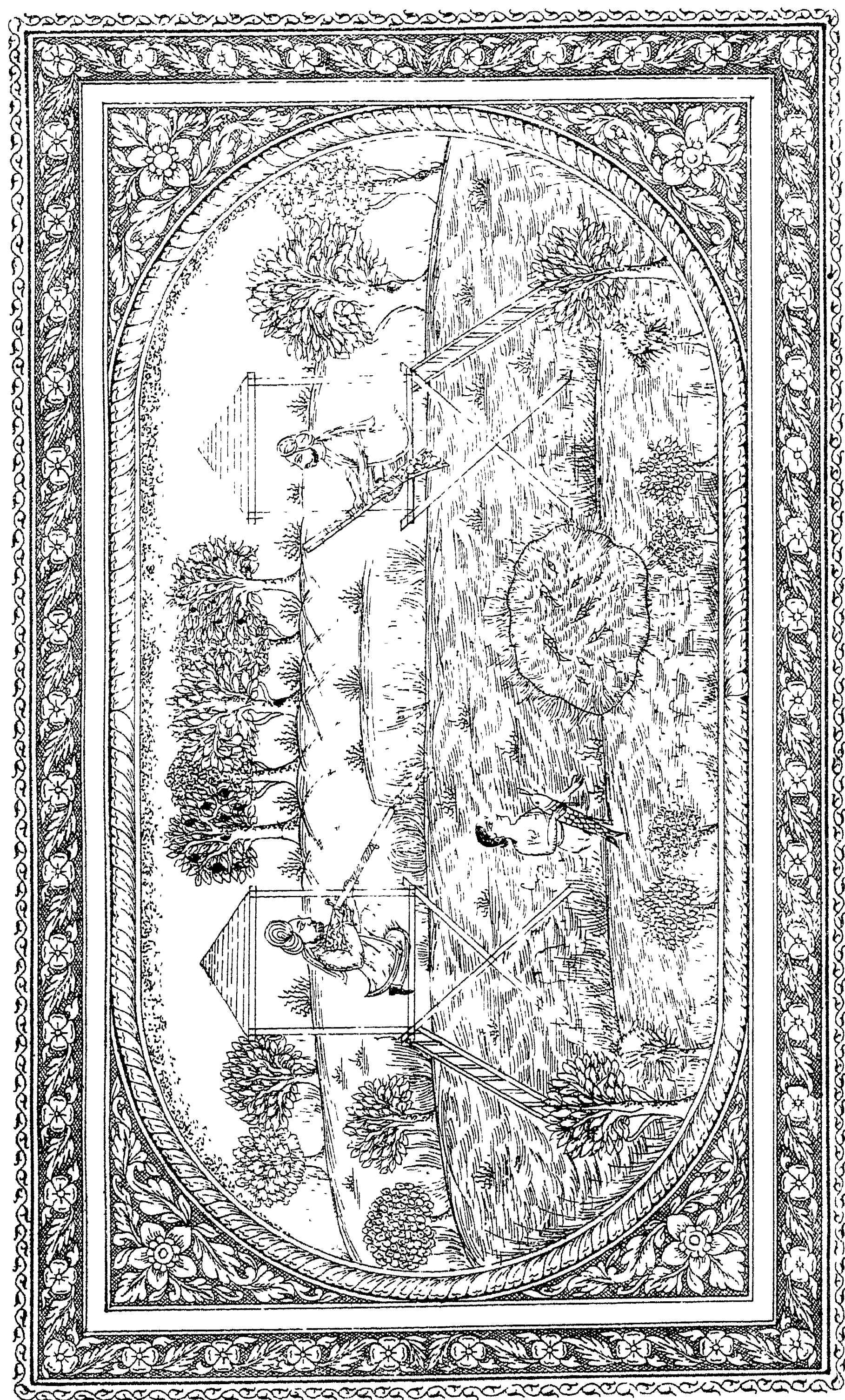
بآرائش و زیب اسطرح وان — روان رہتی تھی بحر کی کشتیان

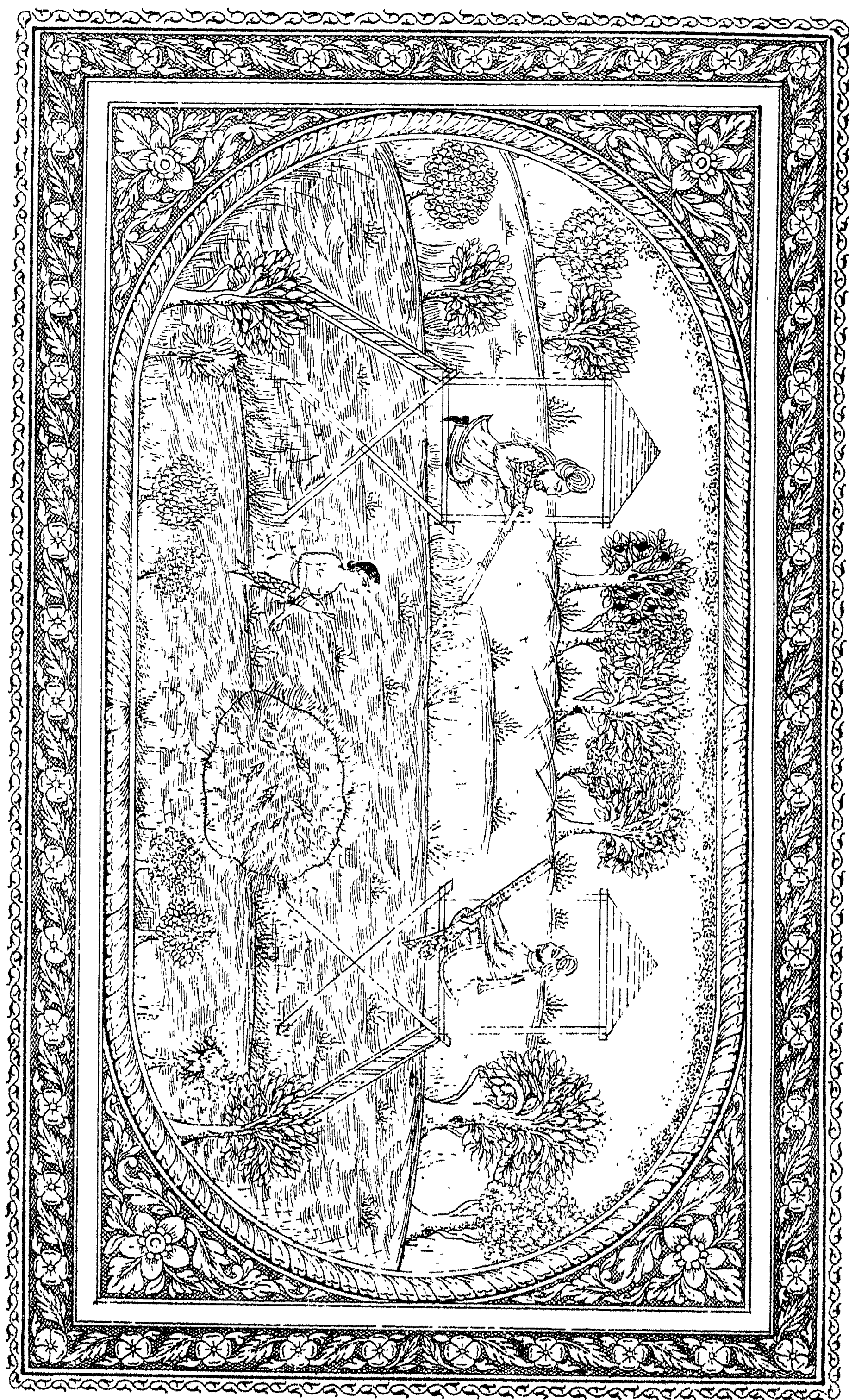
خلاصی بھی کپتان بھی وان تمام — سفینہ چلانی کا کرتی تھی کام

لیے بلّی جیبوی سراپا بہار — وہان پھرتی ملاح تھی گرم کار

شناور بھی ملاح بھی اور کہار — ہنر اپنا کرتی تھی سب آشکار

کہین ہوتا تھا بنسی کا وان شکار — سنگھاڑی لگی تھی کہین بیشمار





کہین جال تھی پھینکتی ماہی گیر — تھی تیر اک بھی تیرتی بی نظیر

کوئی بیٹھتا پارچی پر تھا وہان — سنول بوندہ لیتی تھی اکر جہان

کناری پہ جمنا کی یون صبح شام — ہمیشہ رہا کرتی تھی دہوم دہام

غرض یون سلاطین ہندوستان — عجب عیش و عشرت سی رہتی تھی یان

جب آئی پسند اونکو یہ سرزمین — ہوی وہ یہان پر اقامت گزین

اقامت کا رنگ اونکی جب جم گیا — کیا شاہزادونکو یان کتخدا

بصد آرزو دختریں خوبرو — دین ڈولونمین رجاؤن نی شاہ کو

کئی پشت تک اونکی جب نسل سی — ہوی پی بہ پی بادشہ ہند کی

دی رونق ملک ہندوستان — کیی شہر آباد کثرت سی یان

بنی قلعہ و قصر باغات یان ۔ ہوی و نمین تعمیر عمدہ مکان

بہت ٹوٹی مندر اور اون کی سجای ۔ بنین مسجدین خوب و عالی بنای

نہایت ہوا ہند آباد جب ۔ ہوا مشتہر از عجم تا عرب

یہانکی سلاطین صولت پناہ ۔ لگی سلطنت کرنی با عز و جاہ

پس اوج و ترقی پہ ہندوستان ۔ رہا لیک تا عہد شاہجہان

پس از عہد شاہجہان اُڑ گیا ۔ جہانگیری کا رنگ دولت فزا

بیان سلطنت بادشاہ شاہجہان

کدہر اور کہان تو گیا ساقیا ۔ پلا آکی مجہکو مئی جانفزا

مین پیکر اوسی خوب ہون زورمند ۔ لکہون تا کہ حال شہ ارجمند

جہانگیر کے بعد جسوقت یان
ہوا زیب اورنگ شاہجہان

یہ دستور اپنا تھا اوسنے رکھا
کہ ہر پہر کو وظائف بعز و علا

بقصد رفاہ خلائق تمام
کیا کرتا تھا ایک دربار عام

اور اجلاس دو گھنٹہ کرکی وہان
سنا کرتا تھا عرض حاجتوران

اور اون حاجتون کو روا کرتا تھا
بعدل و کرم اور بصدق و صفا

ہر اک قسم کی اہل حاجت بھی وان
پہنچتی تھی اور پھرتی تھی شادمان

یہ تھا عرض بیگی کو فرمان شاہ
کہ ہر خاص و عام و رعایا سپاہ

جو سائل ہو اونمین سی یان آن کر
تو رکھنا خبردار اوسکی خبر

عرضداشتین جتنی دین خاص و عام
وہ دفتر مین پیشی کی جائین تمام

بتعمیل اس حکم شہ کے مدام | ہوا کرتا تھا جبکہ دربار عام

تو رہتا تھا اک عرض بیگی جوان | بہت ہوشیار اور قانون دان

غرض جبکہ با شوکت و اعتلا | کھلا کرتا تھا باب دولت سرا

کل ارباب حاجت کو ملتا تھا بار | نہیں روکتا تھا کوئی زینہار

سب امیدوار اور سب دادخواہ | ہجوم آ کی کرتی تھی وان مثل جاہ

اوسی عرض بیگی کو کرتی تھی سب | حوالہ عرائض بفرط طرب

اونہیں حسب حکم شہ ذو العلا | وہ دفتر مین منشی کی پہنچاتا تھا

اگرچہ یہ دستور عالی وہان | تھا جاری بحکم شہ کامران

ولی خود بھی وہ اہل عدل و سخا | ہر اک خیر و شر کی خبر رکھتا تھا

ہر اک ادنی اعلی کا کر کی خیال تو جہہ سہی سنتا تھا کل عرض حال

غرض یون بدستور ہر دن مدام کیا کرتا تھا شاہ دربار عام

یہ دربار ہو جاتا تھا ختم جب تو برخاست فرماتا تھا وہ بھی تب

اور آتا تھا بہر سوی دیوان خاص پی جلسۂ خاص با اختصاص

وہان ہو کی رونق فزای مقام اہم کامون کا کرتا تھا انتظام

وزیر و اراکین و میر دبیر پی پیشیِ شاہ روشن ضمیر

عرائض خرائط رقیمی تمام لی آتی تھی فوراً جن نظام

سنا کر انہین شاہ کی رای سے رقم اون پہ احکام کل کرتی تھی

پھر ایمای شاہی کی حسب جب وہ احکام مرقوم ہوتی تھی سب

تو بس صاد اور مہر سے شاہ کی — مزین منور او نہین کرتی تھی

مرتب وہ یون کر کی قانون سی — نہین رکھتی دفتر مین اکدم بھی تھی

یہی نظم ہر روز دفتر مین تھا — نہ تھا اون اک لمحہ تاخیر کا

پی نظم ہند ایسا تھا انتظام — روان ہوتی تھی روز کاغذ تمام

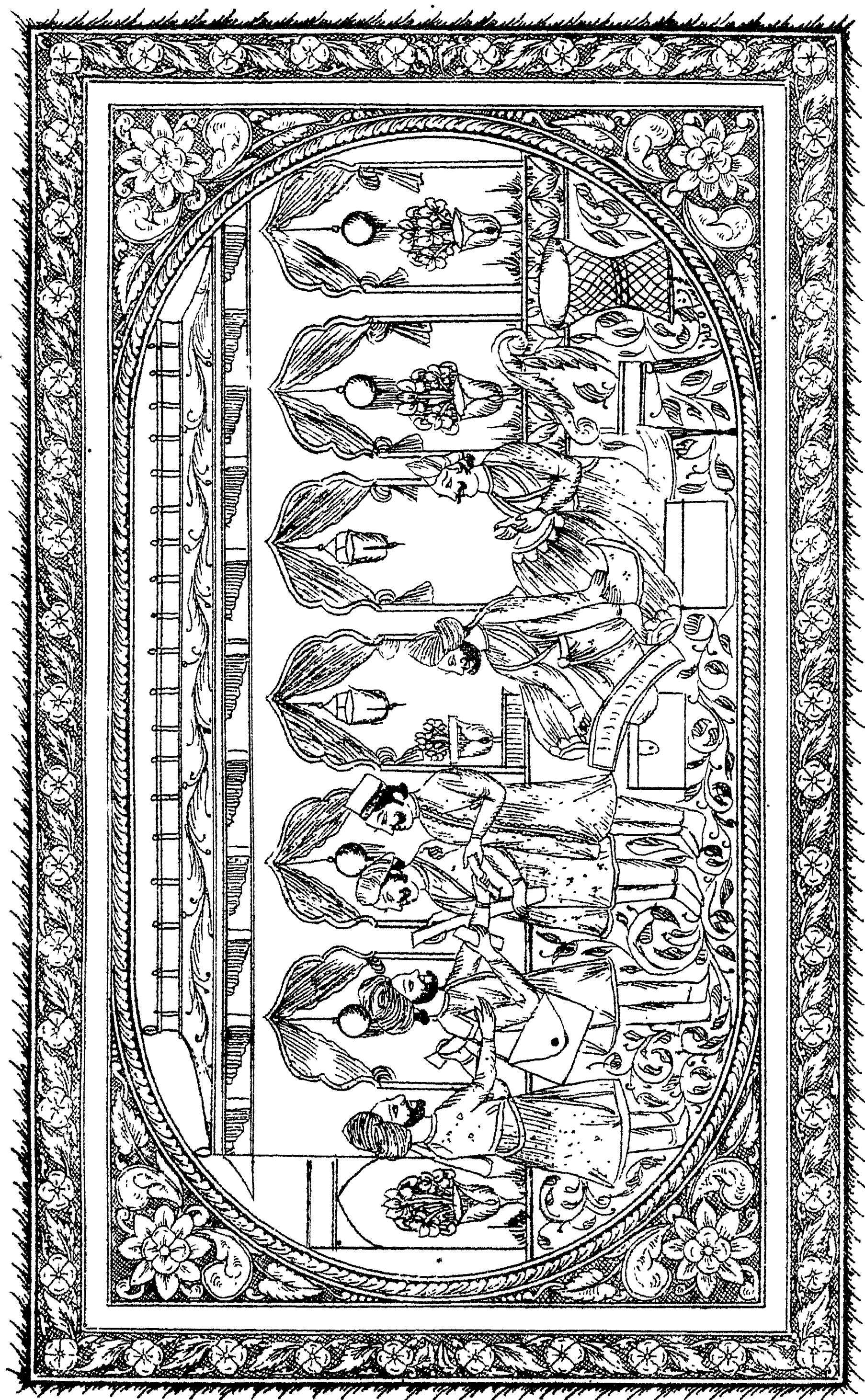
حضوری کی کاغذ پی انصرام — ضروری مین باقی تھی اجرا تمام

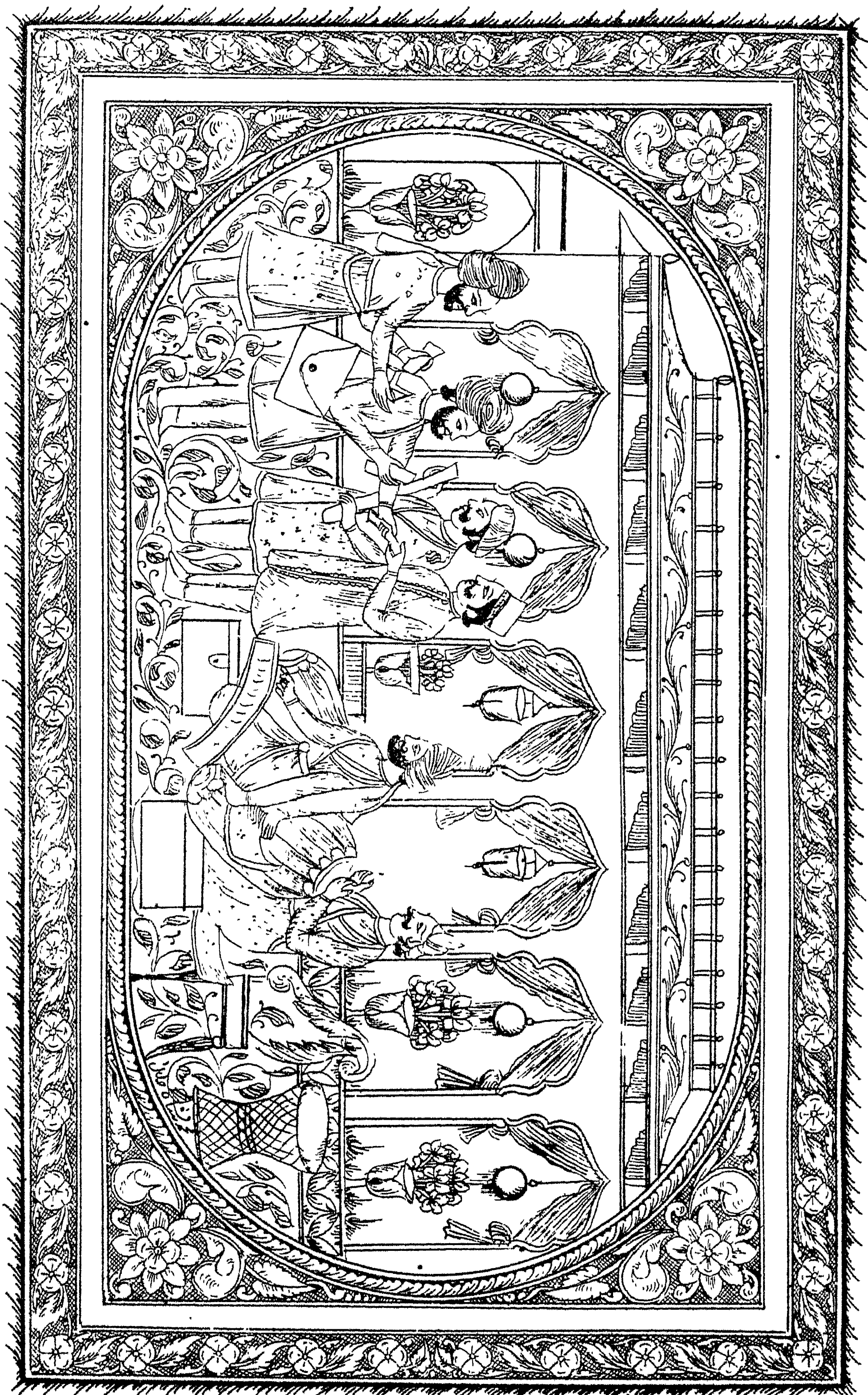
وہ سب ڈاکخانون سی ہو کر روان — پہنچ جاتی تھی جا بجا برق سان

غرض کار امروز امروز ہی — تھا انجام پاتا بسرعت سبھی

سرانجام کلی ہر اک کام کا — نہین روز فردا پہ کچھ رہتا تھا

ہر اک محکمی کا بھی سب کاروبار — اسیطرح پاتا تھا نظم و وقار





پولس کا بھی تھا خوب نظم اتم | نہ تھا عہد دارا سی صولت مین کم

سپاہ اور رعایای ہندوستان | نہایت تھی آسودہ اور شادمان

بآرام رہتی تھی سب بیخطر | نہ چوری کا کھٹکا نہ ڈاکی کا ڈر

فریب اور کذب اور مکر و دغا | نہ اوس عہد مین کچھہ بھی انمین سی تھا

عدالت کا مفتوح رہتا تھا باب | سخاوت سی ہر ایک تھا کامیاب

نہ حاتم کا لیتا تھا کوئی بھی نام | کسی کو نہ تھا ذکر کسری سی کام

کہین و مہین فیض سی شاہ کے | بعیش و طرب روز و شب رہتی تھی

رفاہ رعایا پہ ہر دم نظر | رکھا کرتا تھا خسرو نامور

زمانی مین شاہ جہان کی یہان | رہی روز و شب خوب امن و امان

رعایا کا دل رہتا تھا باغ باغ
ہر اک گھر مین جلتی تھی گھی کی چراغ

لگی رہنی ہر گاہ خوشحال کل
شگفتہ دل سٹہر ہوا مثل گل

بجمعیت خاطر و عز و جاہ
لگا کرنی فرمان دہی بادشاہ

غرض نظم سی ملک داری کی شاہ
ہوا مطمئن جب بفضل اله

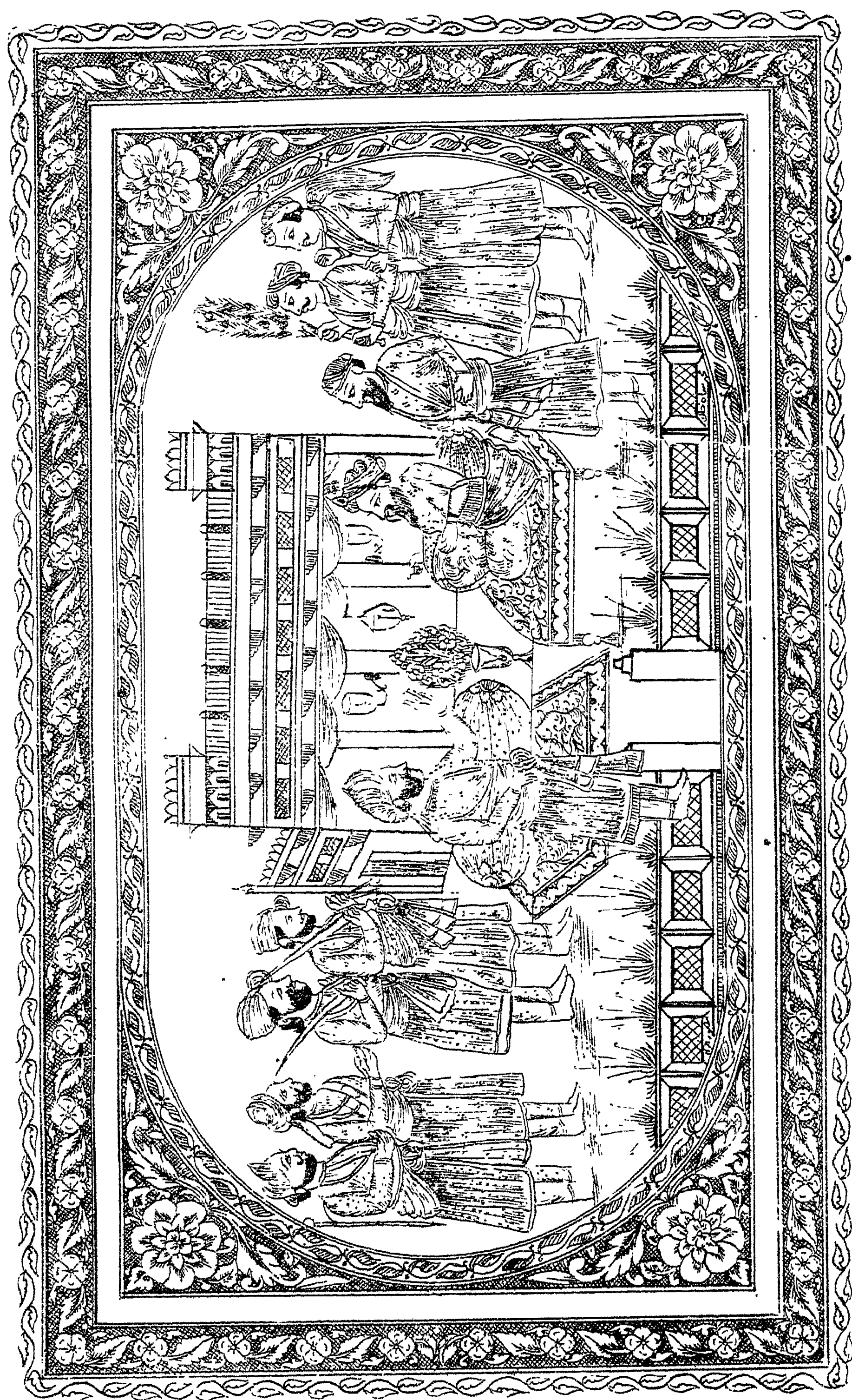
بلندی ہمت ہوئی رہنما
بس اک شہر عالی بسایا نیا

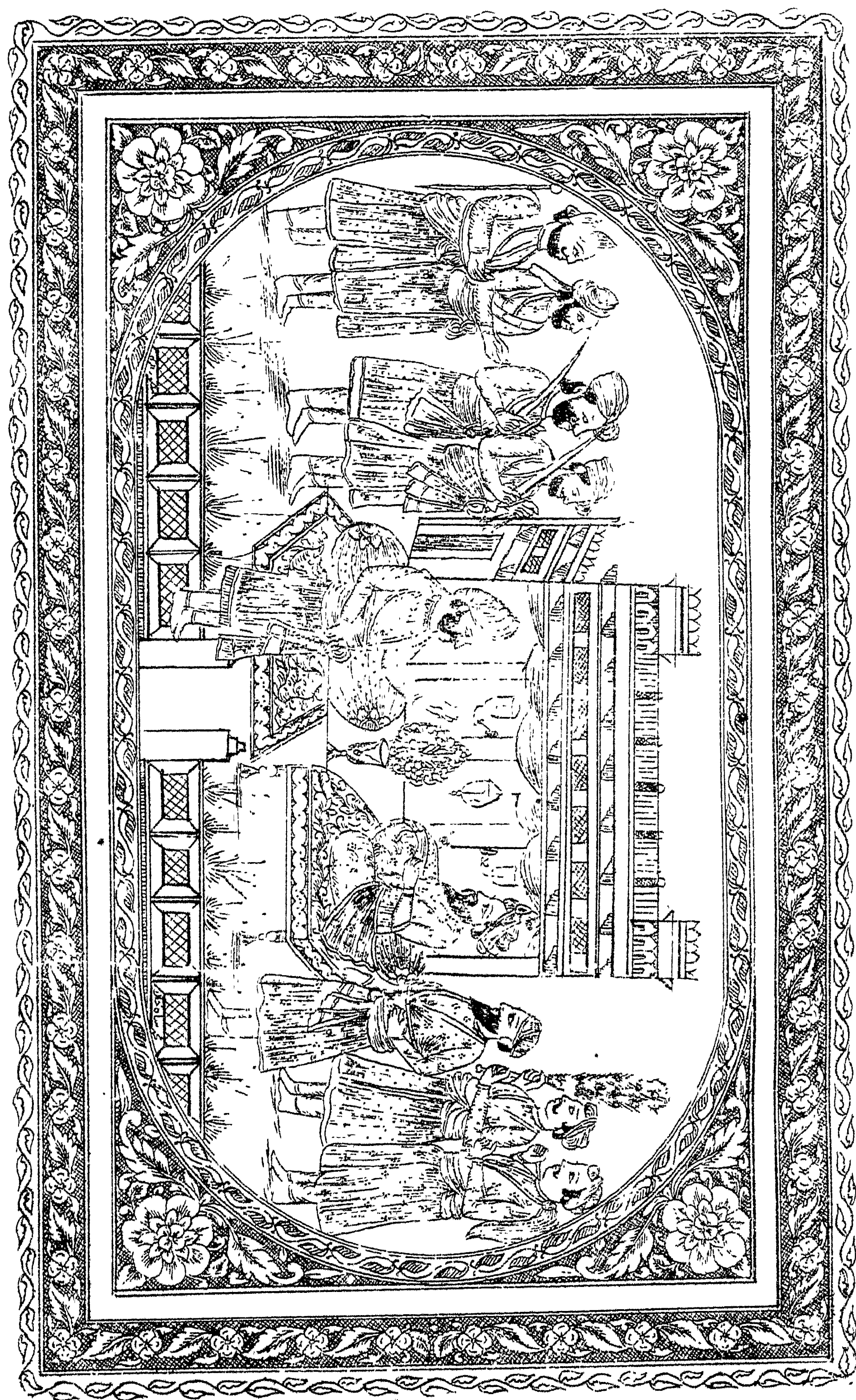
ہوا میل جو اسطرف طبع کا
دیا حکم یون اوسنے تعمیر کا

کہ نزدیک دہلی کئی کوس پر
جہان پر فضا جاے ہو خوب تر

احاطہ کئی میل کا گھیر کر
ہوا اک شہر آباد بس عمدہ تر

بنی گرد اوسکی بڑا اک حصار
بہت پختہ سنگین اور استوار





پئی امن اور حفظ باشندگان　　کھچے چار سو اک فصیل کلان

بنی برج موقع سی ہر جای پر　　اور اوسمین رہین توپین با کر و فر

رفیع اور وسیع اور بہت عالی شان　　رہین اوسمین دروازی بھی فیلبان

بنین تین دروازی ہر سمت پر　　بہت شان و شوکت کی اور خوب تر

اور اوسمین ہو گارد کا بھی اک مقام　　رہی تا کہ پہری کا اوسمین قیام

قریب حصار ایک قلعہ بھی وان　　بنی اور بنین نیز عمدہ مکان

اور ایسی بنین قصر سب دلپذیر　　کہ ہر قصر ہو طرفہ اور بی نظیر

اور اونمین ہو اک قصر شاہی بنا　　بشانِ شکوہ اور بہت خوشنما

صنائع ہون اوسمین بہت دلپذیر　　بدائع ہون اوسمین بہت بی نظیر

احاطے مین قلعہ کی تھی جا بجا
تہ برج اور در ہر جا علالت تھا

ہون طیار بازار گنج اور بھی
قرینے سے ہر ملک کی اشیا بھی

بنا کر یہ تعمیر کا سارا کام
دیا ایک نقشہ بنا کر تمام

چنانچہ وہاں حسب ارشاد شاہ
بنی قصر اور قلعہ اور بارگاہ

تعریف عمارات

ہوا قلعہ طیار وہ پر شکوہ
کہ ہر برج اوسکا تھا مانند کوہ

فصیل اوسکی تھی چار سو جو بنی
سراسر وہ کل سنگ احمر کی تھی

مصفا تھا ہر سنگ ایسا لگا
گمان جس پہ آئینہ کا ہوتا تھا

تھی ہمشکل برگ کنول برج گل
شگفتہ نظر آتی تھی مثل گل

چڑھین اون پہ توپین تھین اژدر کی
قرینے اور ترتیب مین کی جو تھین سب بنے

سلاخین تھا متصل برجون کے
تھی پٹی بلند اور زیبا بنے

وہ شفاف چکنی تھی بس اسقدر
ٹھہرتا نہ تھا جسپہ بھی نظر

برای نشانہ میان فصیل
تھی گولی کی کئی مورچہ سی سبیل

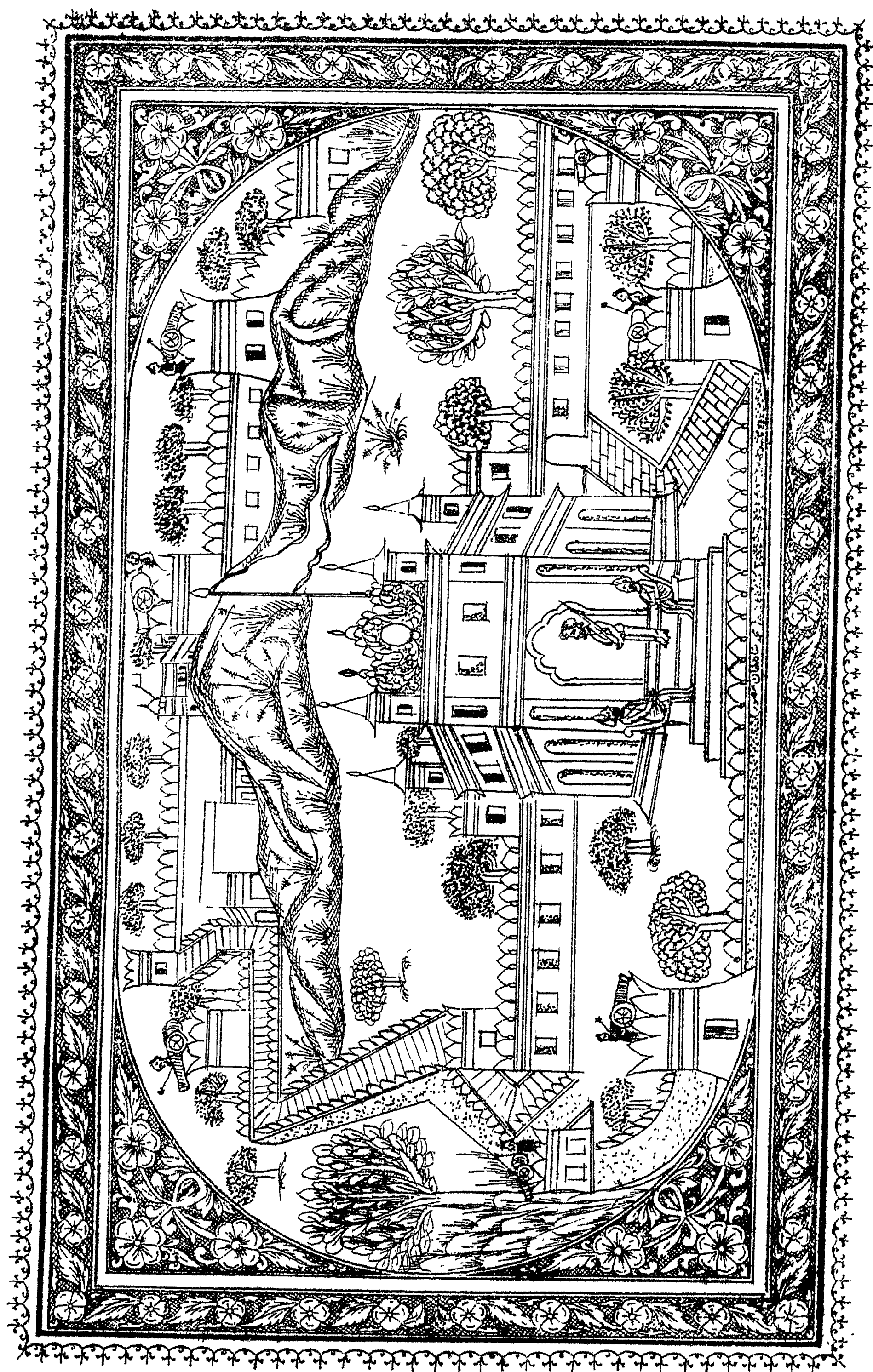
تھی دروازے بھی اوسکی عالی تمام
گذر جاتا تھا جس سے ہاتھی مدام

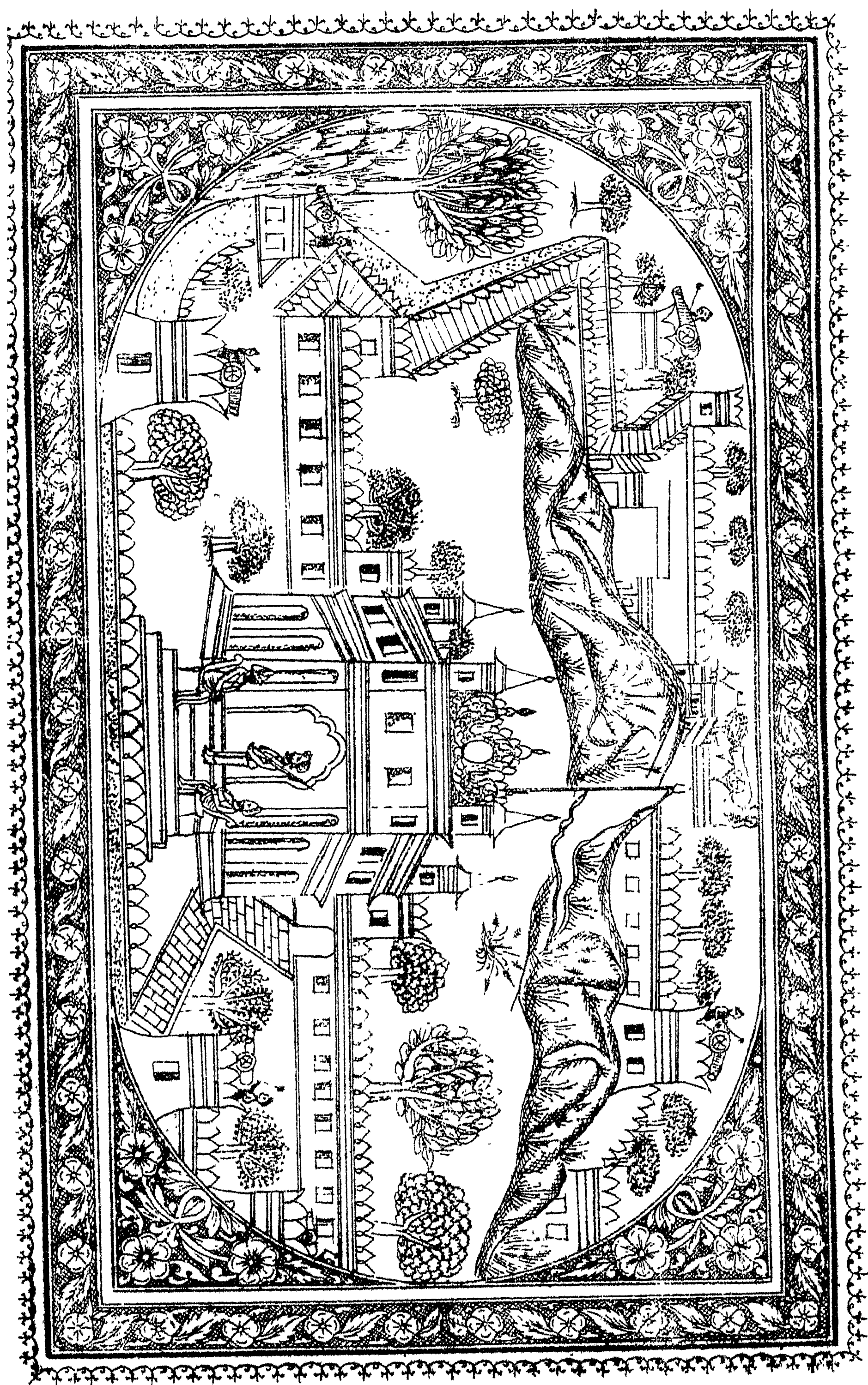
عماری بہ پشت اور اوسکی سوار
سر مون مین جھکتی تھی زنہار

دئے پاسبانان شوکت نشان
تھی دروازون مین دونون جانب مکان

نگہبانی کی واسطے چوکیدار
رہا کرتی تھی مستعد ہوشیار

وہ قلعہ جو تھا بس وسیع اور کلان | بنائی بہت اوسکی اندر مکان
فراخی مین تھا ہر مکان اک جہان | بلندی مین تھا ہمسر آسمان
پس قصر دریا کی جانب تمام | کیا تھا پئی سیر یہ انتظام
کہ ہر قصر کی پاے دیوار سی | بنائی گیی گھاٹ تا بحر تھے
تھی کرسی ہر اک کی نہایت بلند | تھا جس سی شکوہ عمارت دوچند
جو برآمدی سمت دریا کی تھے | بصد زیب و زینت وہ تھی سب بنے
ضرورت تھی پردیکی جس جای پر | لگائین وہان جالیان خوب تر
تھین محلونکی رخ پر جو طیاریان | صنائع کا اونکی ہی مشکل بیان
تھی دالان اور حجری کمری عجیب | بنی شہ نشین تھی بصنع غریب





لگا تھا وہان سنگ مرمر تمام
تھا جدول کا سنگ موسی کام

کوئی سادہ تھا اور کوئی نقشدار
ہر اک قصر نوطرز تھا پر بہار

وہ جو خاص تھا بہر دربار عام
تھا اوسمین بھی سب عمدہ نایاب کام

تراشی تھی پتھر مین وہ بیل و گل
کہ پیدا رگ برگ تھین اوسمین کل

وسیع ایسا تھا جسمین با انتظام
سبھی رہتی تھین لاکھہ کرسی مدام

وہان کرتا تھا شاہ دربار جب
امیر و وزیر اور ارا کین سب

سفیران شاہان و مجرائیان
اور ارباب حاجت ہزارون وہان

سب اک بارگی ہوتی تھی باریاب
نہین ہوتی تھی کچھہ بھی تنگی و تاب

جو کرسی نشین تھی وہ تھی بیٹھتے
چپ و راست شاہ فلک جاہ کی

سوا اونکی جو اور حضار تھے | وہ سب بستہ تھی ہاتھ کھڑی

حضوری میں رہتی تھی باصد ادب | بڑی چھوٹے تا ختم دربار سب

اور اخلاق سے شہ کی حضار سب | حضوری میں رہتی تھی باصد طرب

سہرا خوبوں سے تھا جو یہ مکان | نہیں تنگ دل ہوتا تھا کوئی وان

فرح بخش قلب اوسکی تعمیر تھے | بحسن عجب تھے ہر اک شئی بنی

بنایا اوسی اس طرح سے تھا | تھا دربار خاص اور ہی طرز کا

تھا جمنا کا ساحل جدہر خوش فضا | وہاں تخت گہ تھی بنی خوشنما

جدہر لطف دریا نظر آتا تھا | جہروکونکا اوس سمت کو رخ کیا

جہروکونمیں جو جالیاں تھیں کٹی | تھی اوسمیں عجب بیل پتے بنی

ہر اک بیل پتی تھی اک حسن زار | دکھاتی تھی ہر ایک طرفہ بہار
وہ پُر لطف آتی تھی اون سی ہوا | جسے کہیے جانِ نسیم و صبا
منقش بنی ایسی تھی تخت گاہ | کہ ہو جاتی تھی محو اوسمین نگاہ
جواہر کی تھی جا بجا برگ و گل | تھی دیوار و در بھی طلا کار کل
تہِ تخت دالان کی درمیان | بصد حسن اک نہر بھی کی روان
وہ بہتی تھی اوس لطف سی سر بسر | کہ سیراب ہوتی تھی جس سی نظر
بنا ایک حمام بھی وان عجیب | باندازِ نادر بصنع غریب
کمال اوسمین صانع نی یہ تھا رکھا | کہ وہ گرم اک شمع سی رہتا تھا
بنا بی نظیر الغرض قصر شاہ | اوسیطرح عالی بنی تخت گاہ

ہر اک سمت بازار بھی خوب تر
وسیع اور پختہ بنی جا بجا کر

وہ آباد پھر جلد ایسے ہوئی
کہ ہر شئی کی انبار وان لگ گئے

جو ہوتا تھا خواہندہ جس چیز کا
او سی دم وہ بے جستجو پاتا تھا

ہر اقلیم کی عمدہ چیزین تمام
وہان پاتی تھین ہر جگہ خاص و عام

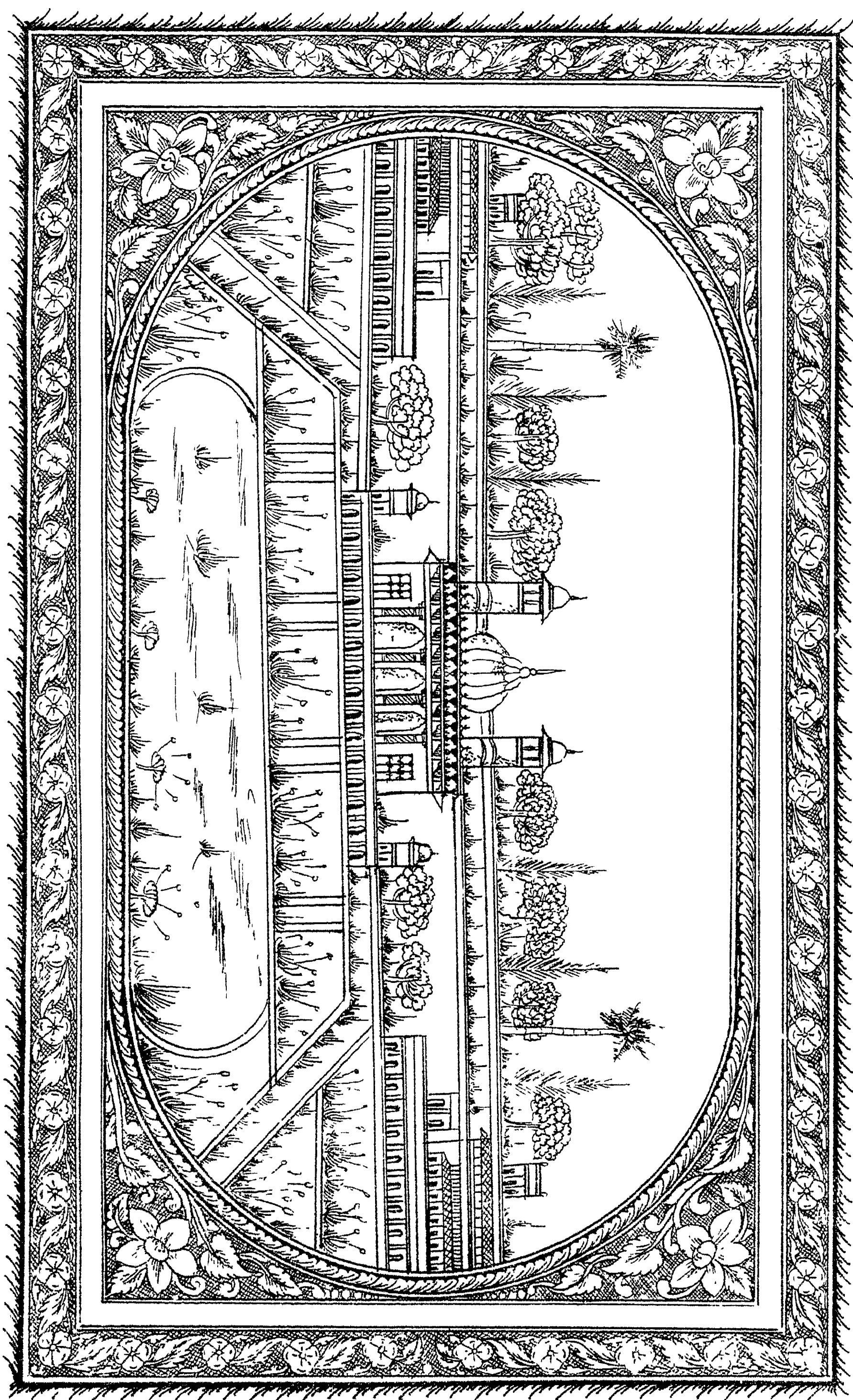
عجب خوبیان رکھتی تھی ہر دکان
زبان کر نہین سکتی انکو بیان

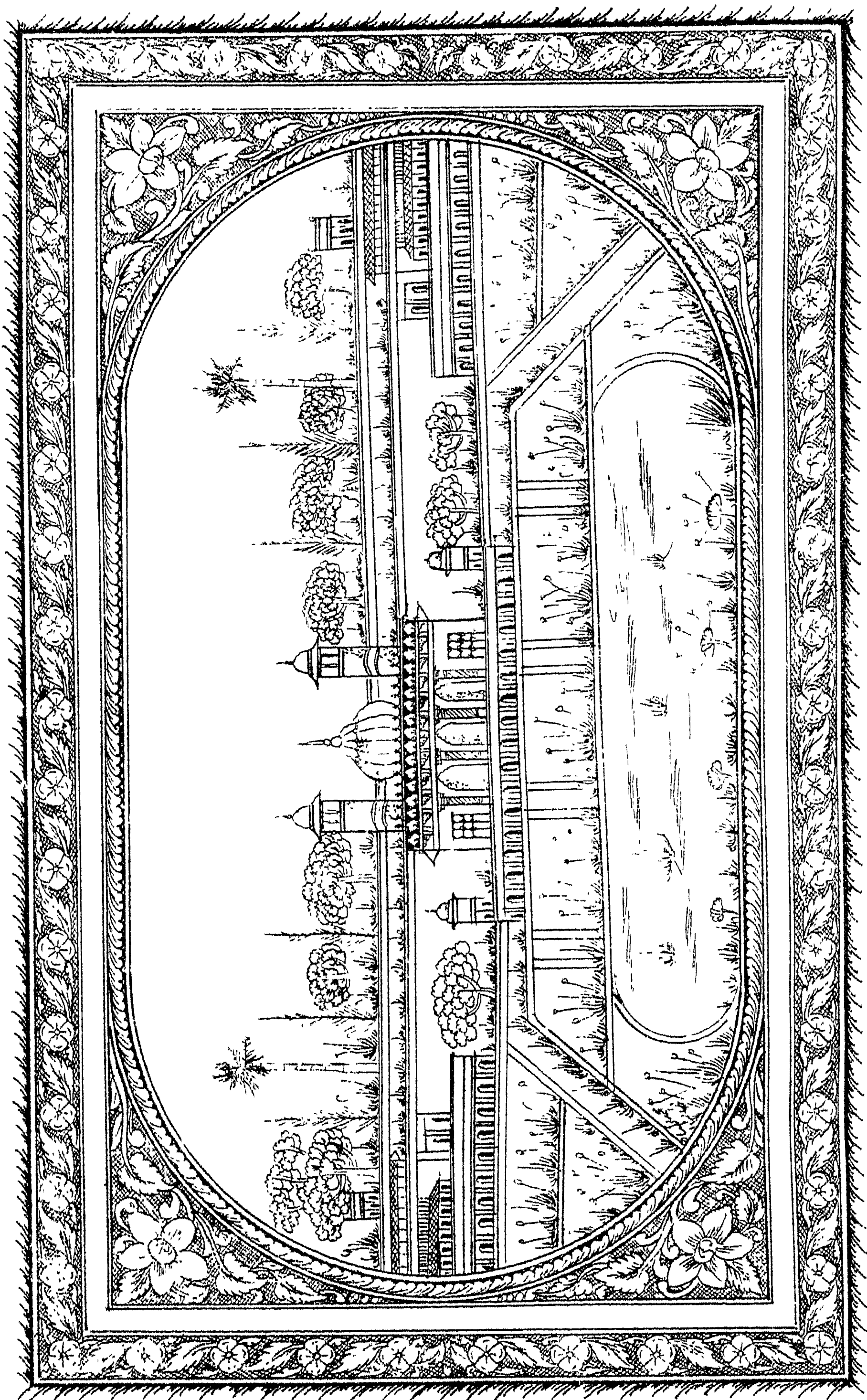
بنا چاندنی چوک تھا جو وہان
تھین اوسمین بہت طرح کی خوبیان

وہ آرائش و زیب کا تھا ہجوم
کہ از شرق تا غرب تھی اوسکی دھوم

صفت مین ہر اک کوچے کی کہی کیا
جز اسکی کہ گلزار کا رشک تھا

دکانین بنی عمدہ تھین سب وہان
تھین سنگین مثل دل دلبران





مکانات تھی صنعتون سی بھرے
تھی دو منزلی بعض سہ منزلی

عجب شان رکھتی تھی دیوار و در
تھی سقف اور کرسی بہت خوب تر

مصفا تھی آئنہ سی بیشتر
برستا تھا نور اون پہ آٹھون پہر

مکانونکی آگی جو تھی سائبان
چمکتی تھی وہ جملہ بلور سان

دکانونکی آگی تھین سڑکین جو وان
تھین اونمین بھی ہر طرحکی خوبیان

بہت تھین تھین اور پختہ تمام
بآرام پھرتی تھی وان خاص و عام

بنی نہر تھی اوسکی بیچ درمیان
عجب لطف سی بہتی تھی وہ روان

تھی جمنا سی لای وہ نہر روان
لگا کر بہت بیب محکم وہان

تکلف سی ہر اک دکاندار وان
تھا دکان مین بیٹھتا شادمان

ہر اک قسم کی وان دکاندار تھے
بشوکت دُکانومین تھی بیٹھتے

بچھا کر سر تخت زیبا بساط
ہر اک بیٹھتا تھا بصد انبساط

پس پشت ہوتا تھا تکیہ کلان
اک اعزاز رہتا تھا جس سے عیان

ہر اک جوہری اپنے پیش نظر
جواہر تھا رکھتا بہت خوب تر

تھی زیور بھی ساتھ اونکی عمدہ تمام
غرض بکتی تھی از سحر تا بشام

دُکانون پہ صرافونکی رہتی تھے
مہیا بہت پول ہر قسم کے

کھلی رہتی تھی توڑونکی وان ڈھن
تھی بیع اونکو کرتی یہ نیکو چلن

دکانون مین بزازون کے برملا
لگا رہتا انبار کپڑی کا تھا

بہت قیمتی اور بھی کم بھا
ہر اک قسم کا کپڑا اوان ملتا تھا

حریر اور کمخواب اور پرنیان — بکثرت یہ رہتی تھی زیبِ دکان
تمامی کی تھان اور زربفت کے — ہزارون ہی ہر روز وان بکتی تھی
کلی اور کچکہ بنت اور کرن — یہ از تاب مثل سہیل یمن
بنارس کا یہ مال با آب و تاب — بکثرت وہان ہوتا تھا دستیاب
فرانس اور جرمن کے دوکاندار — تجارت کا جو کرتے تھے کاروبار
دُکانون کو رکھتے تھے آراستہ — بآئین و انداز پیراستہ
بُلور اور شیشی کا سامان تمام — چنا رہتا تھا میزون پر وان مدام
حلبی وہان آئنے پر ضیا — جو دیوارون پر تھی لگی جابجا
ہر اک شی کا عکس اُنمین تہا جلوہ گر — بہت بڑہتا تھا اوس سی لطف نظر

تھی ٹٹرکونکی رخ پہ جو کمرون کی در — کواڑ اونکی شیشونکی تھی سربسر

عجب رنگ کی چلمنین عمدہ تر — پڑی رہتی تھین اون پہ با کروفر

معزز تھی تجار جتنی تمام — بعظمت تھی کرتی تجارت کا کام

سوا اونکی ہر پیشہ ور بھی وہان — قرینی سی رکھتی تھی اپنی دکان

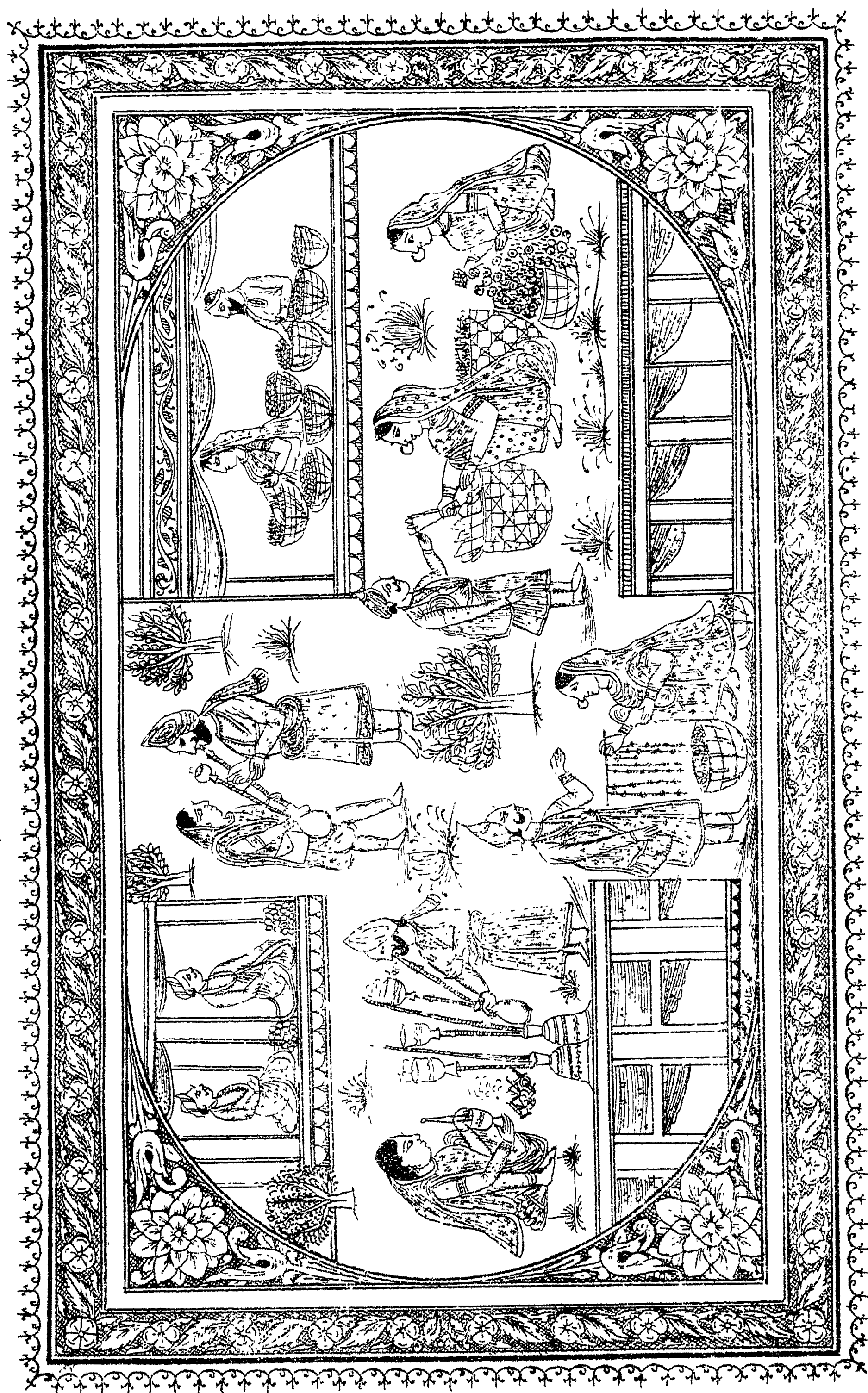
تھی جس شی کی ہر ایک دکان وہان — مقابل مین تھی اسکی اسکی دکان

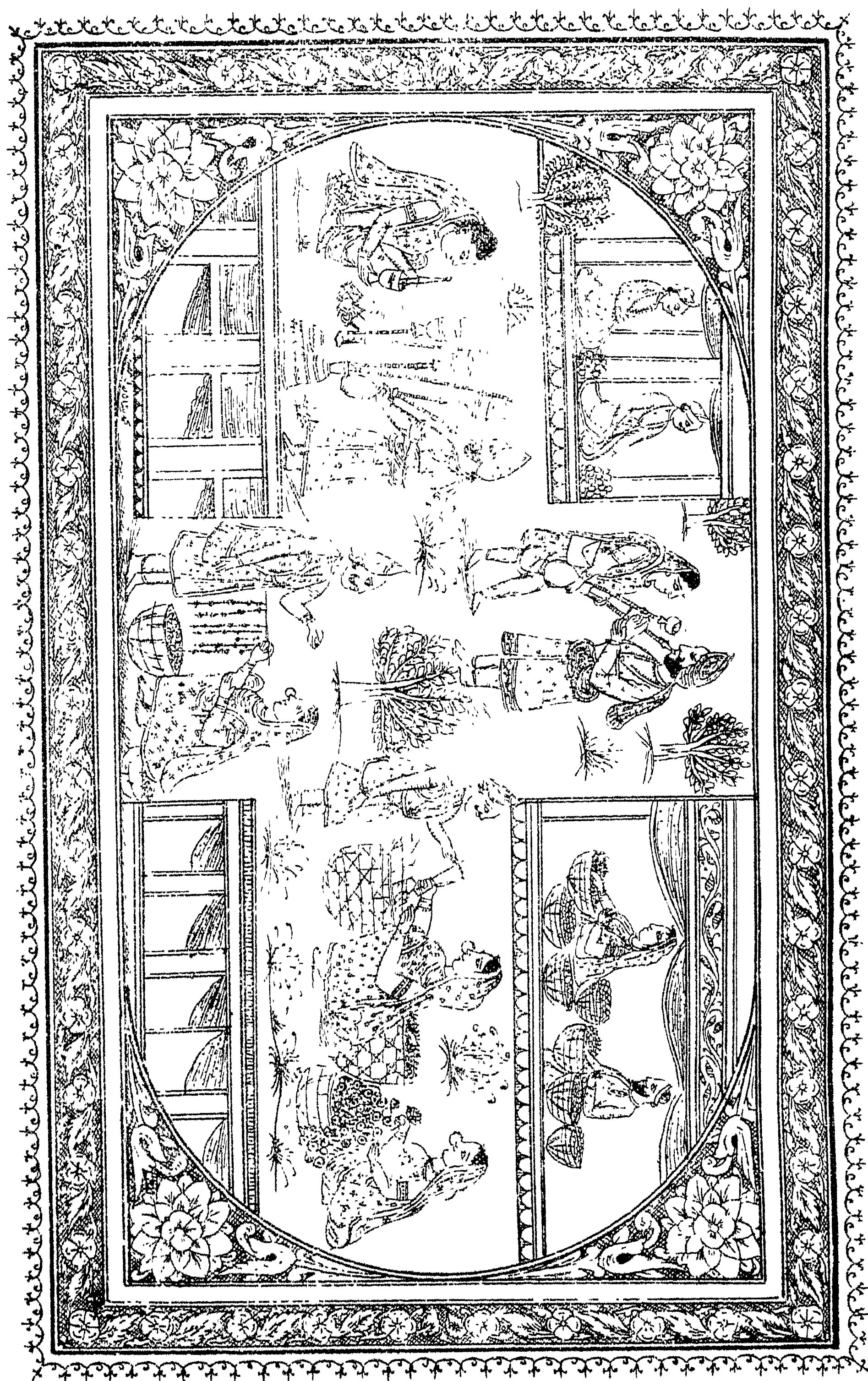
بہت خوبی کی ساتھہ وان روز و شب — دکانین لگی رہتی تھین سبکی سب

لذیذ اور مزیدار شیرینیان — بنا کر سلیقے سی حلوائی وان

اونہین تولکر تھالونمین رکھتی تھی — بشیرین کلامی تھی بھر بیچتی

جو باورچی اور نان بائی تھی وان — بہت عمدہ رکھتی تھی وہ بھی دکان





پکا کر ہر اک قسم کا وہ طعام — دکانون مین رکھتی تھی با اہتمام

غرض یہ تھی جو کوئی کھائی اُسی — بہت خوش ہو اور دام دلخواہ دی

بناز و ادا ساقیین جا بجا — پلاتی تھین بھر بھر کی حقی سدا

تماکو بھی حقون مین وہ بھرتی تہین — کہ کہیے جسے غیرت مشک چین

تہین تمبولنین بہی دکہاتی اک آن — لی آتی تہین عمدہ دساور کی پان

گلوری بنا کر اک انداز سے — خریدارون کو دیتی تہین ناز سے

اور آکر وہان مالنین گلعذار — دکہاتی تہین مثل چمن اک بہار

چمیلی کی جوہی کی بیلی کی ہار — بنالاتی تہین یعنی وہ عشوہ بار

اور اقسام کی زیورِ دلفروز — گلون سی بنا کر لی آتی تہین روز

دکانوں پہ اونکو بحسنِ نظام — وہ رکھتی تھیں اور بیچتی تھیں مدام

کیا کرتی تھی گشت واں سڑکوں پہ — بہت سودی والی ادہر اور اُدہر

لگاتی تھی آوازیں یعنی مدام — باآواز ہر شے کا لیتی تھی نام

خریداروں کو تاکہ ہو آگہی — غرض یہ اوس آواز سی اُنکی تھی

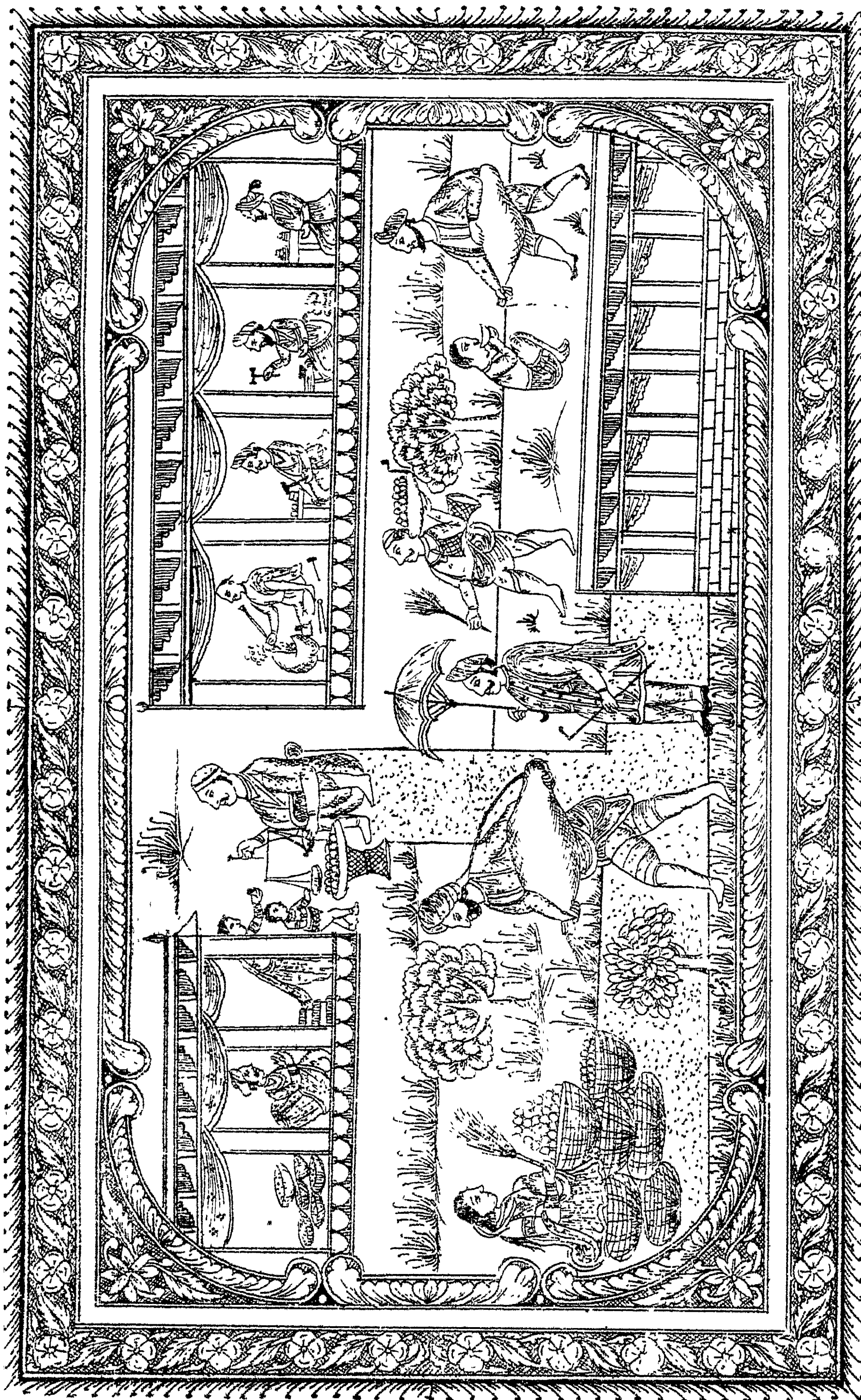
ہر اک قسم کا سودا بکتا تھا وان — کسی جا تھا ارزان کسی جا گران

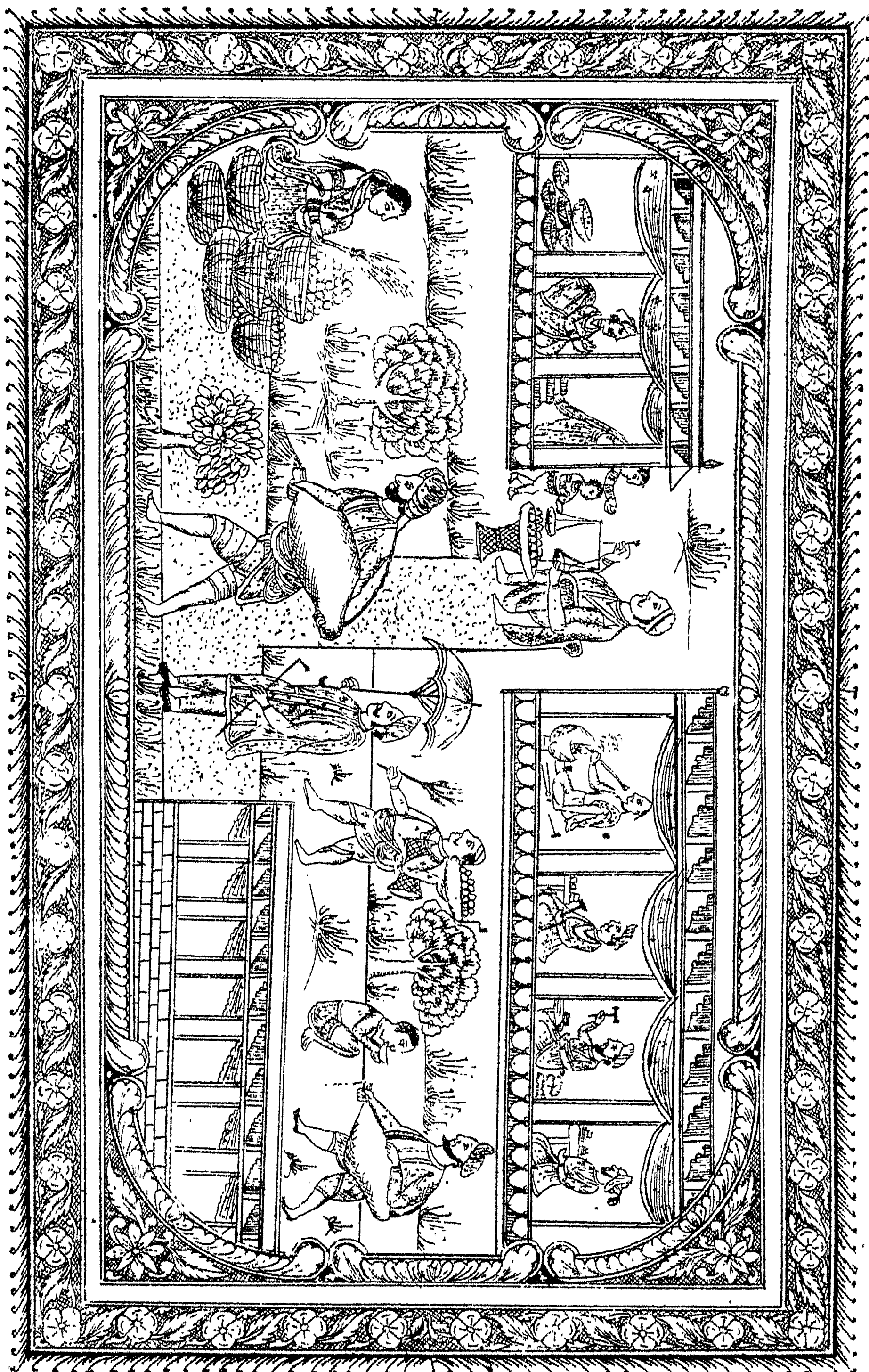
غرض وان تمیز اور سلیقی کی ساتھ — بکا کرتا ہر سودا تھا ہاتھوں ہاتھ

سڑک کی جو بڑی تھی وان صبح و شام — لیی پھرتی تہی سقّے مشکین تمام

وہ کرتی تھی چھڑکاؤ وان بار بار — رہی تو دبا اوس سی گرد و غبار

کٹوری کھنکتی تھی وان سقّونکی — پیاسون کو کرتے وہ سیراب تھے





طلب کرتا تھا اونسی جو تشنہ کام
اوسی دیتی تھی آبِ شیرین کا جام

یہ بازار از صبح تا نصف شب
کشادہ تھا رہتا بلطف عجب

بپا رہتا تھا شور و غل اسقدر
کہ سب کہتے تھے کان الحذر الحذر

کرو ختم اب حال بازار کا
بہارِ گلستان کا لوٹو مزا

اُٹھا کر نظر کھولکر گوشِ ہوش
بہار مضامین رنگین کا جوش

سنین اور دیکھین سخن فہم کل
کہ کیا کیا کھلائی ہین نایاب گل

تعریف گلزار

کہان ہی مرا ساقیِ خوشخرام
مجھی آکی دی تند صہبا کا جام

سرور آئیگا نشۂ مے سے جب — عیاں لطف ذکر چمن ہوگا تب

بہت باغ شاہی جو تھی وان بنی — عجب پُر فضا قابل دید تھی

جو گلشن تھی آراستہ جابجا — وہ سب تھے مسرت فزا دلکشا

ثمر اور گل سی شجر تھے بھرے — کھڑی سرو تھی باندہی اپنی پری

کھلی اوسمین تھے یاسمین نسترن — بہت عمدہ پھولون سی پُر تھی چمن

کہین صف بصف تازہ وخوب تر — لگی جو ہی بیلی کے تھی وان شجر

کہین عشق پیچان کی بیلین بلند — کہین عمدہ گل مہندیان تختہ بند

کہین موتیا تھا کسی جا پہ گُند — صبا جنسی پاتی تھی خوشبوی تند

مہکتا تھا خوشبو سی شبو کے باغ — تھی سورج مکھی شبکو مثل چراغ

بوقت سحر چٹکتا تھا جب گلاب ۔ نکلتا تھا نظارہ کو آفتاب
دکھا کر مدن بان پر زیب آن ۔ چلاتا تھا در پردہ نکہت کی بان
دکھاتا تھا سوسن بھی اپنی بہار ۔ اوداہٹ سی کرتا تھا شام آشکار
ہر اک پھول گیندی کا گلدستہ تھا ۔ کہ سو رنگ گل سی ہر اک بستہ تھا
کھلی تختی داؤدی کی تھی جہان ۔ ہر اک سمت شمشاد تھی پاسبان
جو تختی تھی خشخاش کی جا بجا ۔ تھا اونمین ہر اک رنگ کا گل کھلا
وہ خوشبو جو دیتی تھی مدہ کامنی ۔ وہ کیا بھینی بھینی تھی بوئیدنی
سنہری کھلی تھی جو وان جعفری ۔ تھی نذر اونکی لاکھون گل اشرفی
بھرا تھا شگوفون سی کوئی چمن ۔ کہین سیوطی لطف سی خندہ زن

ہر اک قسم کی وان تھی گل بیشمار
دکھاتی تھی ہر قسم اپنی بہار

قرینی سی تھا خوب چمپا لگا
تھا باغ اوسکی خوشبو سی مہکا ہوا

تھی کیوڑی سی لبریز جو جو چمن
دکھاتی تھی وان بھونری مستانہ پن

گلون کا ہو جب اِسطرح ازدحام
نہ کیون ہو بکف لالہ عشرت کا جام

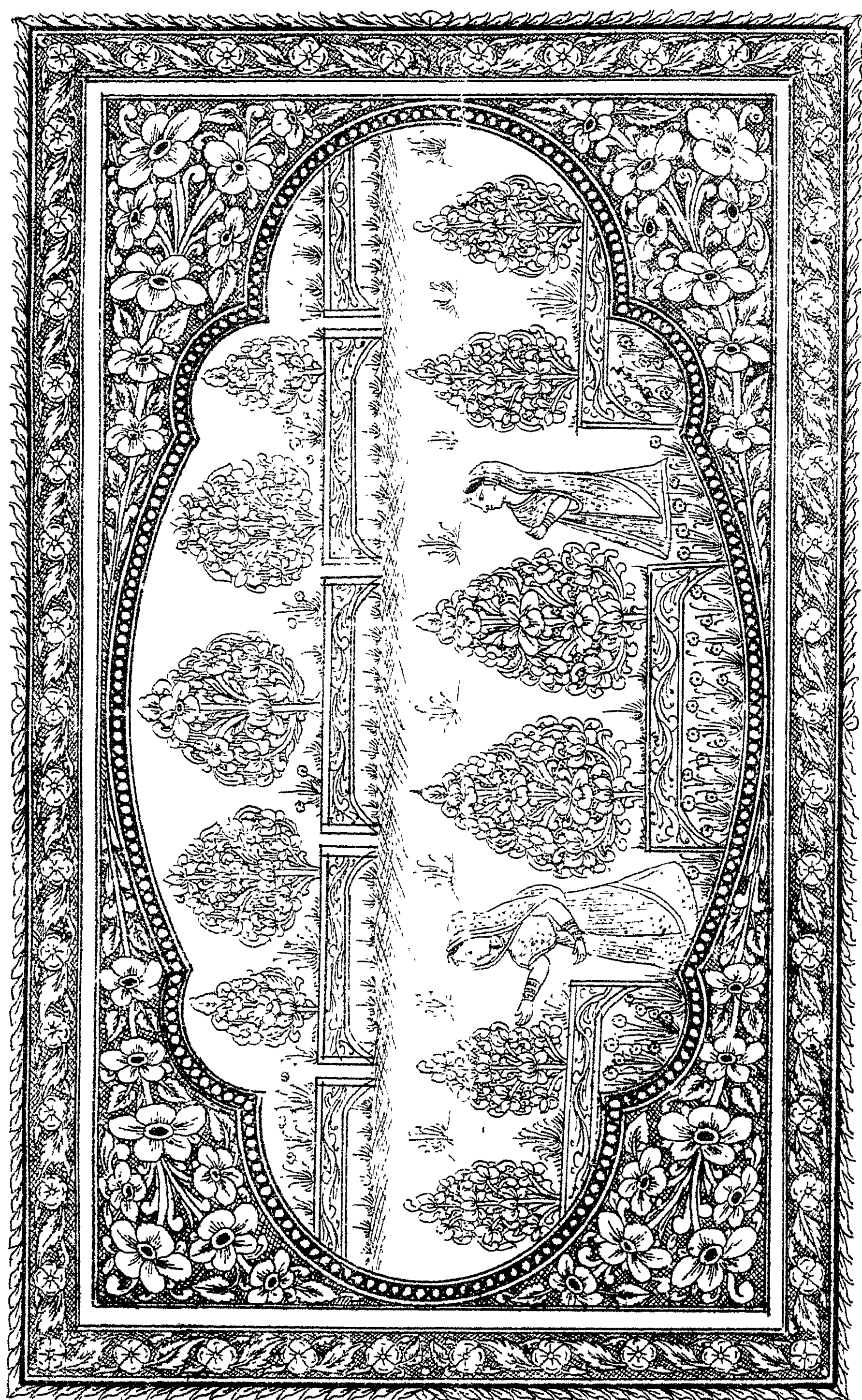
صفائی کو گلزار کی دیکھکر
تھی نرگس صفت حیرتی ہر نظر

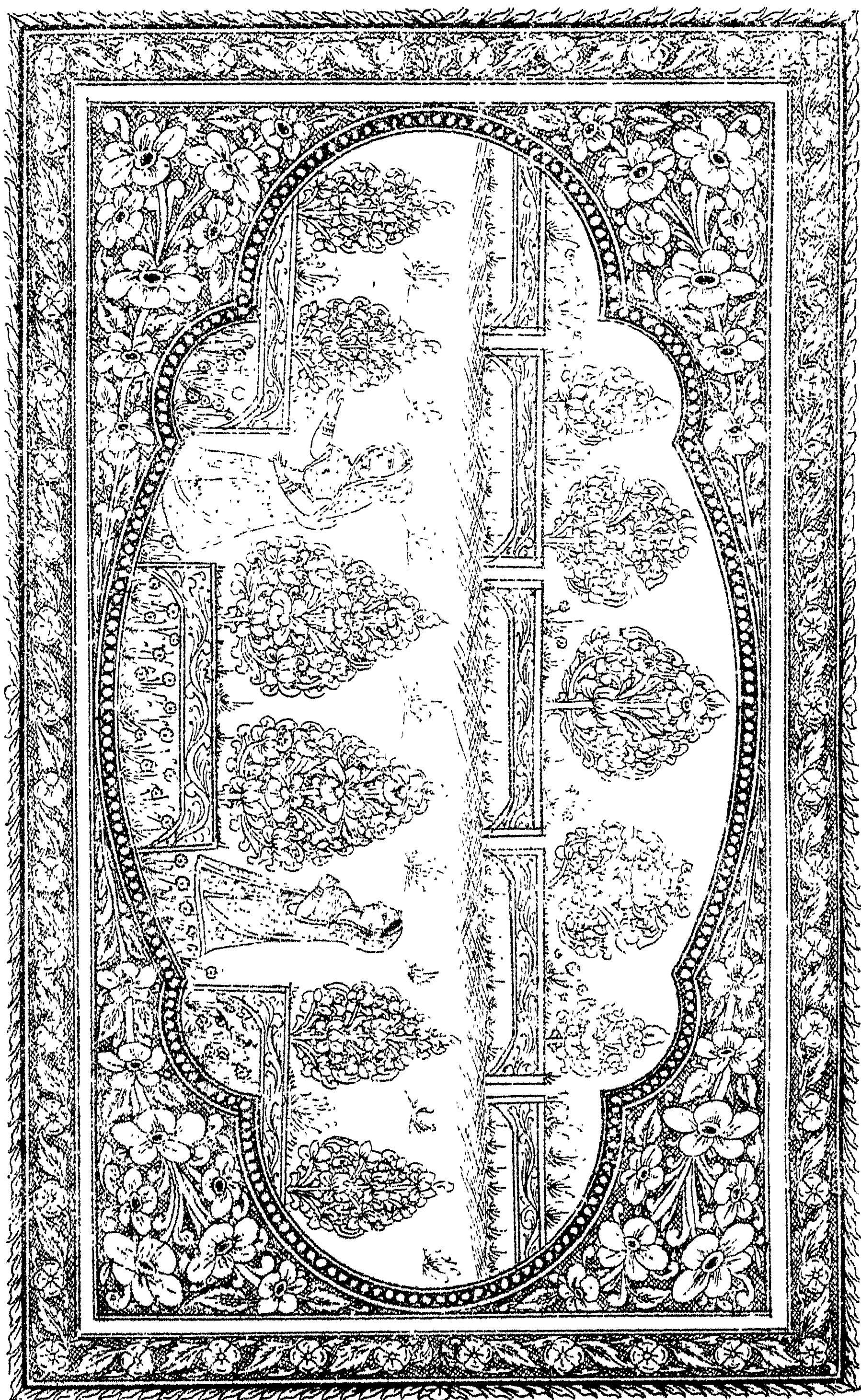
تھین مہندی کی ترشی ہوئی ٹٹیان
خیابانونکی پہلو مین بستہ دلان

تھی نوخیز سبزی کی ایسی بہار
زمرد تھا خوبی پہ جسکی نثار

گھنی خوب تھی مولسریونکی جھاڑ
تھی کثرت سی گل کی گلونکی پہاڑ

جو وان آکی چلتی تھی ہر دم صبا
بچھا رہتا تھا فرش گل کا سدا





تھین چمپونکی اندر جو وان کیاریان | بھری تھین ہری اونمین ترکاریان

صندلین روش کی جو تھین درمیان | مزین تھین کیا اونسی پہلواریان

جہان کیلون کا ہوگیا تھا ہجوم | وہان رہتی تھی کیا ہی خنکی کی دہوم

لگی تھین جہان نیبو نارنگیان | زمین بوس وان رہتی تھین ڈالیان

ترنج اور شہتوت آڑو لکاٹ | لگائی تھی موقع سی سب جہانٹ جہانٹ

کہین رنگتری تھی کہین تھی انار | کہین نخل امرود کے باردار

کہین قلمی آنبون کی اور تخمی کے | بجنس قرینہ لگی جہاڑ تھے

یہ لذت مین جو تھی بہت دلپذیر | تھی نام اونکے بھی دلربا بینظیر

تھی انجیر و سیب و بہی کی شجر | بہت خوشنما اور بر از ثمر

تھا ہر نخل کم رک کا خوبی مین فرد
لگی کم رکین اونمین تھین زرد زرد

تھین انگور کی جو گھنی مانڈیان
نہین جاتی تھی دھوپ ہرگز وہان

کہین کشمشونکی تھی خوشی لگے
کہین تھی شجر مشمشونکی پہلے

پہلی ناریل کی تھی نخل اسقدر
کہ چوٹی سی جڑ تک نہ تھی جز ثمر

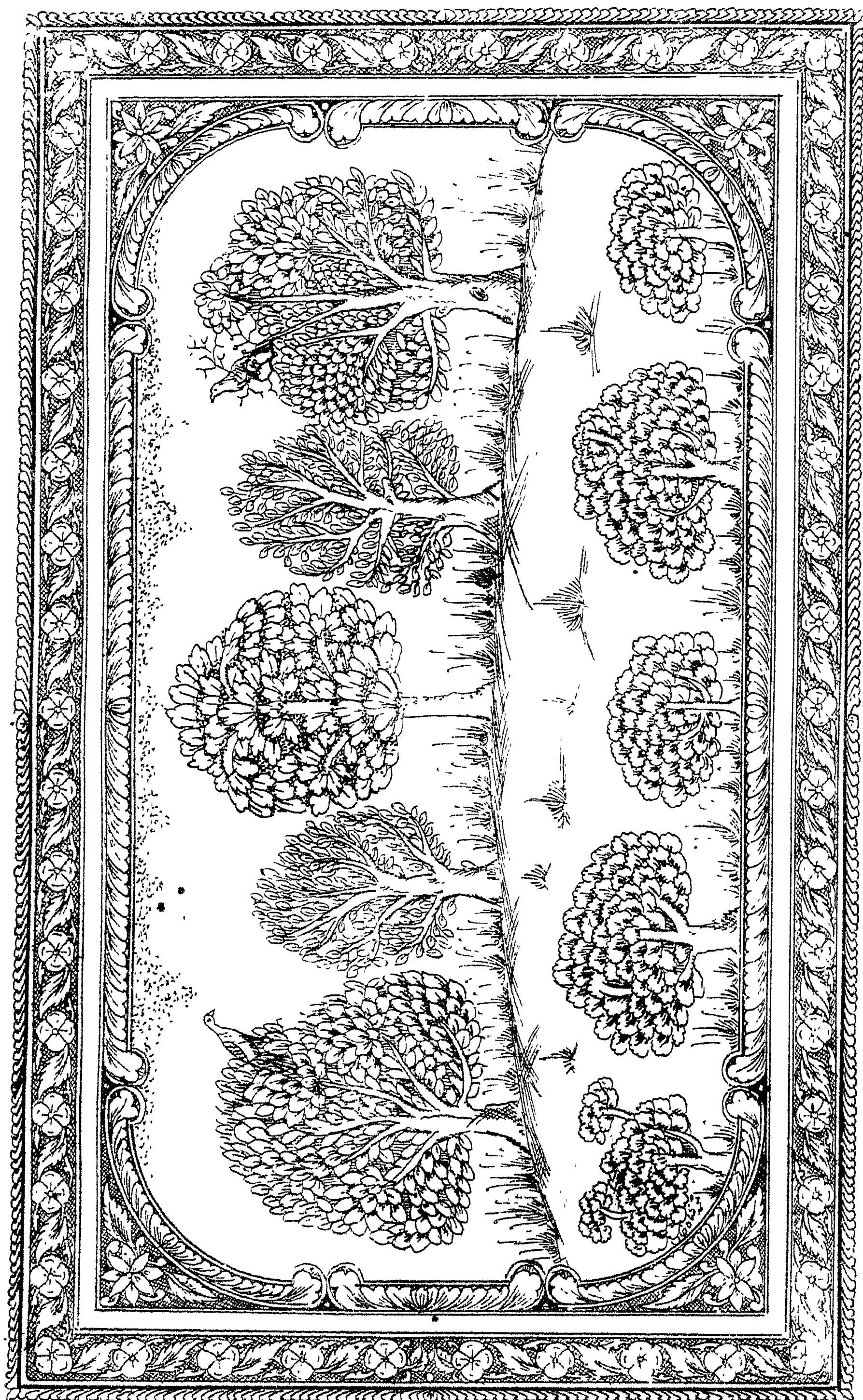
تھی ایسی پہلی فالسونکی شجر
کہ تھی رنگ سے اونکی تازہ نظر

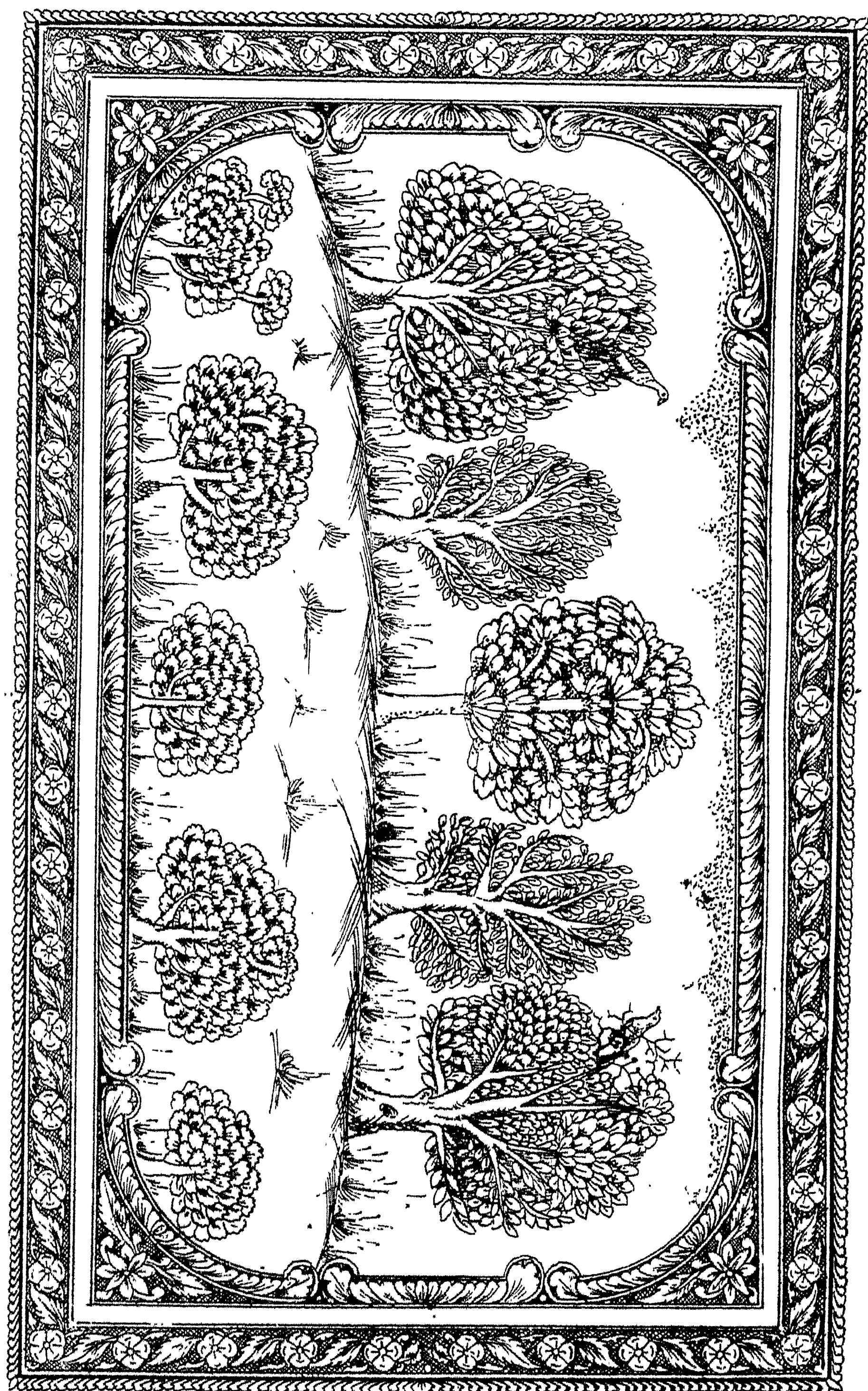
کہین پر تھی پیوندی بیرونکی جہاڑ
لگی اونچی اونچی کہین پر تھی تاڑ

کہین پستی اخروٹ بادام کے
لگی تھی شجر عمدہ اقسام کی

لگی تھی کروندے جو ونجی تمام
پلاتی تھی جامن لطافت کا جام

تھی جوز اور جوتری سے لگے چہالیا
درختون نے باغونکو تہا چہالیا





یہ تھی اونکی کیفیت ازدحام ۔ پہلونکی بہی لکھون کہانتک مین نام

بہری میوہ وگل سی تھی سب نہال ۔ تھی طاربہی وان کی نہایت نہال

بہار چمن دیکھکر ہر زمان ۔ عنادل رہا کرتی تہین نغمہ خوان

وہ سب ہوکی خوش کہتی تہین بارہا ۔ کرو حسن گلشن پہ تن من نثار

تھی جب سنتی بلبل کی نغمونکا شور ۔ تھی بس ناچتی مست ہوہوکی مور

جو تہین سرو پر قمریان جلوہ گر ۔ یہ کہتی تہین منقار کو کھول کر

کہ ای طوطیو تم ہو بیٹھی کہان ۔ کرو وصف گلزار آ کر بیان

ہر اک برگ کا تم اولٹکر ورق ۔ صفات چمن کا سناؤ سبق

غرض دیکھکر اوسکی عمدہ فضا ۔ ہر اک مرغ نغمہ سرا ہوتا تھا

جب اسطرح سی باغ تیار ہوا | بخوبی و زیبائی جلوہ نما

عمارات بس عالی و دلکشا | بموقع ہوئین اونمین زیب بنا

بنی بنگلی اور کوٹھی کمرے کلان | بصد زیب و عمدہ صنائع وہان

بنائی تھی اونمین وہ نقش و نگار | کہ کہتی جسی جان جوشِ بہار

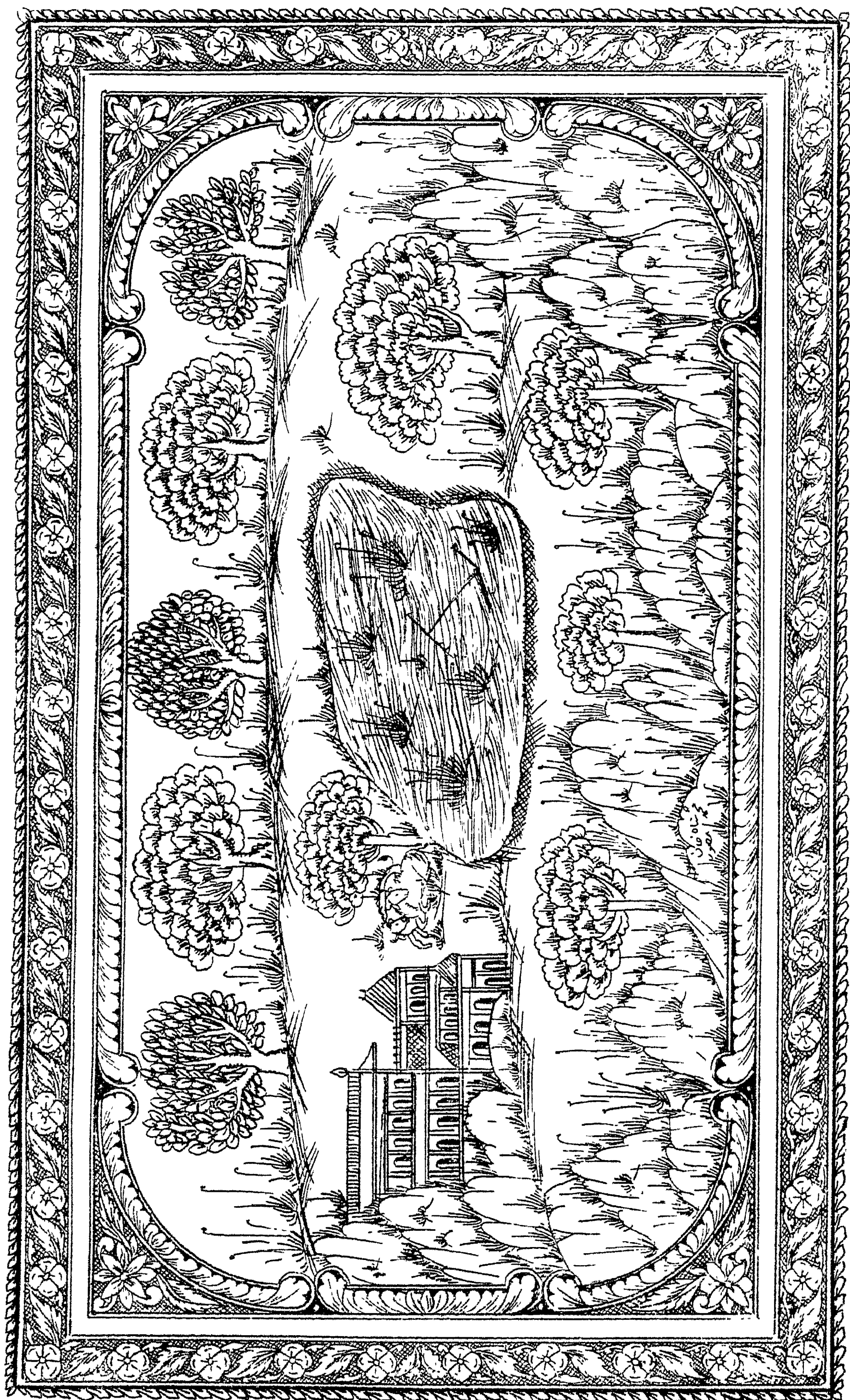
بناکر گل و شاخ و برگ و شجر | رنگی تھی عجب رنگونسی خوب تر

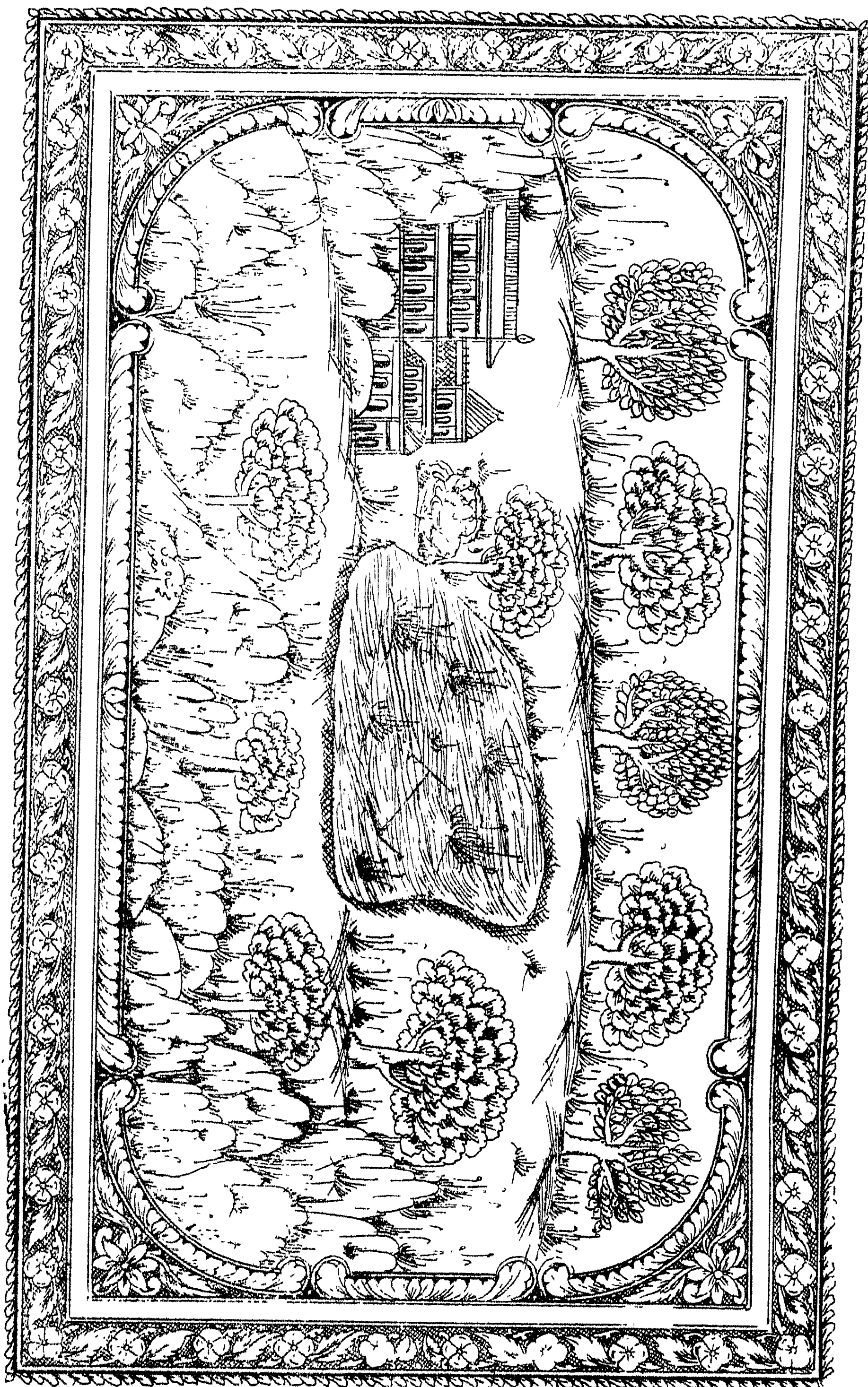
تھی دیوار و در کی جو جا درمیان | لگی وہان تھی موقع سی ماہی دہان

جب آب اونکی مونھہ سی تھا ہوتا روان | صندلیونمین فوراً پہنچتا تھا وان

جو کابو جو تھی صحن مین سنگ کی | وہ آب مصفا سی پُر رہتی تھے

وہ تھی حسن و خوبی مین مثل گل | بجای حباب اونمین بہتی تھی گل





ہوئی ایسی تیار وان عمدہ چاہ
خنک ہوتی تھی جن پہ جا کر نگاہ

کہین پر عمیق ایسی تھی باولے
تھی تہ جسکی تحت الثری سی ملی

بنی گرد جو تھی کووسے نکے مکان
تھی بس خنکی سی وہ فرح بخش جان

دہانون پہ اونکی لگی تھی وہ چرخ
کہ چکر اتا تھا دیکھکر اونکو چرخ

ہر اک سو چرس موٹھہ چلتی تھی جو
روان آب رہتا تھا ہر سمت کو

جو موٹھونسی گرتا تھا پانی دہان
بصد لطف ہوتا تھا ہر سو روان

جو گرد روش پانی بہرتا تھا وان
تھی جدول کشتی اُس سی بالکل عیان

مصفّا سفید اور سیدہا طویل
کہون کہکشان اوسکو یا سلسبیل

جو ہوتا تھا جمع آب صافی دہان
چمکتی تھی تہ اوسکی آئینہ سان

بجا ہی ہر اک حوض کو تھی جیوان
کہوں چشمۂ مہر روے بتان

بنا اونکی تھی اسیلیے دلنشین
کہ تھین عمدہ اندازسی سب بنین

مربع کوئی اور کوئی شش پہل
کسی کی بنا تھی لبشکل کنول

ہلالی و بیضاوی سورت جمکھے
نظر اونپہ رکہتی تھی انجم سب جھکے

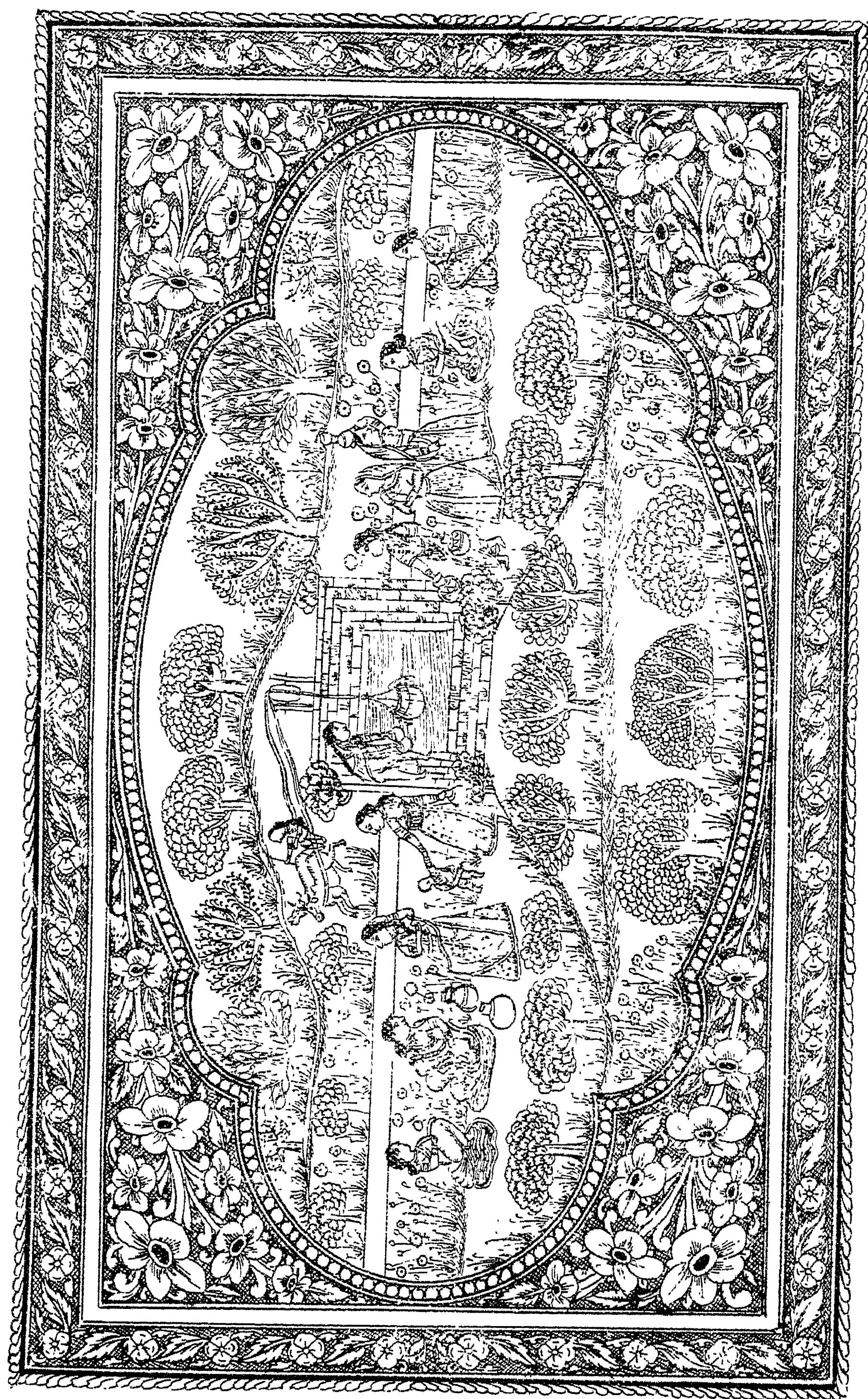
کوئی تھا مدور بھی ایسا بنا
کہ کہیی جسے چشمہ تہا مہر کا

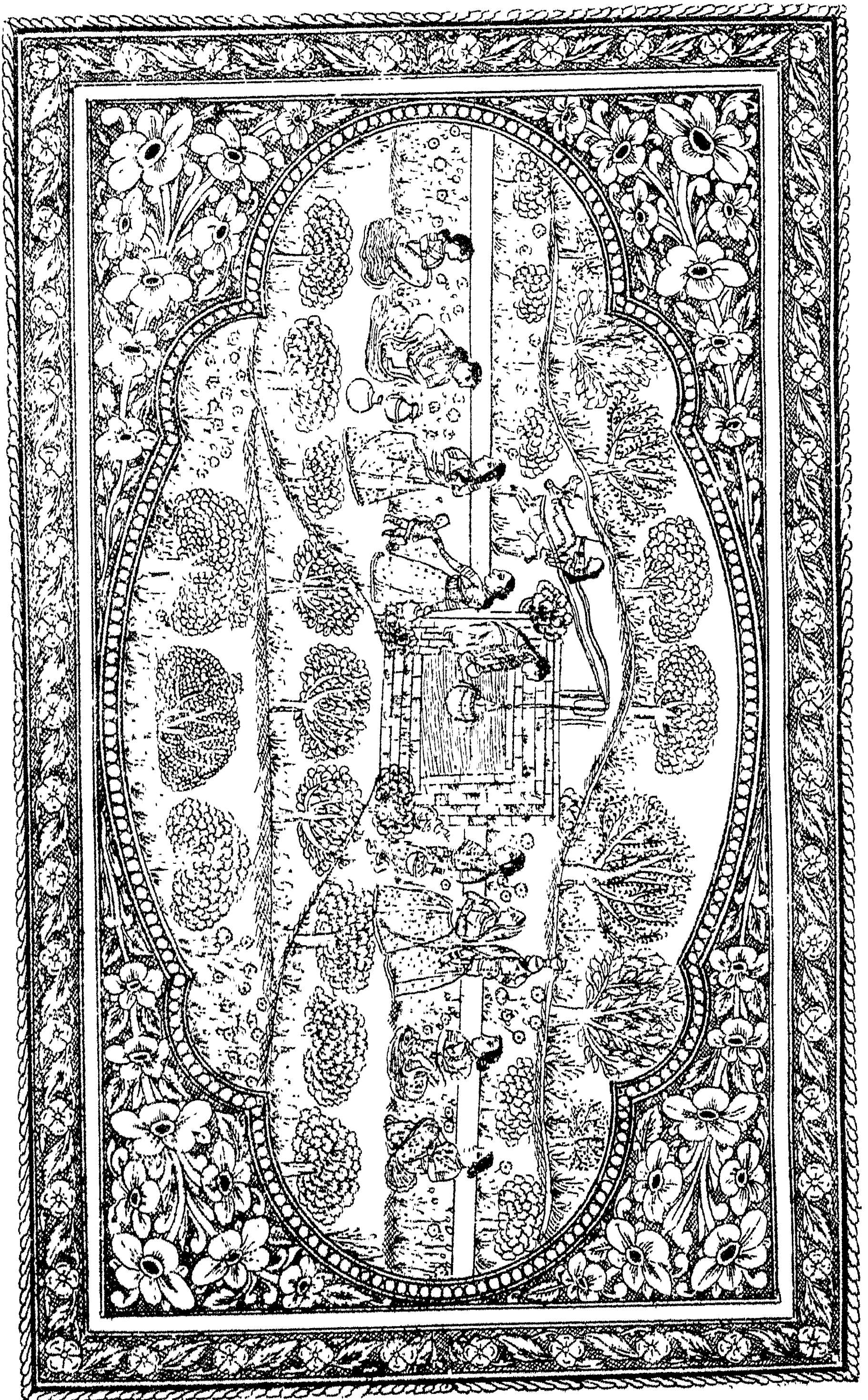
لگے انمین فواری تھی بیشمار
بنی تھی بہت عمدہ تر آبشار

وہان چھٹتی تھی نہر جب حوض پر
تھی بوند اونسی گرتی مثال گہر

روان ہوتا تھا پانی چادر کا جب
اُبل پڑتی تھین نہرین پُرہو کی تب

پئی زیب بستانِ شاہی مدام
رہا کرتا تھا خوب یون اہتمام





بنی تھی جو گلشن پی بیگمات
وہ کرتی تھین سیر اونکی دن اور رات

محلات کے آگی جو صحن تھے
چمن عمدہ تر وان لگائی گئے

بنائی گیی پائین باغ ایسی وان
کہ کہتی تھی خلق اونکو باغ جنان

ہر اک نخل سبز و شاداب تھا
ثمر بھی ہر اک اونکا نایاب تھا

کہین تھا نظر باغ بیش نظر
بھری رہتی تھی اوسمین گل اور ثمر

رہا کرتی تھی وان ہمیشہ بہار
خزان کا گذر وان نہ تھا زینہار

لکھی کیا قلم اونکی خوبی کا حال
زبان کر سکی کچھ بیان کیا مجال

گل و غنچہ و برگ و شاخ و شجر
یہ سب تھے فرح بخش روح و نظر

کہین آبجو تھی چمن مین جو وان
ہمستی تھی ہر سو روان اور دوان

وہ تھا گردشِ آب کا زور شور — کہ یاد آتا تھا جس سے دریای شور

روش جو چمن کی تھی وہ صاف تھی — تھی خوشرنگ سرخی ہر اک پر بچھی

جو سبزہ تھا اوس سرخی پر اوسکا رنگ — بس آنکھوں میں کھب جاتا تھا بیدرنگ

نظر ایسا آتا تھا وان جابجا — کہ لعل اور زمرد لیے تھی بچھا

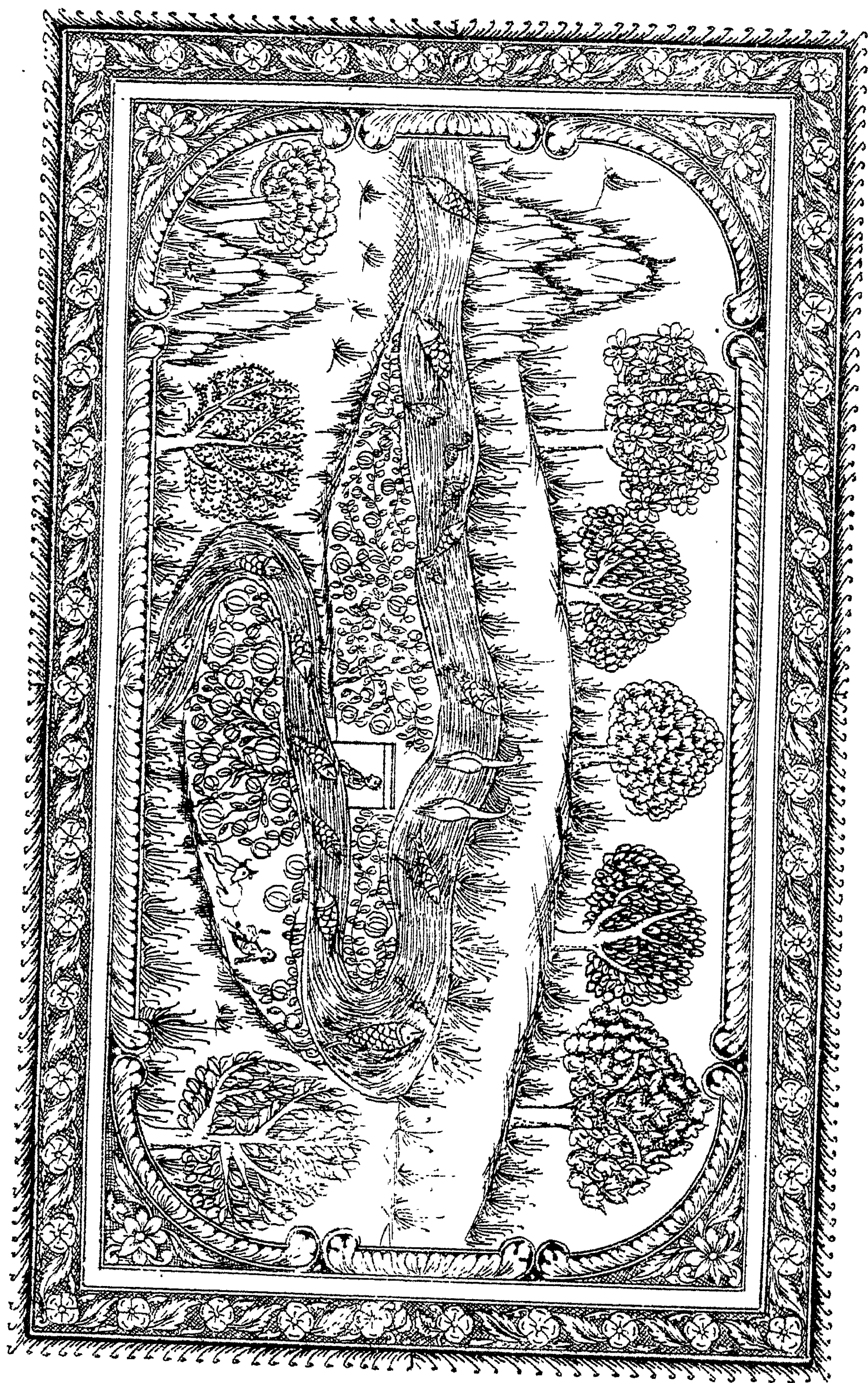
سندیلون کا چمنونکا لطفِ بہار — کیا تھا پئی حسن یون آشکار

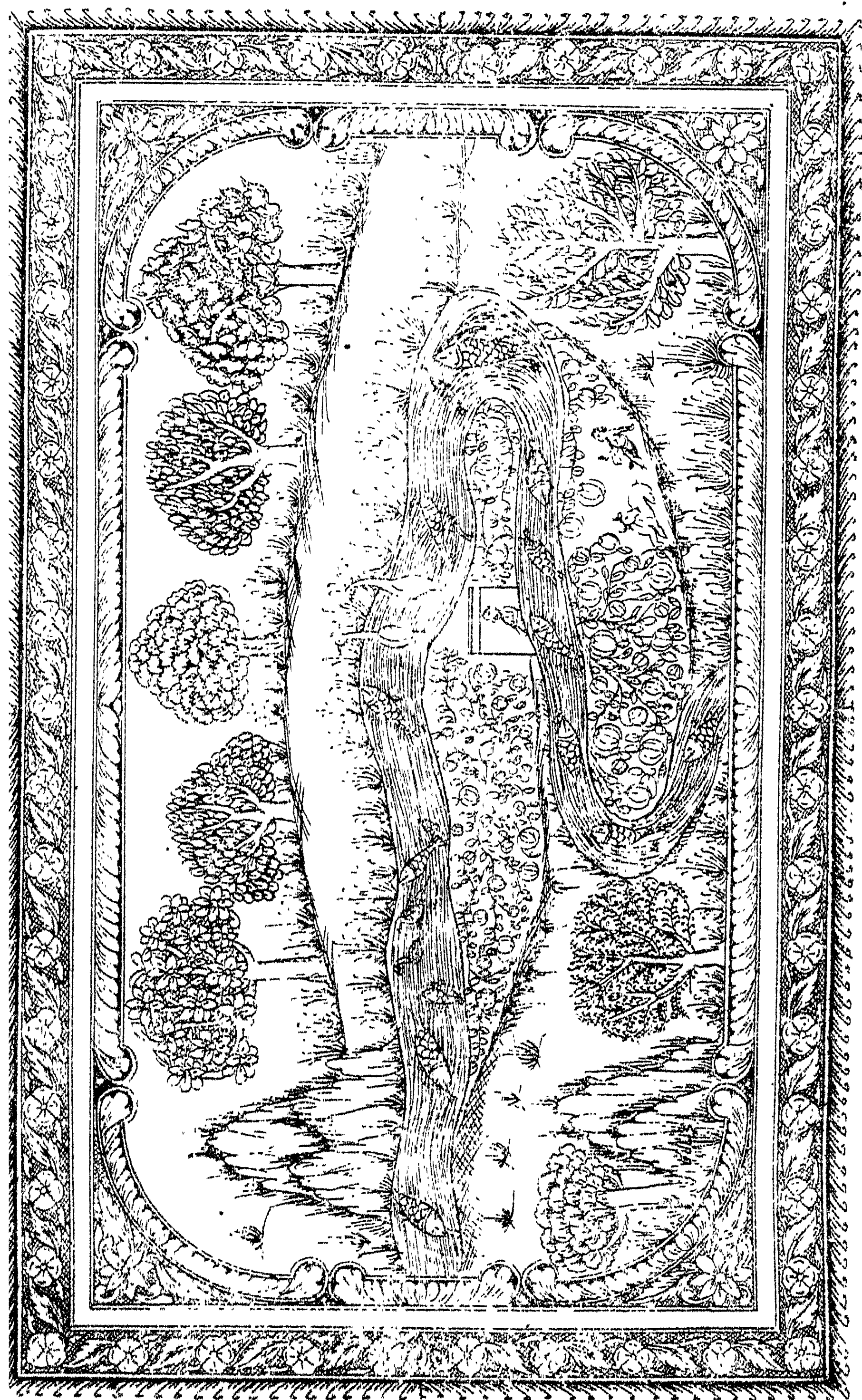
کہ موقع کو ہر اک جگہہ جانچکر — لگائی تھی نایاب و موزون شجر

تھا شبو کہین اور کہین لالہ زار — تھی گل مہندیونکی کسی جا قطار

ہر اک قسم کی گل کی تختے تمام — نظر آتی تھی وان شگفتہ مدام

بہت سے محافظ سلیقہ شعار — بجالاکی رہتی تھین مصروف کار





مقرر وہان جو تھی جس عہدہ پر اُسی وے تے انجام تھی خوب تر

وہان دیکھتی بھالتی پھرتی تھین شجر اور گل مالنین نازنین

لیے کھرپیان ہاتھہ مین نازسی چمن صاف کرتی تھین انداز سی

جو تھی گولہ بندی بھی مدِ نظر لیے پھرتی تھین بیلچی عمدہ تر

بنا کر سندیل اور روش کو تمام مصفا بہت کرکی باہتمام

بچھاتی تھین اسپر وہ سرخی تمام کہ جس سی زمین دلکہا ہوتی تھی دام

نظر کرکی اسمی تناسب پہ کام دیا تھا ہر اک کو حسنِ نظام

جتے جنجل اور سندر اونکا تھا نام دیا جنکو وان کی صفائی کا کام

تھا وان دل لگن جیت لگن جنکا نام وہ کرتی تھین اس کام کا انتظام

جماتی تھین سرخی پہ سبزہ دوب ‏ بناتی تھین گل بیل کی نقشی خوب

تھاتن سکھ کا ہنس مکھ کا کیا روپا ‏ کہ ہوتی تھین ہر قسم کی وان بہا

کہین پر کہڑے کام روشام رو ‏ بتاکید کرتی تھین یون گفتگو

رہی ہر روش صاف آئینہ سان ‏ نہ اک خس بھی بیکار چھوٹی یہان

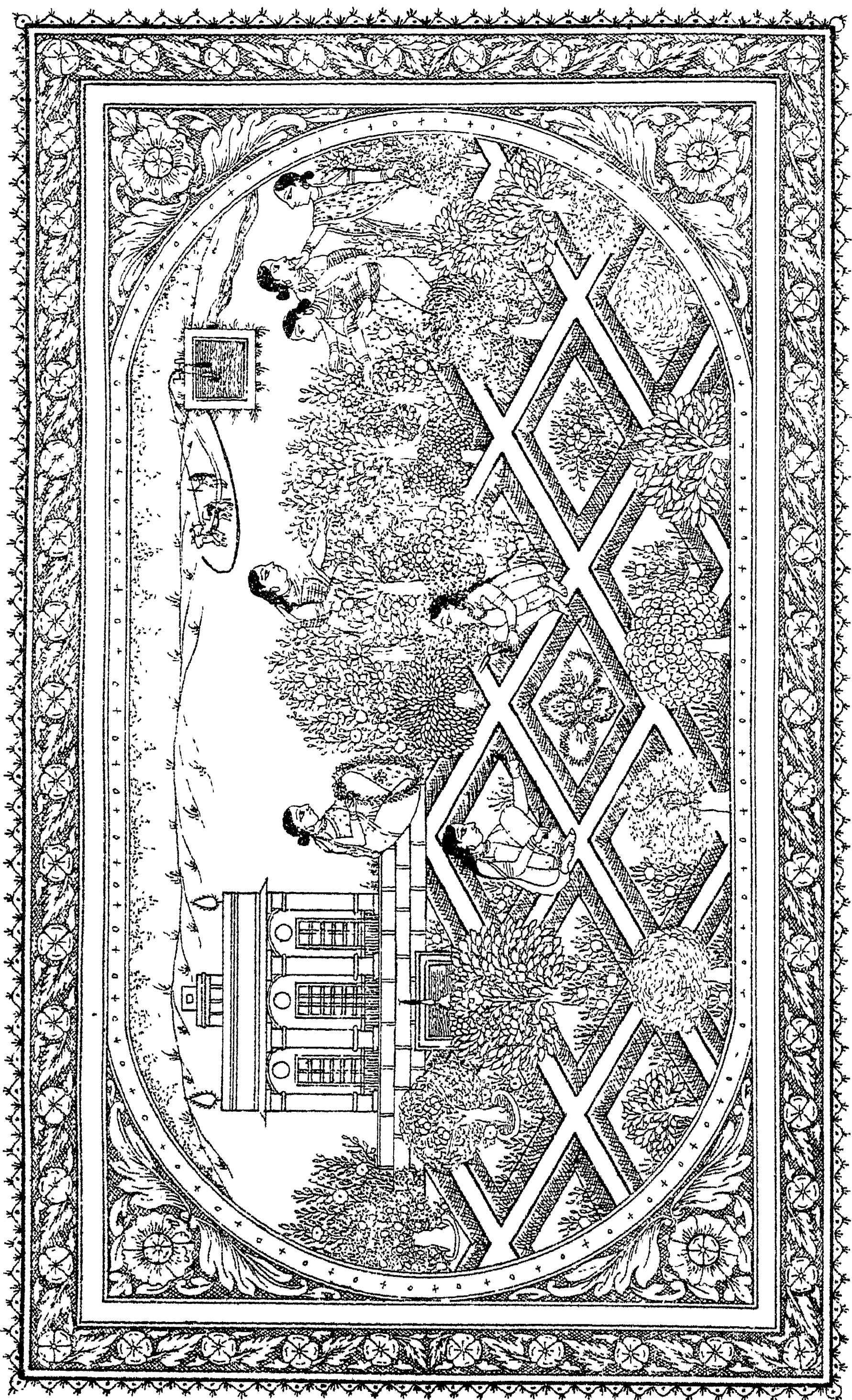
سمن جوہی اور چمپہ اور رای بیل ‏ کہین بیٹھکر تھین بساتی پھلیل

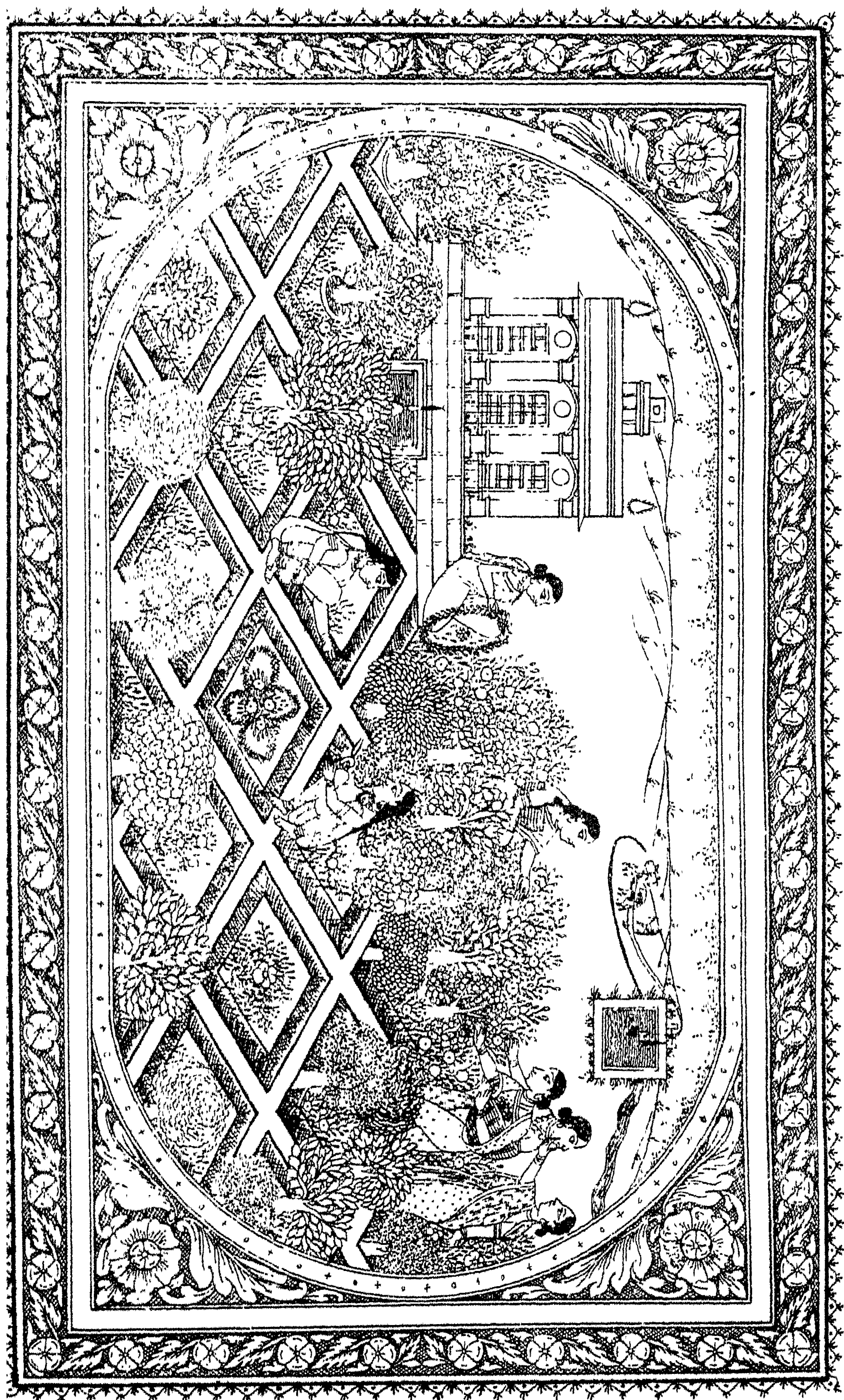
تھین گونتی اور تارا روپا رتن ‏ کہین بگل جیتی ہرے چمن

بناتی تھی پھولون کا زیور گلاب ‏ بہت خوب اور عمدہ ولا جواب

جو گلدستہ بندی کا کرتی تھی کام ‏ بصد عمدگی اوسکا گیندا تھا نام

غرض تھین رنگیلی چھبیلے تمام ‏ جو باہم گلستان کا کرتی تھین کام





وہ لہنگونکی گھیر اور کچھی ساریان — بنی گاتیون پر تھین گلکاریان

بنی اوڑھنی تھی ہر اک نازنین — بشیرین زبانی و خندہ جبین

ہر اک کام وان کا سلیقے کی ساتھ — کیا کرتی تھین ملکی سب ہاتون ہاتھ

بصد زیب و زینت مثال دلہن — سدا رکھتی آراستہ تھین چمن

ملک زادئین بیگمین مہ لقا — وہان رہتی تھین جلوہ فرما سدا

جلیسین تمام اور مغلانیان — بعیش و طرب سیر کرتی تھین وان

خواصین کنیزین بہی تھین دلستان — عجب چہلونسی گشت کرتی تھین وان

شمیم اور نکہت نسیم اور صبا — تھین گلگشت کرتی بناز و ادا

کہین کیتکی سیوتی اور نازبو — بحسن ادا پھرتی تھین چارسو

لیے جھولیوں مین تر و تازہ گل — کرتا بلبلین ہو کی مستانہ گل

پھنسین دام مین زلف کے آنکر — ترانے سی تا گوش ہون بہرہ ور

سہی سرو اور سوسن او خوش خرام — لگاتی تہین گشت گلستان تمام

بہم پھرتی تہین دوڑتی کھیلتے — بناز یک دیگر کو تھی ٹھیلتے

صنوبر قد و سبزہ ریحان بہار — یہ تہین سب کی سب نوجوان گلعذار

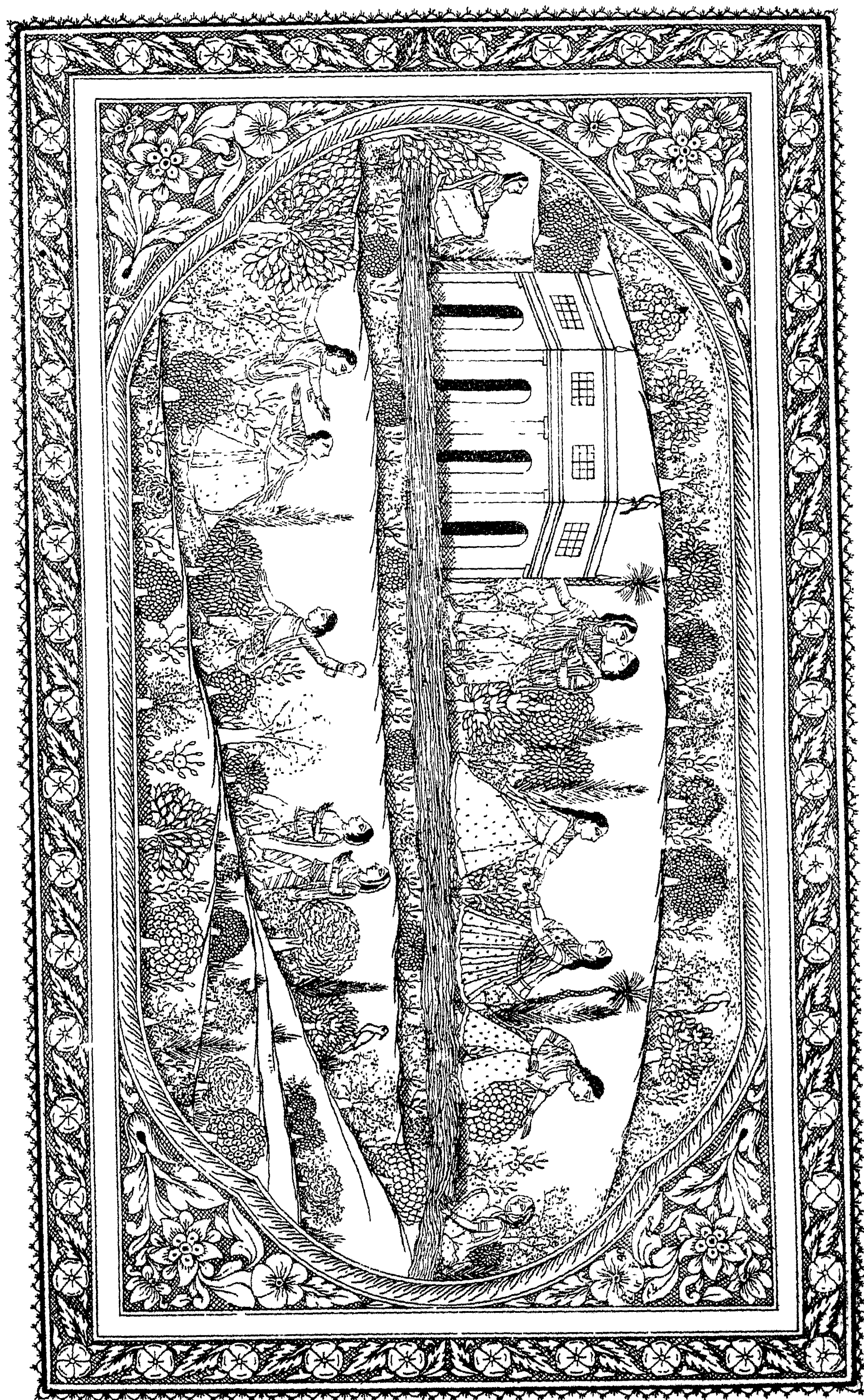
لب نہر پر بیٹھکر شادمان — کیا کرتی تہین آب بازی وہان

تہین گلنار اور نرگس و ارغوان — لئی چیدن گل معین وہان

بہت چیتی سی توڑ لاتی تہین سب — گل و غنچہ چیدنی با طرب

غرض جملہ یہ لالہ رو غنچہ لب — اُٹھاتی تہین گلشن سی حظ عجب





جو اہل مکان تھی وہان ذی وقار کیا کرتی تھی جلسے وہ پُربہار
بایجاد خاطر وہان نت نیا ہوا کرتا تھا جشن عشرت فزا
کوئی مہ لقا کرتی تھی اہتمام شب ماہ مین باشکوہ تمام
کمال قمر کے جب آتی تھی شب سمان چاندنی کا وہ کرتی تھی تب
کوئی کرکی آرائش بوستان بسنت اُسمین کرتی تھی جلوہ کنان
کوئی کرکی ساون کا دلمین خیال کئی جمع احباب بے قیل و قال
درست اُسکا کرتی تھی سامان تمام ہو ساون کا تا خوب تر ازدحام
بفرط مسرت کوئی شوخ و شنگ یہ کہتی تھی ہولی کا کھیلینگے رنگ
غرض ایسی جلسی بعیش و طرب ہوا کرتی تھی محلون مین روز و شب

رہا کرتی تھی شاد و خرم تمام　　بجز عیش کی کچھ نہ تھا اور کام

ہوئی مثنوی جب یہاں تک رقم　　تو چاہا قلم نے نہیں توڑی دم

مگر اِن سموں کی بیان سی ذرا　　نہ سیری سی خاطر ہوئی آشنا

ہوی نام جلسوں کی جسدم رقم　　تو دل نی کہا دای ہی کیا ستم

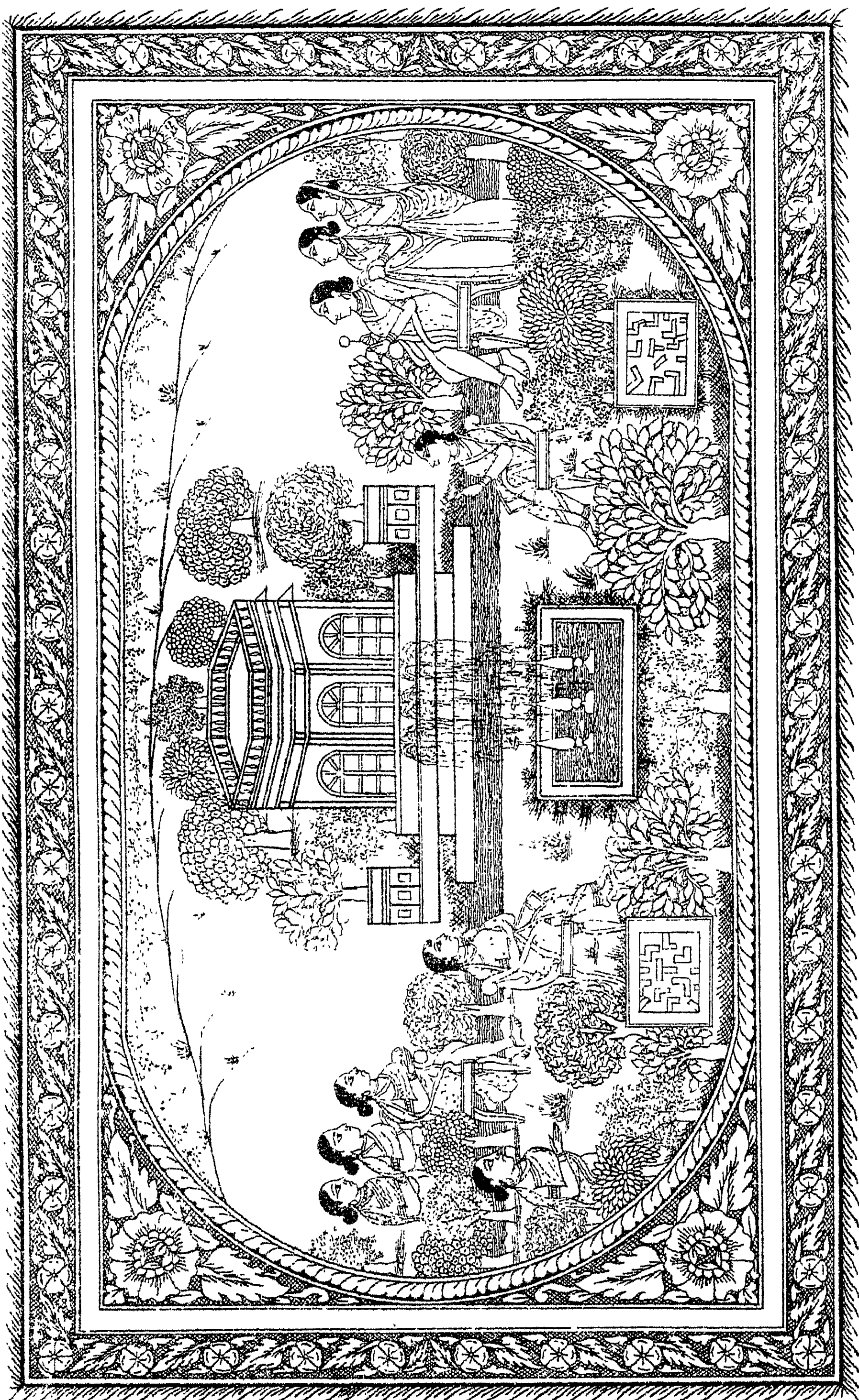
سُنا کر ہمیں ایسی جلسوں کی نام　　بیان اُسکا کیوں رکھتی ہو ناتمام

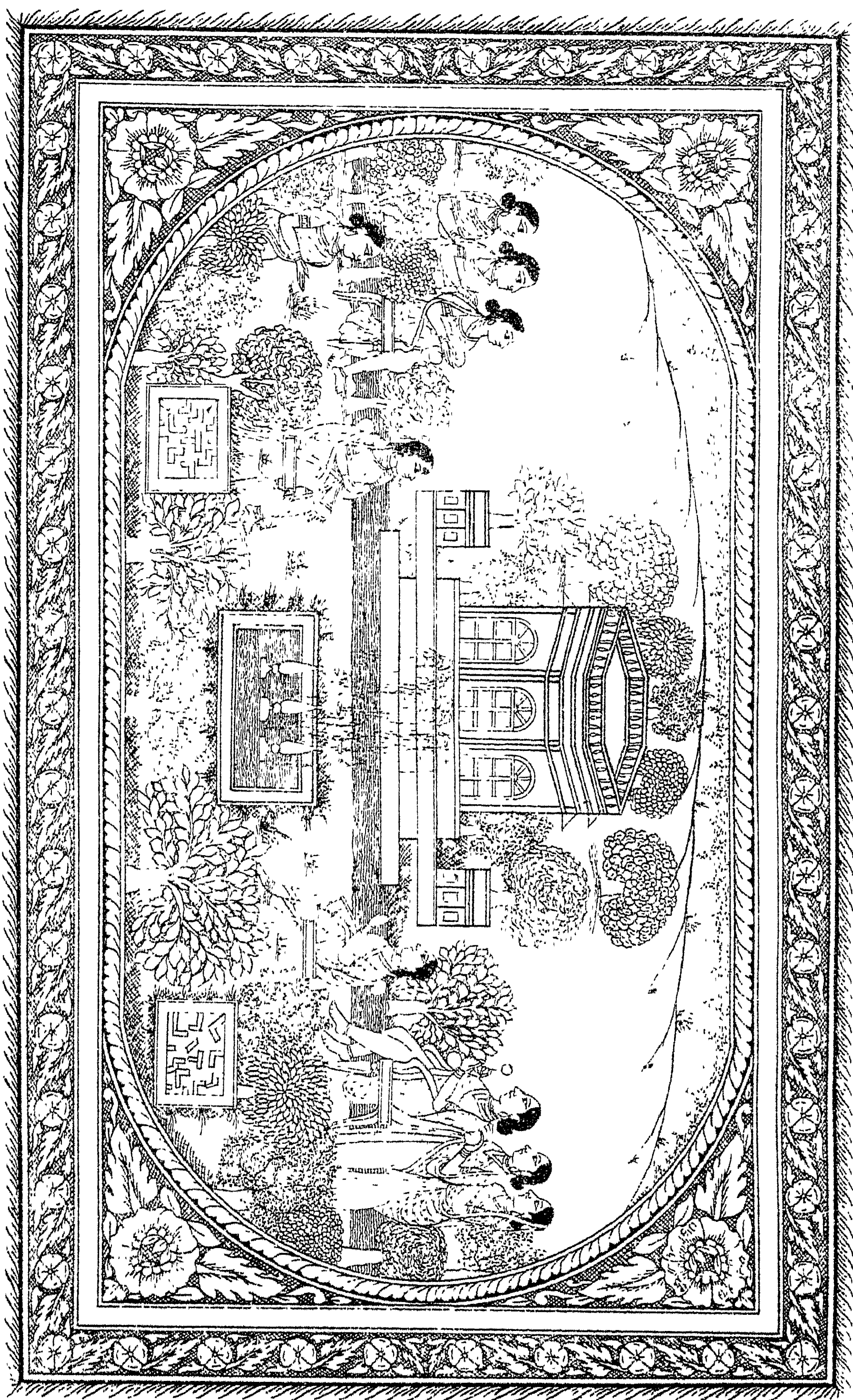
یہ شاہوں کی بازیب جشنوں کا حال　　رقم کیوں نہیں کرتی ہو خوش خصال

سمیں انکی بھی ہونگی عشرت فزا　　سنادو ہمیں انکو بھی برملا

ہوا واصل گوش جب یہ سوال　　کہا میں نی لکھتا ہوں جلسوں کا حال

اگرچہ نہ تھا طول مدِ نظر　　ولی بیقراری دل دیکھکر





ہوا میل با اختصار کلام
لکھوں تا کہ ہوں یہ سبھی بھی تمام

کہا طبع نے پہلی بی قیل و قال
رقم چاندنی کی ہو جلسی کا حال

کیفیت چاندنی

بہت جلد ای ساقی مہ لقا
شراب مصفا چھلکتی پلا

پیا لی پلا بھر کے صہبا سی جام
شب مہ کا تا ہو عیاں اہتمام

جو دریا کی جانب بنے تھی مکاں
شب مہ عجب جلسہ ہوتا تھا واں

پھری سنگ مرمر کی قلعی تھی کل
تھی ترشی ہوئی اسپہ پیل اور گل

مصفا مجلا وہ تھی اسقدر
کہ شیشی کی گویا تھی دیوار و در

پھر اون پہ ابرک جو تھا پر ضیا
نظر آتا تھا کیا چمکتا ہوا

درخشان تھی ذری ہر اک نقش کی
تھی گویا فروزان ستاری جڑی

سفیدی مین بھی تھی چمک اسقدر
کہ غش کھاتی تھی چاندنی دیکھکر

جو محلونکی اندر چھتین تھین بندہی
روپہلی تمامی کی تھی وہ سبہی

لٹکتی درون پر تھی پردی عجب
بنا بادلی کا تھا کام اون پہ سب

وہ قیتون کی ڈوریون سے کہچی
اور اون مین تھی سلمی کی جہبی لگی

بچھا فرش زیبا جو تہا جابجا
ہر اک اونمین سبی تہا نئی وضع کا

بچھی طاش کی فرش تہی جگمگے
اور اون پر تہی زردوزی تکیے لگی

ہی محلونکی صحنونمین بھی وہ بساط
کہ تھی جوش زن اونسی فرط نشاط

تھی نمگیری زربفت کی وان کہچی
بچھونی مشجر کی اونمین بچھی

لگین نقرئی چوبین تھین بیشمار | کوئی سادہ تھی اور کوئی نقشدار

تھین لنگر کی وان دو ڈیان کھچی | وہ زنار کی عمدہ تھین سب بنی

تھی گرد اونکی جھالر جو عمدہ لگی | سراسر وہ نقیش کی تھی بنی

تھین وریان بہت عمدہ جو وان بچھی | ہر اک اگرہ کی تھی فرمایشی

بچھی چاندنین تھین صاف اور سفید | زمین اونسی تھی شکل صبح امید

لگایا تھا یہ طرہ اون پر نیا | کہ ڈالا تھا مقیش کترا ہوا

چمک اوسکی تھی فرش پر اسقدر | کہ گویا تھی انجم گری ٹوٹ کر

رکھی وان تھی گوشونپہ وہ میز فرش | کہ جا[illegible]ونکی ضیا تا بعرش

یہ سامان کیا تھا پئی روشنی | کہ ہر دو نگین رکھی تھین ہر طور کی

وہان تھی جو دیوار سے لگی — ڈہلی تھی وہ اک ڈال بلور کی
تھی آویختہ فرشی سقفی وہ جہاڑ — چکا چوند تھی جنکی نظرون کی آڑ
جو خالی تھی جا جہاڑونکی درمیان — تھین لٹکائین موقع سی ان ہانڈیان
کنول جہاڑ فانوس جلتی تہی دان — چڑہی اون پہ کافوری تہین بتیان
ستون ساحلون پر تھی صدہا کہڑے — بہت خوب تھے لیمپ اُنپر چڑہی
وہ جب ہوتی روشن تھی ہوتا تہا وان — چراغان سے آب روشن عیان
شعاعونکی جسدم بندہی تھی لڑی — تھی ہر لہر مین چھوٹتی پھلجہڑی
کرون روشنی کا کہانتک بیان — نظر کہتی تھی روشنی کا جہان
یہ ہو چکتی تہین جبکہ طیاریان — وہان جلوہ گر ہوتی تھی میہمان

جب آتی تھی بن بن کی ہر مہ لقا
عجب رنگ ہوتا تھا اوس بزم کا

تھین سب ماہ رو سیمبر گلبدن
ادا رکھتی تھین قاتل اور بانکپن

وہ سب تھین چھبیلی حسین طرحدار
کیا کرتی تھین سب بلا کا سنگار

وہ کرتی تھین بالونکا پھلے بناؤ
کہ افسر بنا دل کا ہے یہ بناؤ

شب مہ صفت مو بھی کہتی ہین نور
ہی وصف اسلیے اونکا لکھنا ضرور

سیاہ و دراز اور باریک مو
سے چلتے گھنی چکنی اور مشکبو

سیاہی مین اونکی وہ ہوتی تھی آب
شب مہ کی شرماتی تھی جنسی تاب

بلای دل و جان تھی گیسو کی بل
لٹکتی تھی ہبری بھی کیا برمحل

بکھر کر جو سینے پہ زلف آتی تھی
شب مہ خجل اوس سی ہو جاتی تھی

اور اونمین تھی افشانکی ایسی جھلک
تھی گویا ستارونکی شب مین چمک

عجب چوٹی جوڑونکا تھا طرز و رنگ
نمایان تھا ہر ایک سی طرفہ ڈھنگ

کسیکی تھی چوٹی چٹائی نما
پڑے تا کمر بلکہ تا ساق پا

گوندھی چوٹی تھی صاف و دلربا
تھا موباف بجلی کا اوسمین پڑا

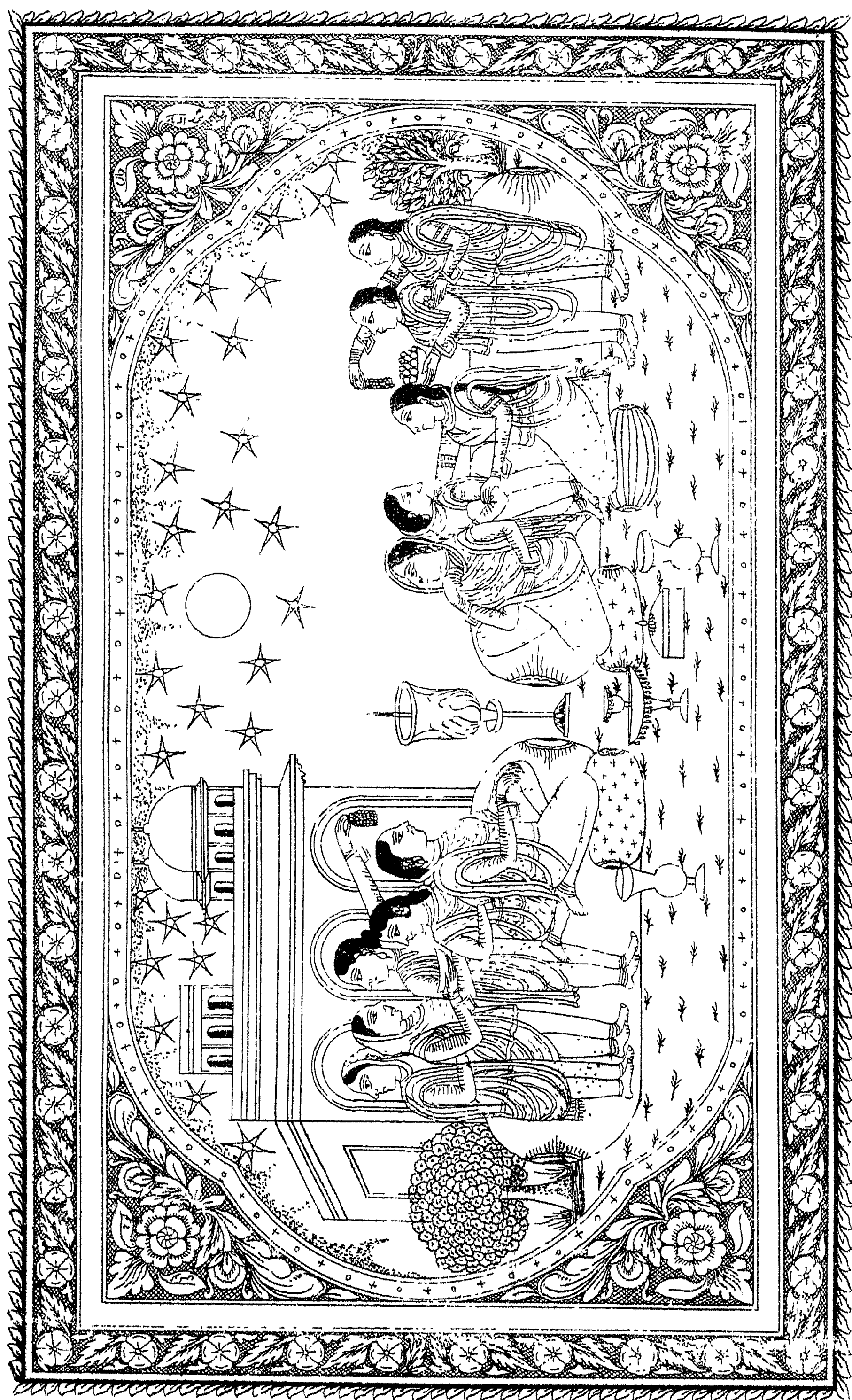
جو موباف تھا نقرئی وان پڑا
تھا مار سیہ کینچلی مین چھپا

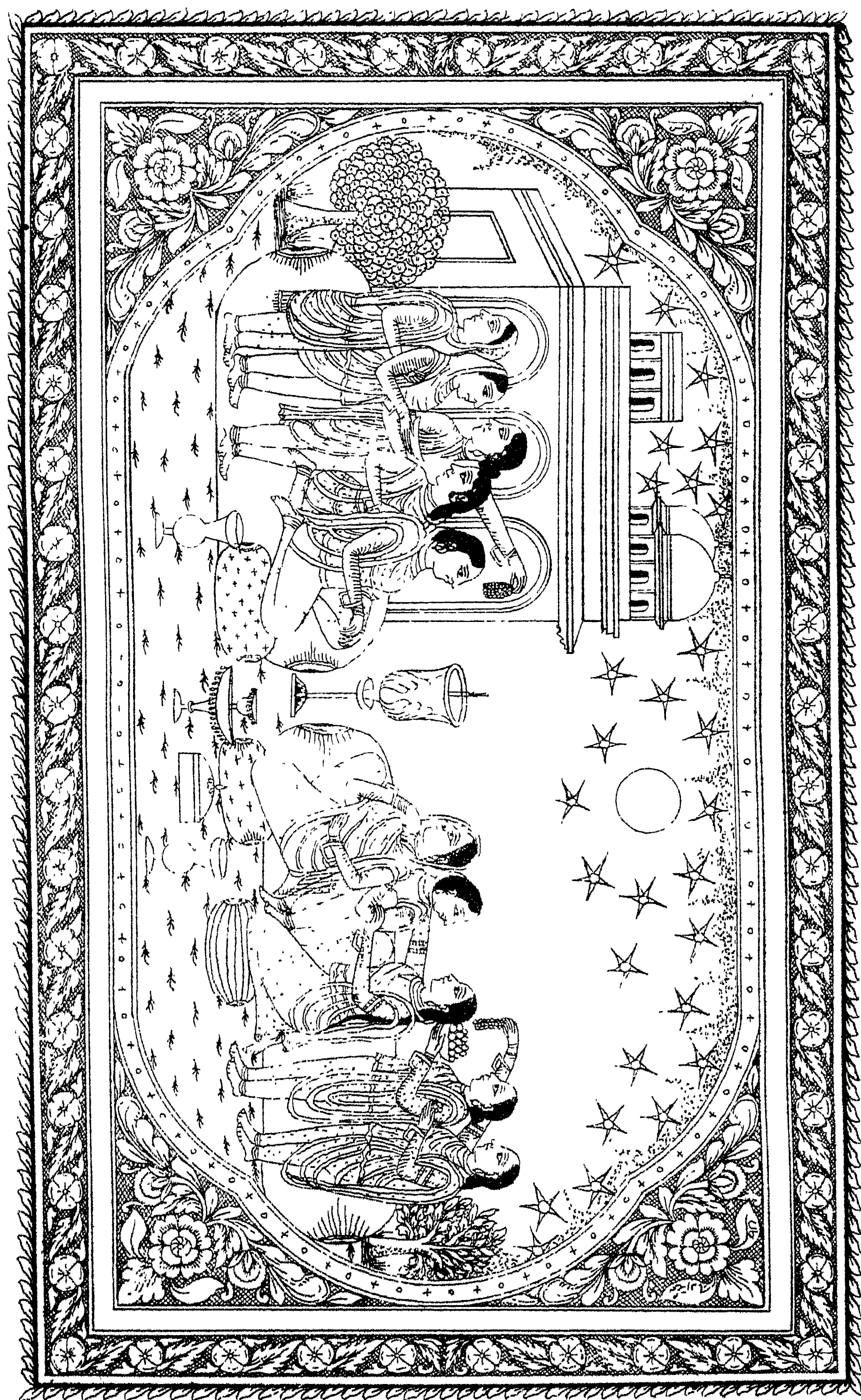
بندھی تھی جو پیچ جوڑی سو تھی
جواہر نگار اونمین شانی لگے

ہی کنگھی بھی کیا کوئی عمدہ فسون
کہ کالی کو بس کانس لیتی ہی یون

بندھی چوٹی جوڑی تھی بس تنگ و چست
تھین پوشاکین عمدہ مکلف درست

بھری تھی جو جوڑونمین مقیشی تار
تھی گویا صف کہکشان آشکار





کوئی جوڑا بہنی تھی وان ڈاک کا
نمایان تھی جس سی بدن کی ضیا

کسیکی تھی پوشاک زر دوزی کل
اور اوس پر تھی سلمی ستارونکی گل

ہر اک فرط خوبی سی تھے دلربا
لباس اور زیور بھی نایاب تھا

لگی جھبکی جھوم سرون پر تھی جو
ثریا سی بہتر او نہین جان تو

وہ ہیرونکی ٹیکی تھی زیب جبین
کہ تھی مطلع مہر جیسے زمین

تھی ماتھون پہ ٹیکونکی ایسی جھلک
دم صبح زہرہ کی جیسے چمک

بھری مانگ مین تھی در شاہوار
تھی یا نصف شب مین سحر آشکار

تھین جو چمکتی تہین رخسارون پر
بہم گویا تھی مشتری اور قمر

تھی گوہر کی بیتون سی پر ایسی گوش
جنہین دیکھکر دل کی اُڑتی تھی ہوش

تھی کانونمین وہ بالی اور جہالی بہی
تھی ہر جہوک جسکی تڑپ برق کی

تھی جہومکی کرن پہول ماہی مگر
نہایت ہی پرزیب اور عمدہ تر

گلومین گلوبند تھی تابدار
پڑی موتیون کی تھی سینون پہ ہار

بندہی تھی وہ پرزیب چمپا کلی
کنی دیکھکر جسکی ہو بیکلی

پڑی ہار تھی دوش ہی تا میان
اسیطرح زنّار اور بدہیان

تھی کنگن بہی اور پہونچی دستی کڑی
ستارہ نما اونمین ہیری جڑے

تھی بازو پہ بہوجبند اور نونگے
نگ اونمین تھی مثل کواکب لگے

تھی چہلّی انگوٹھی جواہر نگار
دکھاتی تھی کیا انگلیونمین بہار

تھی پازیب توڑی جہڑی زیب پا
چمک اور صدا جسکی تھی دلربا

لگی کھیلونمین تھی گھونگرو تمام
تھا کفشونکی پتون پہ خوش زر کا کام

اونھین پہنی تھی پاین ہر نازنین
یون سنگھری ہوئی سر سے پاتک وہ تہین

غضب کی ادا سی وہ چلتی تہین چال
دل ناظرین کرتی تہین پائمال

غرض یون سنگار اپنا کرکی وہین
بہم ہوتی تہین جملہ مسند نشین

پھر آپسمین کرکی جہل سب کے سب
تہین مصروف ہوتی بلہو و لعب

کوئی گوٹی کی گیند اُٹھا کر وہان
چلاتی تھی پیہم سوئے آسمان

کوئی شوخی سی گیند کو تاک کر
کسیکی تھی بس مارتی سینہ پر

کوئی اسطرح گیند دیتی تھے مار
کہ ہوتا تھا کھلکر گلے کا وہ ہار

کوئی گود مین بھر کی مقیشی گل
ہر اک سمت پھینکی تھی جون مست مل

کوئی لیکے مقیش کترا ہوا ... اوڑاتی تھی ہر سو بنازو ادا

مقرض جو اوڑتا تھا مقیش وان ... کواکب کا ہوتا تھا اُس پر گمان

غرض سب وہ خورشید رو سیمبر ... باین خوبیان چاندنی دیکھکر

ہوئین خوب خوشوقت و محظوظ جب ... رہین تا سحر محو لہو و لعب

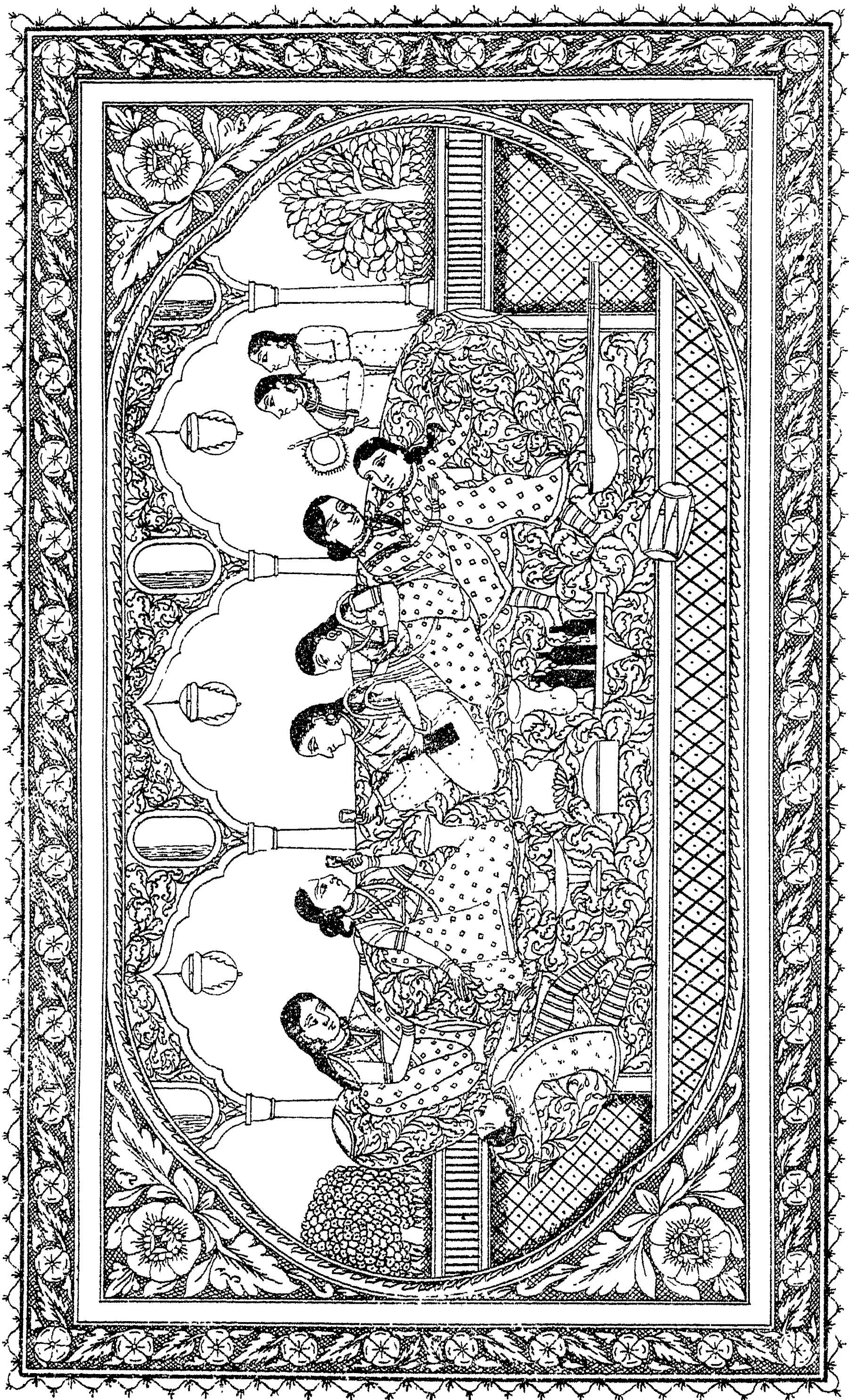
یہ بھایا سمان جب شب ماہ کا ... تو اک مہ لقا نے یہ سب سے کہا

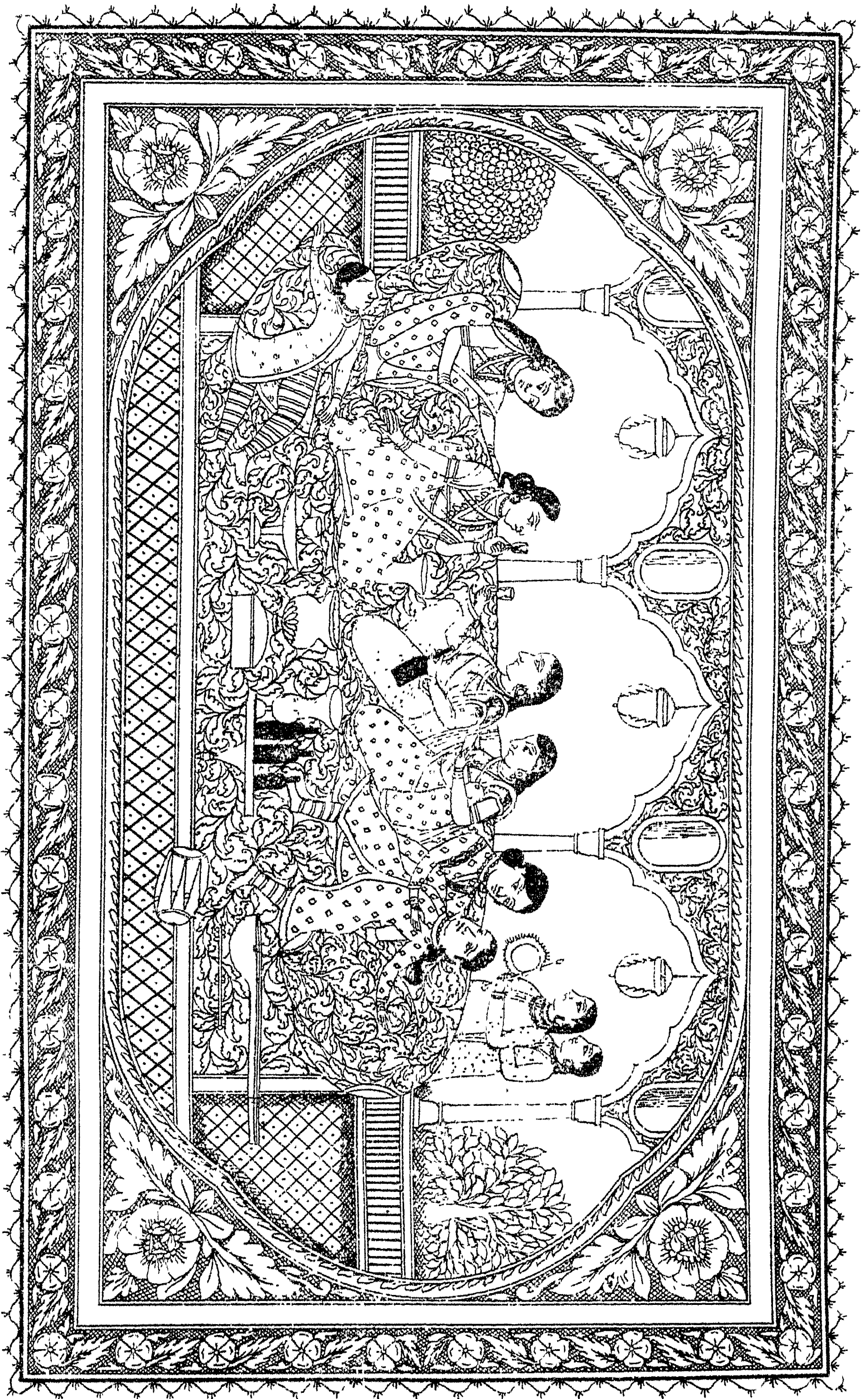
کہ اک اور جلسہ بھی ہوگا بیان ... کسی روز با ساز عشرت فشان

بسنتی سمان اوسمین ہوگا عیان ... قلوب اُس سے ہونگی بہت شادمان

چمن ہوگا اس جشن سے پُر بہار ... کرینگی بسنت اُسمین سب گلعذار

بہار بسنت





ہے دور بہار آ گیا ساقیا | ہی آراستہ بزم عشرت فزا
ہو صہبای گلگون کا دور اب شتاب | بسنت آ کی ہوتی ہی یان بار یاب
ہی گلشن مین اور قصر مین ازدحام | بسنتی سمان کی ہی یان دہوم دہام
بڑی شان و شوکت سی ہر اک مقام | سجا تہا ئی جشن با انتظام
تہی یہ بزم جس قصر مین جلوہ گر | طلا کار تہی اوسکی دیوار و در
سنہری تمامی کا وان فرش تہا | تہی چہت بہی لگی عمدہ اور پرضیا
مشجر سی پُر زیب ہر سقف تہی | جسی دیکھکر جہینپتی تہی پری
تہی جہالر بہی کیا بادلی کی لگی | کرن جیسی سورج کی ہو جگمگی
ئی روشنی سقف مین جہاڑوان | تہی آویزان بکہرا جی سب لگی گمان

سنہری تھین بلونکی کل ہانڈیان
درخشان تھین سب ماہ و خورشید سان

پڑی تھی جو پردی درون پر تمام
وہ تھی زرد اطلس کی پر زر تمام

تھا بستان سراوان جو پیش نظر
اور اوسمین تھی جتنی ثمر اور شجر

طلا کی ورق اون پہ چسپیدہ تھی
وہ ساری شجر گویا تھی نور کی

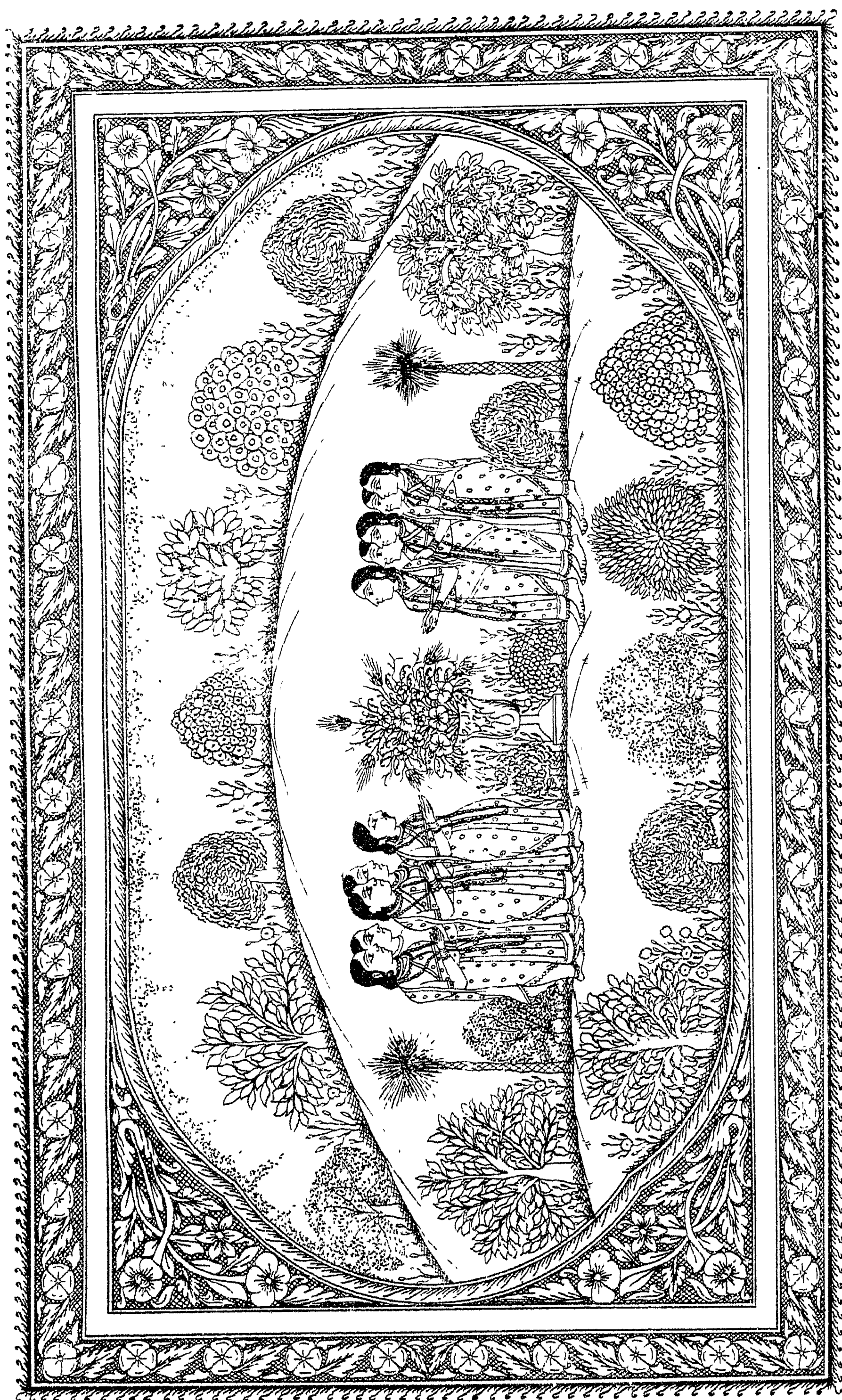
صبا کی جب آنی سی ہلتی تھی گل
مہ و مہر آسا چمکتی تھے گل

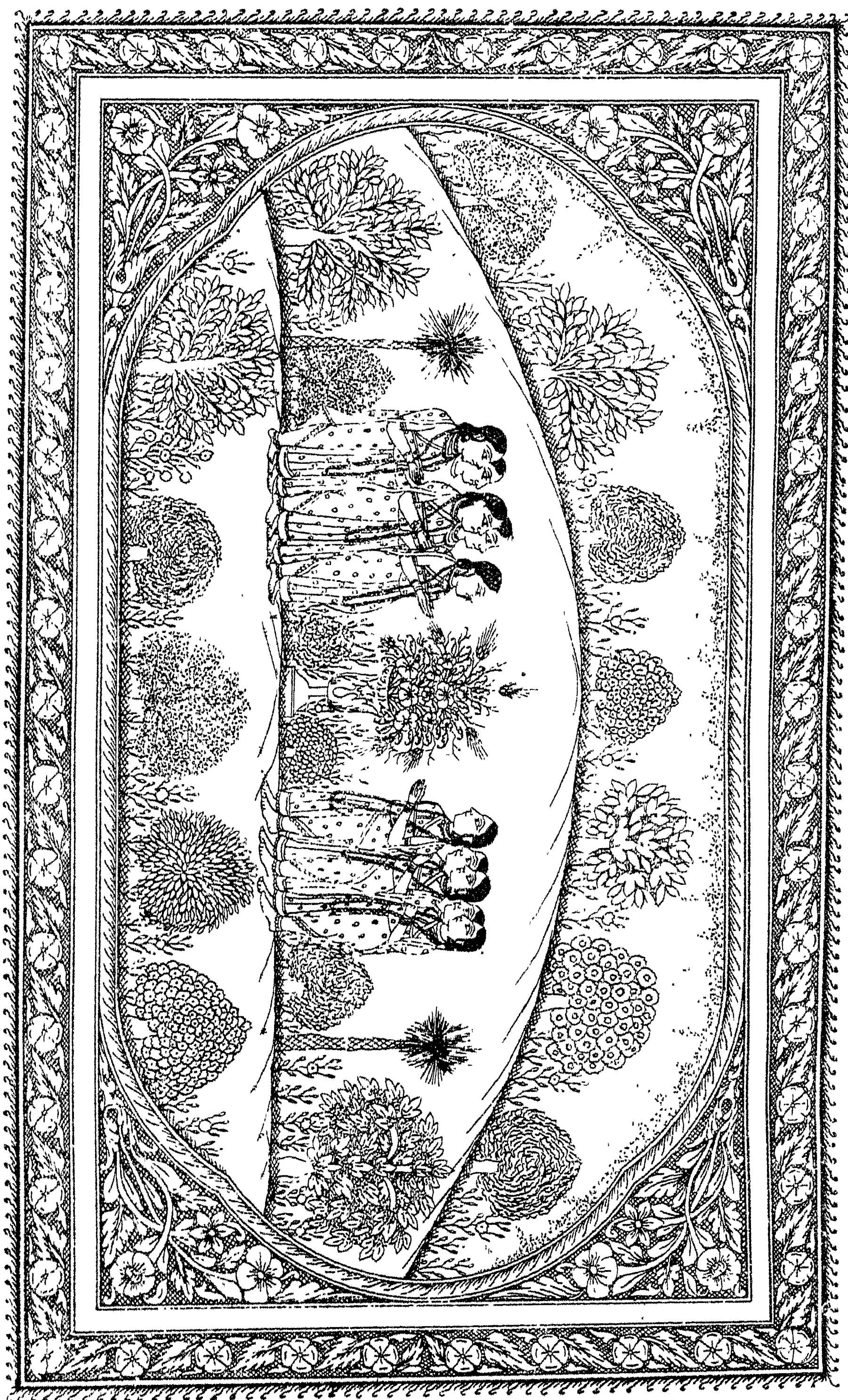
چمن کی خیابانون پر جا بجا
بچھا فرش زربفت و کمخواب تھا

اور اون پر لگائی تھی جو سائبان
مشجر کی تھی باعجب عز و شان

سنہری وہ چوبون پہ استادہ تھی
تھی زرتار کی ڈوریونسی کھچی

گلونسی تھا لبریز ہر اک چمن
عنادل بھی تھی ہر طرف نغمہ زن





ہر اک قسم کی پھول تھی بیشمار — صندلیں اور روش تھی ہر اک بہار

کسی جا کھلی زرد داودی تھی — گل اشرفی کی تھی جدول کھچی

تھی گیندی کی تختی شگفتہ جہان — نظر زعفران زار آتا تھا وہان

کہین یاسمن زرد اور جعفری — گل و غنچہ سی خوب پر زیب تھی

ہر اک گل تھا مثل رخ دلبران — ہر اک غنچہ تھا جیسی ونکا دہان

یون جب زیب قصر و چمن کا تمام — ہوا پھر جشن بسنت انتظام

ملکزادیونکی بصد احتشام — ہوئی آمد آمد کی پھر دھوم دہام

ہر اک کی سواری کا رنگ ایک تھا — کہ تھا تختۂ زعفرانی کھلا

حشم اور خدم اور سب خاص و عام — تھی پوشاکین پہنی بسنتی تمام

ہر اک کی علاقی کی وزیکا ڈھنگ — جدا یعنی تھا زردی کا اور رنگ

سُنہری کوئی جمپئی کوئی زرد — کئی زینتِ تن تھی زن اور مرد

جو پوشاکین پہنی تھین شہزادیان — تھی ہر شہر کی طرز اونسی عیان

پہنکر ہر اک قسم کے پیرہن — دکھاتی تھی چھب اپنی ہر گلبدن

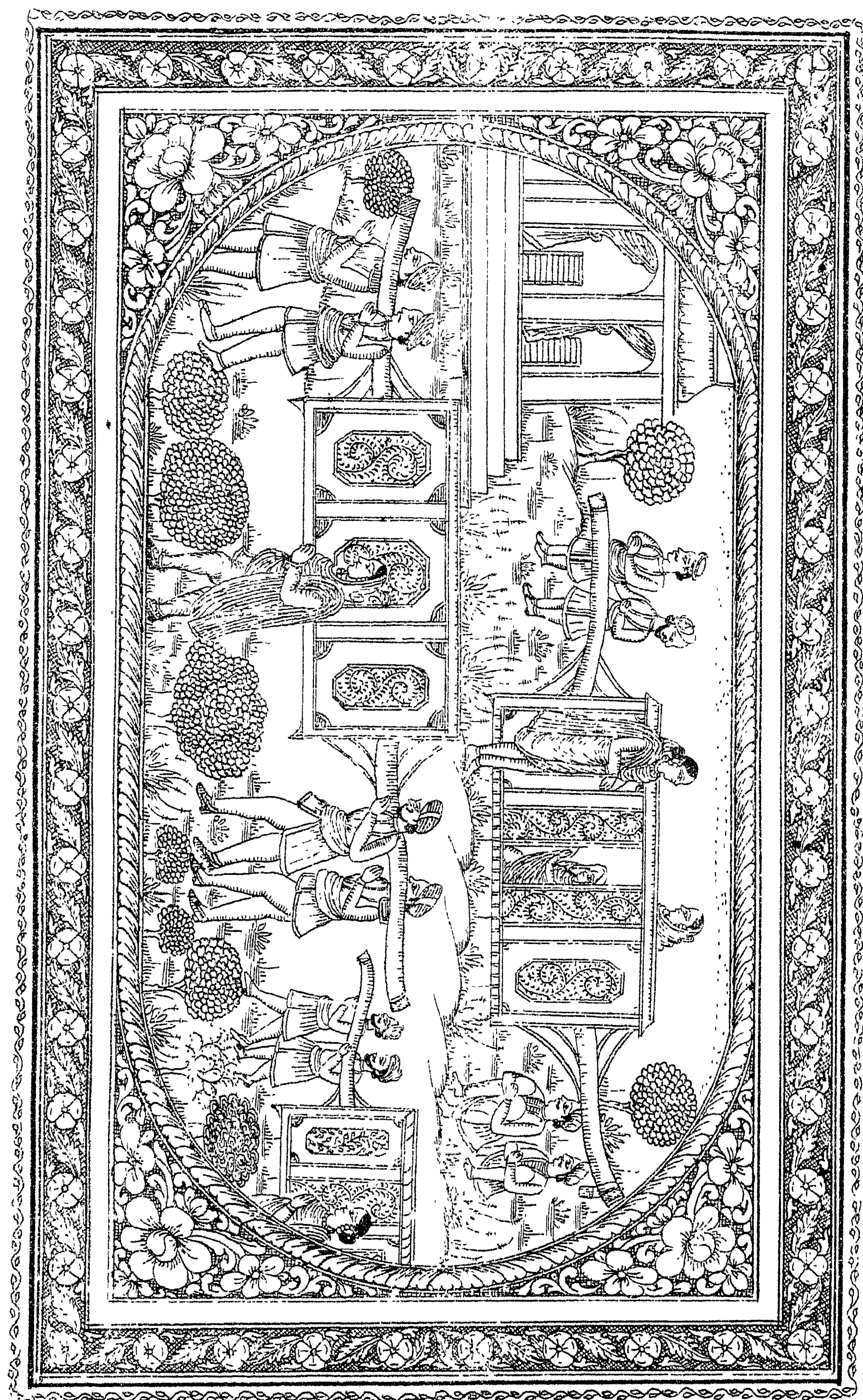
کوئی پہنی پاجامہ تھی چوڑی دار — فتوحی انگرکھی کی اوسپر بہار

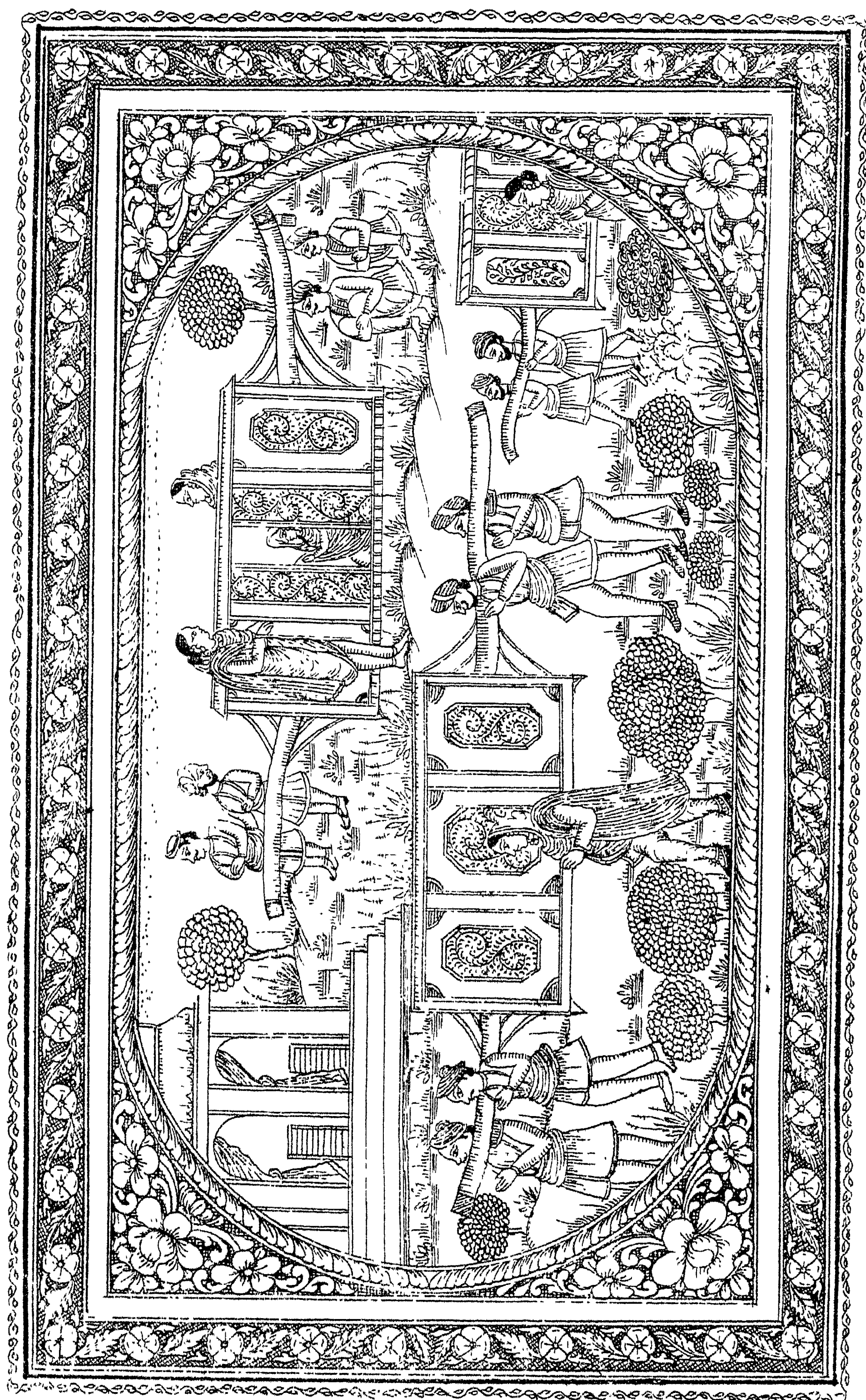
دراز آستینونکی وہ کرتیان — کہ ان اور کولی ہون اونسی نہان

اور اون پر دوپٹّے عریض و طویل — اداسی تھین اوڑھی حسین و جمیل

غراری سی کوئی کئی تھی بناؤ — لٹک مین بھی اوسکی تھا نادر سبھاؤ

وہ جاکٹ وہ کرتی جو تھی ناف تک — عیان اوس سی تھی صفا تنکی دمک





تھی چھوٹی دوپٹی پڑی کاندھونپر ‌ ‌ ‌ تھی باریک بھی ایسی وہ سربسر

کہ عکس بدن آتا تھا سب نظر ‌ ‌ ‌ نظر اونسی جاتی تھی بلکہ گزر

بس اوڑھی ہوئی اونکو ہر دلربا ‌ ‌ ‌ عیاں کرتی تھی تمکنت و ادا

اُٹھائی ہوئی اور سنبھالی ہوئی ‌ ‌ ‌ کفِ نازنین سی بڑی پائنچے

ادا سی وہ چلتی تھین ایسی چال ‌ ‌ ‌ دکھاتی ہوئی اپنا جاہ و جمال

مکلف لباس اور بہت وضعدار ‌ ‌ ‌ تھین پہنین ہوئی گُل و رنگ بہار

پئی زیب زیور بھی سرتا بپا ‌ ‌ ‌ جو پہنی تھی ہر مہروش دلربا

وہ تھا گُل سنہرے چمکتا ہوا ‌ ‌ ‌ ہر اک عمدہ تر اور نوطرز تھا

ملک زادیان تھین جو صاحب جمال ‌ ‌ ‌ نفیس المزاج اور نازک خیال

وہ پہنی تہین کل گہنا پکہراج کا | جو تہا پچی کاری کا عمدہ بنا

جلیسین انیسین مصاحب کنیز | خواص اور مغلانیان باتمیز

تہین گلچہرہ غنچہ دہن لالہ فام | اور اونکا تہا زیور طلائی تمام

غرض خوب بن ٹہن کی سب خاص و عام | ہوئین باغ مین جمع آکر تمام

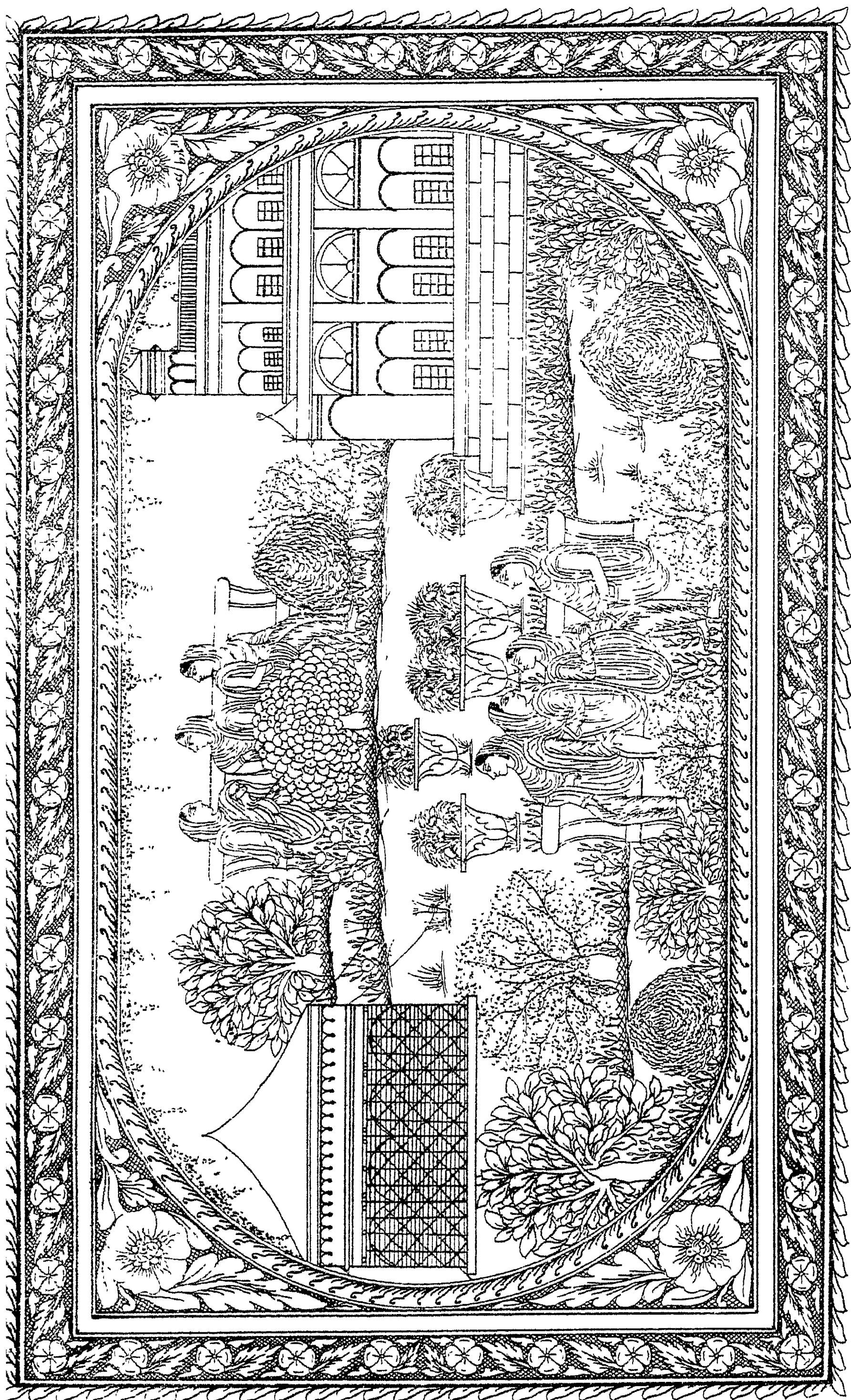
بلہو و لعب اور بعیش و طرب | لگین کرنی سیر چمن سب کے سب

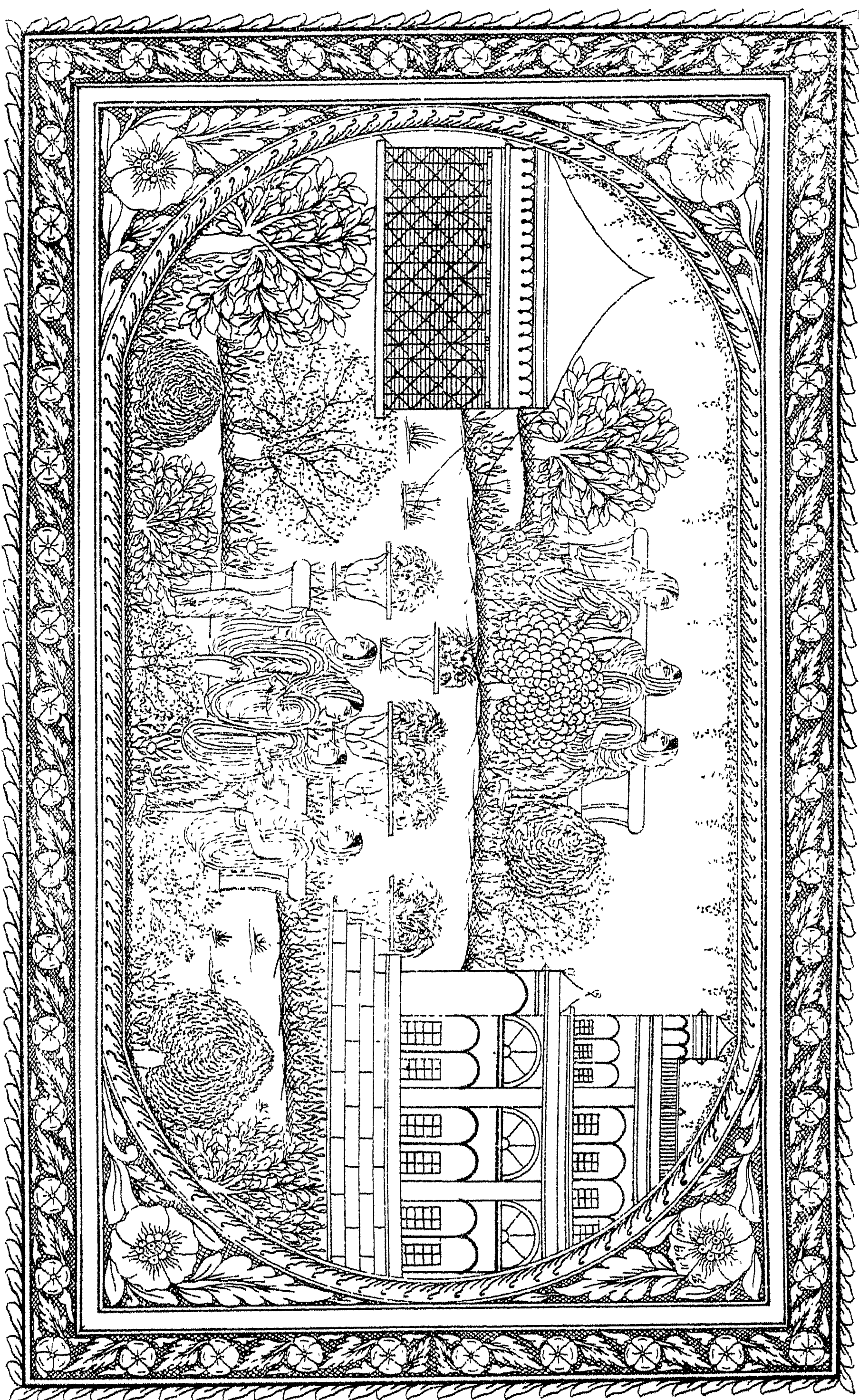
جہان شامیانی کہچی تہی وہان | ہوا بہچہلی دنکو عجائب سمان

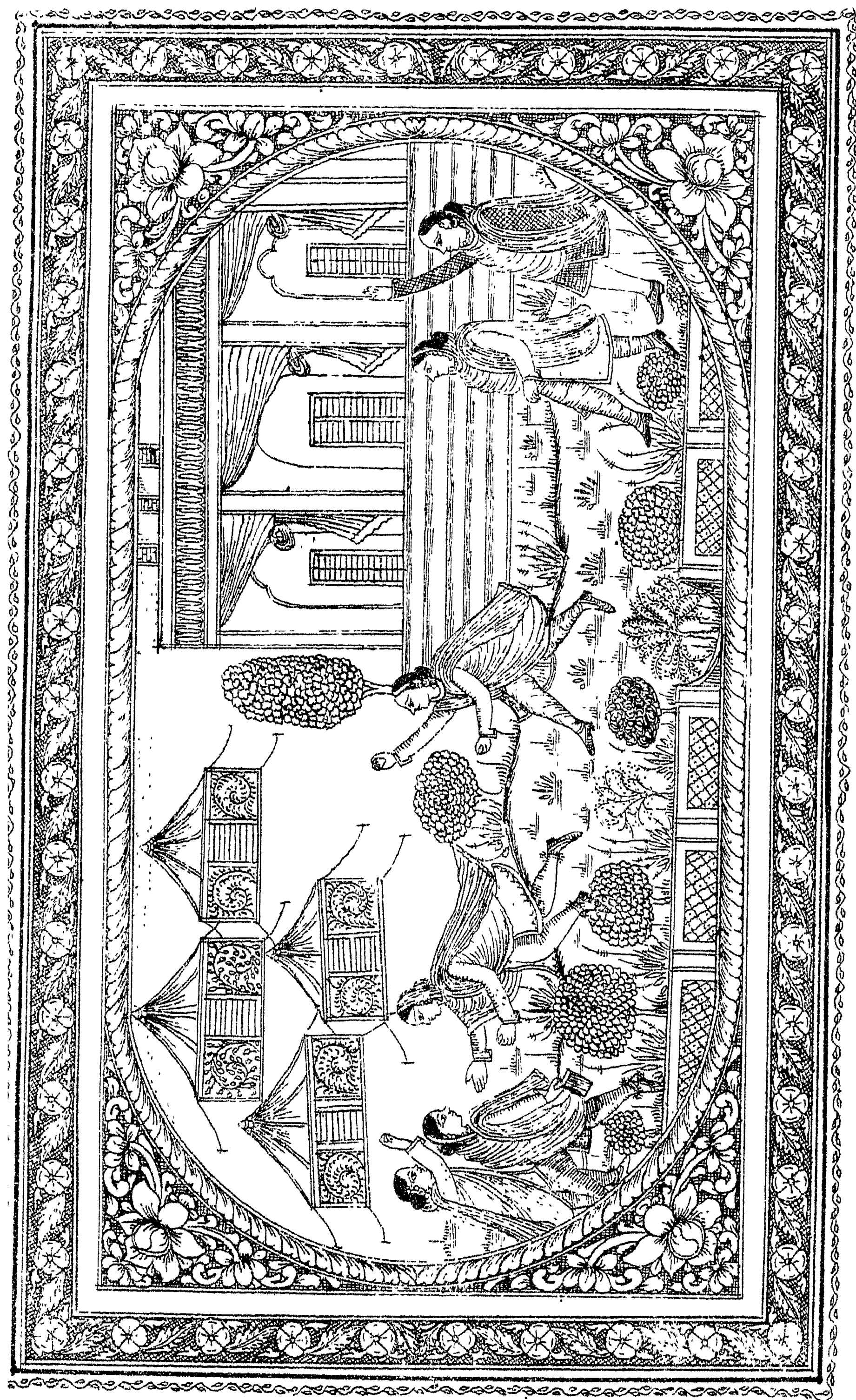
بچہی تہین جہان کونچین اور کرسیان | وہان جا کی بیٹہین وہ سب شادمان

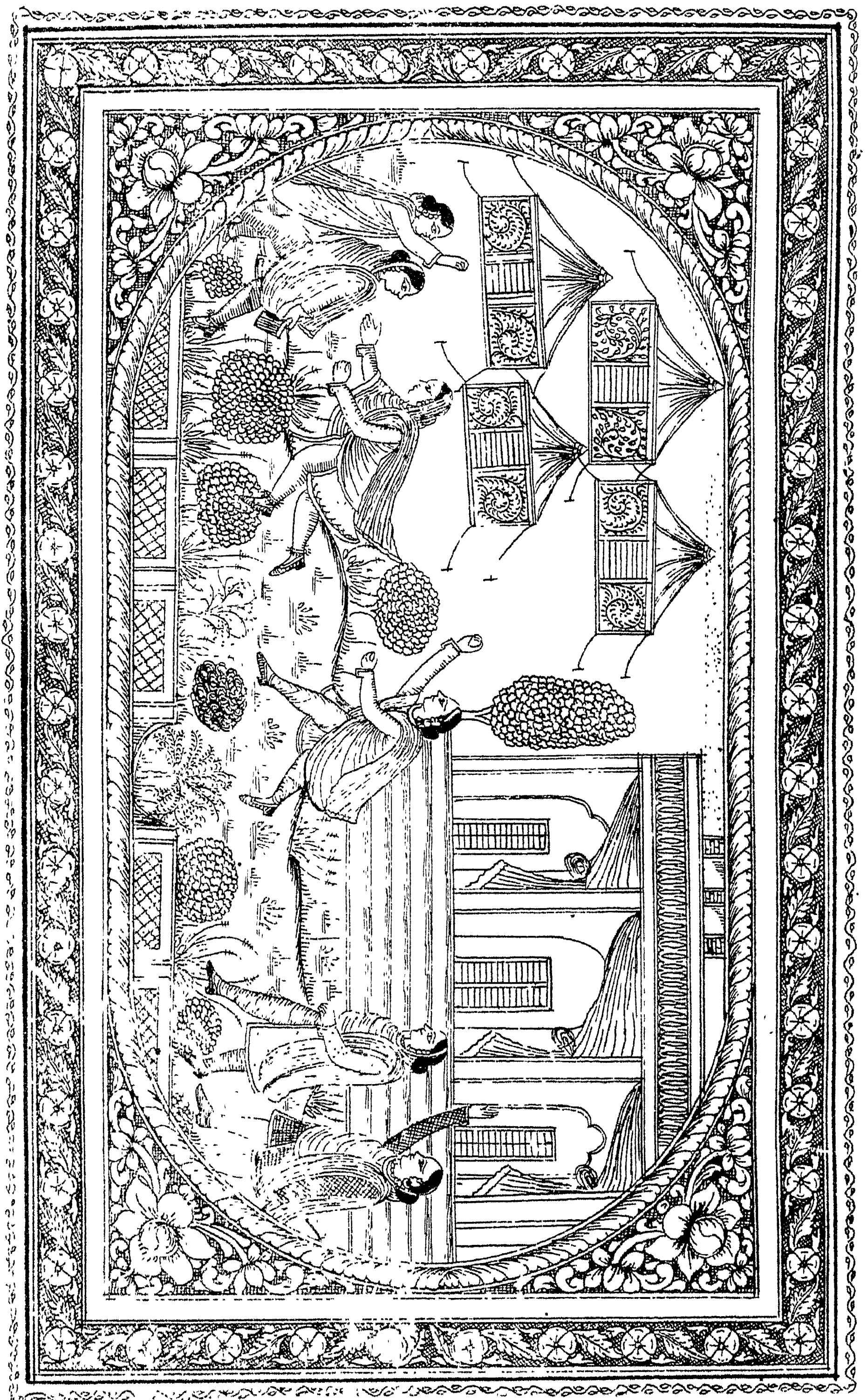
جمی بزم عشرت وہان پر عجیب | لگی چہلین ہونی عجیب و غریب

مخاطب کوئی ہو کی سوی چمن | لگی دیکہنے آبجوی چمن









وہان چادر آب جو چھٹتی تھے — تو لہراتی خاطر تھی ہر ایک کی

ہر اک رنگ کی برگ و گل توڑ کر — چمن سی کوئی لاتی تھی گود بھر

انھین چادرِ آب پر پھینک کر — ہنساتی تھی گلرویونکو بیشتر

کوئی گیند اتھی کھیلتی وان کھڑی — کوئی گیند کی چوٹ سی گر پڑی

ہنسے گرنی پر تھی کسیکی کوئی — جھپٹ کر گریکو سنبھالی کوئی

مقابل ہین آ گی دو تین چار — رخ اور سینے کو تاک کر بار بار

بیاپی وہ دیتی تھین گیندونکی مار — نہین لیتی دیتی تھین دم زینہار

غرض وان اسیطرح دو تین روز — رہا شغل اور جلسۂ دلفروز

ہوا ختم جب جشن یہ پُر بہار — تو شہزادی شہزادیان با وقار

پئی مشورت بیٹھے با انبساط
کرین تا کہ اک اور جشنِ نشاط

غرض متفق ہو گئی اسپہ سب
کہ اب جشن ہولی کا ہو باطرب

کرین اسلیے شاہ سی عرض سب
کہ ہولی کا سامان ملی ہمکو اب

بس اس رای پر کی سب اتفاق
گئی اپنی قصرون مین با اشتیاق

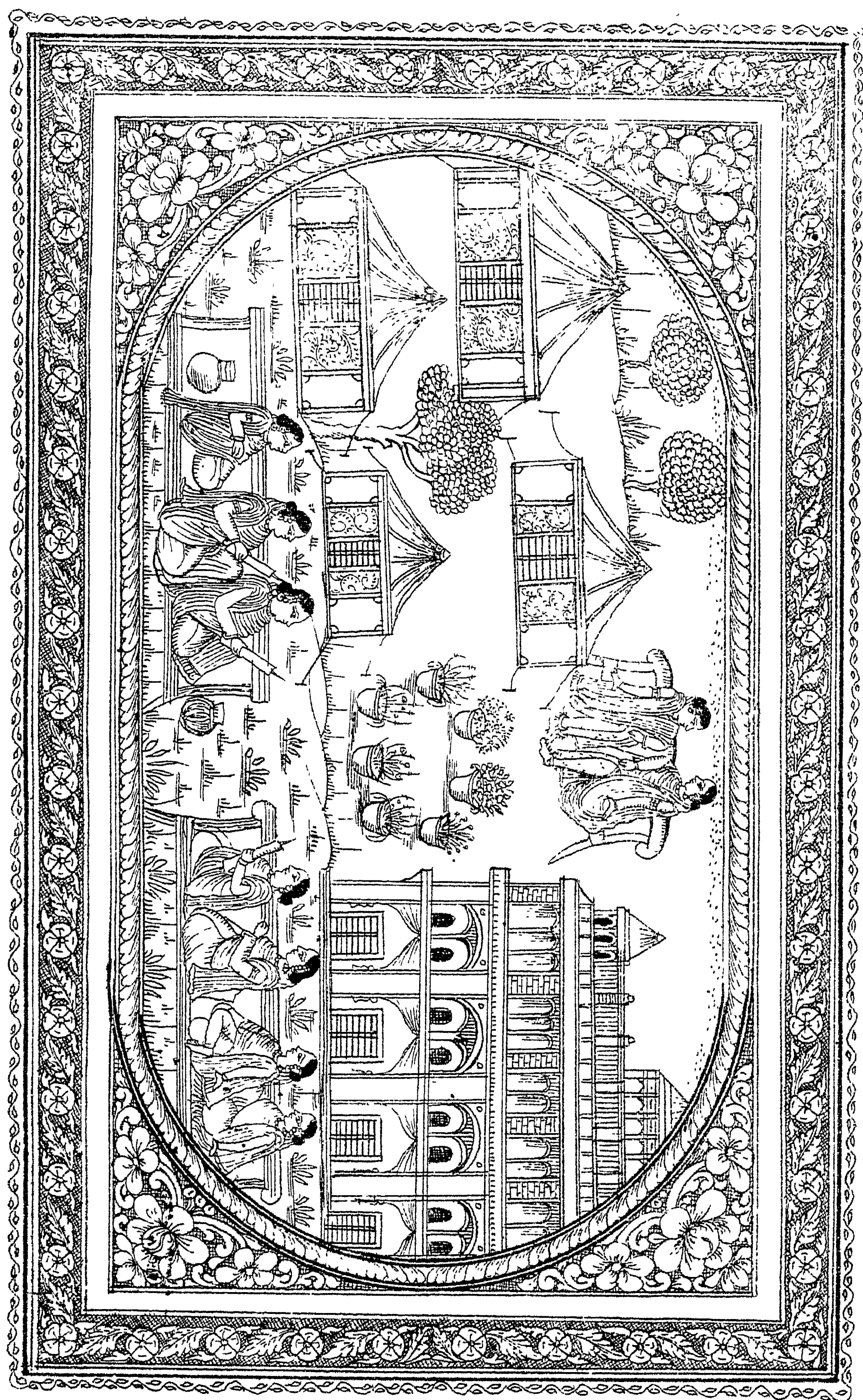
ہوا صبح جب شاہِ خاور طلوع
سوی قصر شاہی ہوئی سب رجوع

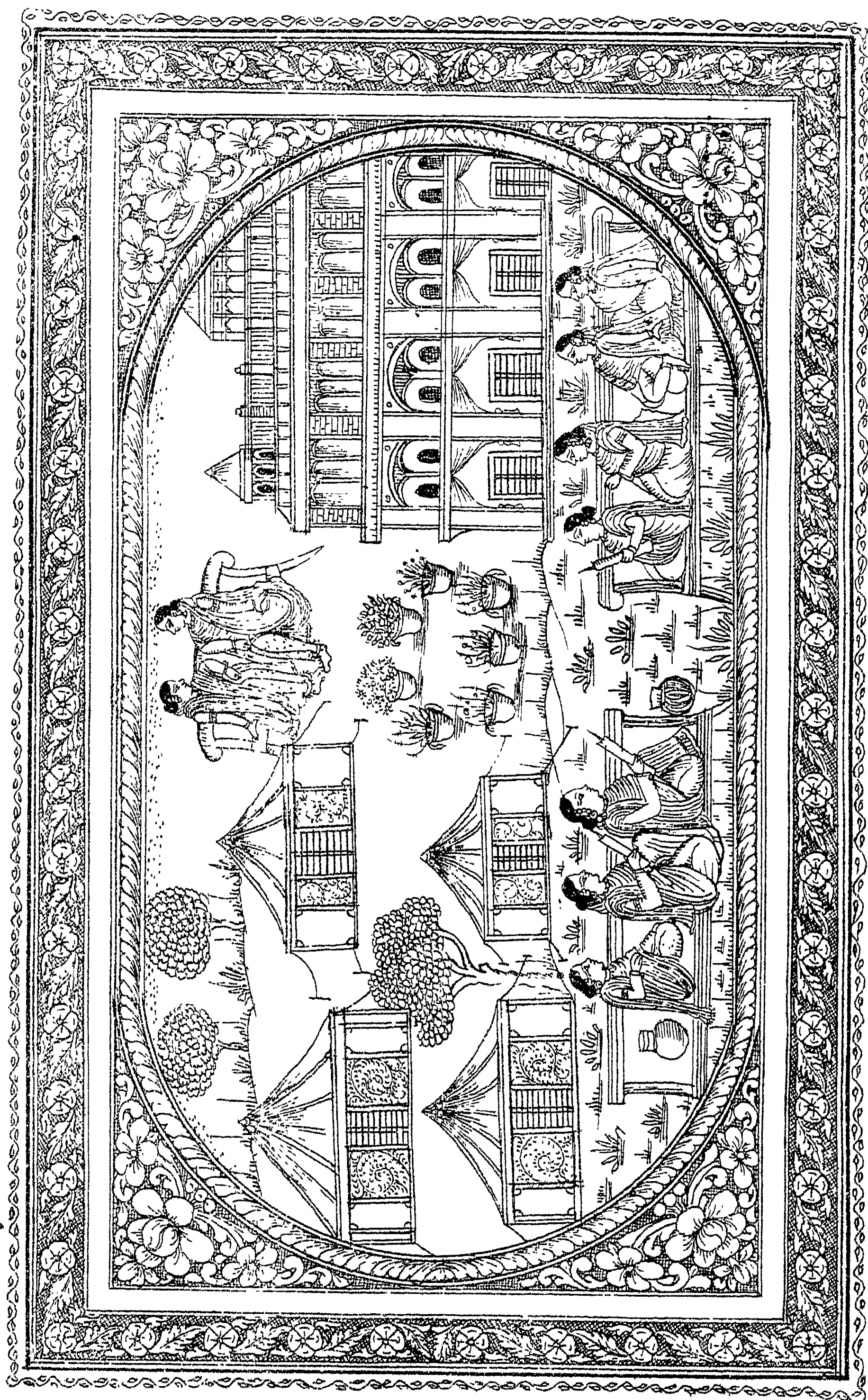
حضور مین حاضر ہوئی جب وہ سب
تو صف باندھکر اور دست ادب

یہ کی عرض سب نے کہ ای والا جاہ
ہی ہولی کی دلمین بہت اب تو چاہ

یہ ہی فصل گرما کی اب ابتدا
ہو ہولی کا سامان ہمکو عطا

تمنا یہی خانہ زادون کی ہی
کہ یہ جشن ہو جانب شاہ سے





باعزاز ہم تا کہ یہ جلسہ اب | عنایات شہ سی کرین ملکی سب
بفرط خوشی ہولی ہم کھیلکر | نکالین خوشی دل کی ہر طور پر
یہ سنکر ہوئی خرمی شاہ کو | کہا خوب سامان ہولی کا لو
یہ فرما کے منشی کو بلوالیا | ہر اک منتظم کو یہہ لکھوا دیا
کہ شہزادیان اور شہزادی سب | سمان ہولی کا دیکھینگے باطرب
ہو کثرت سے سامان اسکا تمام | کہ تا کھیلین وہ رنگ با احتشام

سمان ہولی کا

ہوا اب ساقی صہبای احمر کا دور | کہ ہی جلوہ جشن رنگین کا دور
ہوا ہند مین زور گرما کا جب | ہوئی جشن ہولی کی طیاری تب

یہ جشن ایک ہفتے کا پایا قرار
ہوئی اُسکی دل بستگی باغ و بہار

ہوا حکم تزئین گلزار کا
سرانجام ہولی کا ہونے لگا

میان چمنہای عشرت فزا
تھی میدان جو خوب تر دلکشا

پئی رنگ بازی بکثرت وہان
لگی خیمے اور شامیانے کلان

گلستان مین وان جسقدر حوض تھے
کیا اونکو لبریز ہر رنگ سے

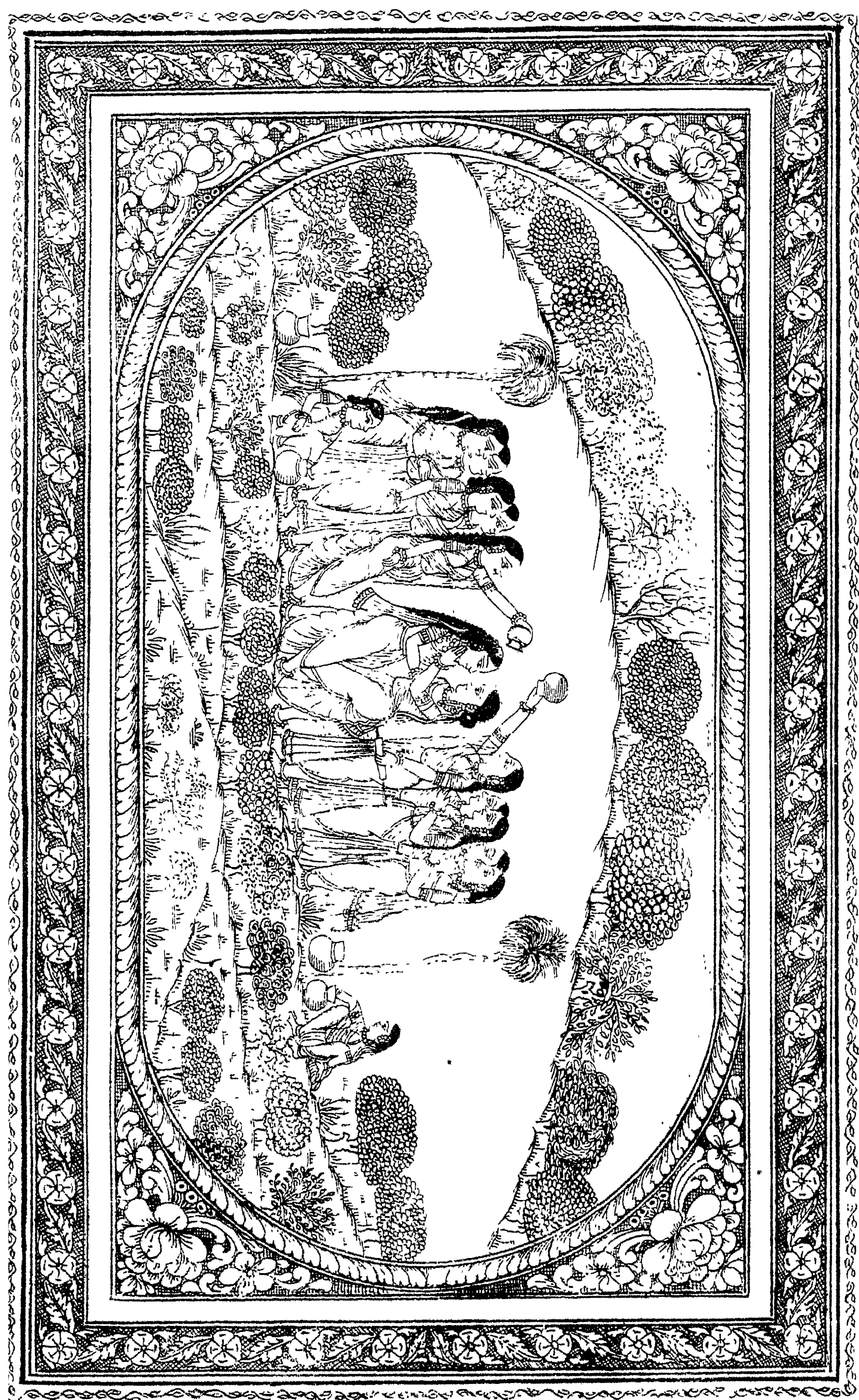
کسی مین شہاب اور کسی مین پتنگ
کسی مین بھرا زعفران کا تھا رنگ

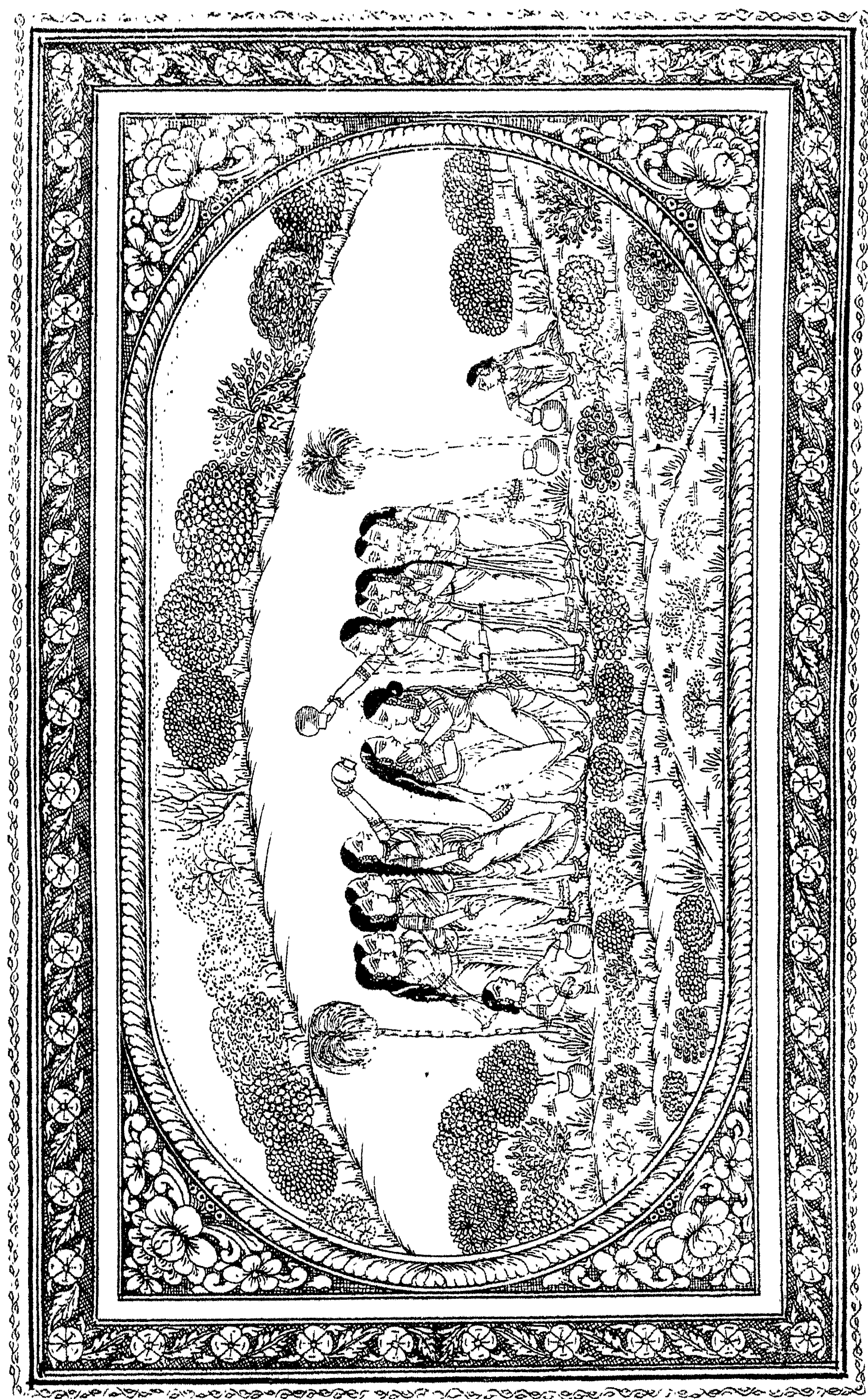
کوئی رنگ سے ٹیسو کی تھا بھرا
کسی مین بھرا رنگ زنگاری ہرا

تھا صندل بھی بنسیریون وان گھُلا
گلاب اور کیوڑہ تھا جسمین ملا

تھین نادین بلوری بھی وان بیشمار
بھری آب صندل سے اور تابدار

وہ سونیکی خوان اور روپے کی تھال
درخشان تھی جو ماہ و خور کی مثال





نہایت لبالب تہا اونمین بہرا
عبیر اور ابرک گلال ارگجا

تھی شہزادون شہزادیونکی لیے
دُرو لعل پچکاریون مین جڑے

سوا اونکی جو مردوزن اور تھی
ہوا خواہ شہزادی شہزادونکی

تھین اونکی لیی جو کہ پچکاریان
وہ حسب مراتب تہین اورحسب شان

طلای و سیمین مرصع نگار
بنی تھین ہر اک قسم کی بیشمار

دہن سی جو اونکی نکلتی تھی دہار
بھگو کر لبا سونسی ہوتی تھی پار

دو دہاری سے دہاری وہ اونپر جڑہی
کہ دہار اونکی ہم پلہ تھی تیر کی

منقش مطلا و مالیدہ کار
لگائی ہزاری بہی تھی زوردار

یہ سامان شاہانہ جب ہو چکا
تو پھر کھیل کا دن مقرر ہوا

اراکین اقارب عزیزونکی یان
پی اذن فردین گئین زرفشان

ہوا کھیل کا روز جب رونما — تو گلزار مین جمع مجمع ہوا

زن و مرد سب اور صغیر و کبیر — ہوئی اپنی اپنی جگہہ جاگیر

جو وقت آگیا رنگ بازیکاون — ہوئی ایک رنگ اوسمین خورد و کلان

سفید اور شفاف جوڑے تمام — ہوئی زیب اندام ہر لالہ فام

وہ بھر بھر کی پچکاری مین خوب رنگ — لگین مارنی ہر طرف بیدرنگ

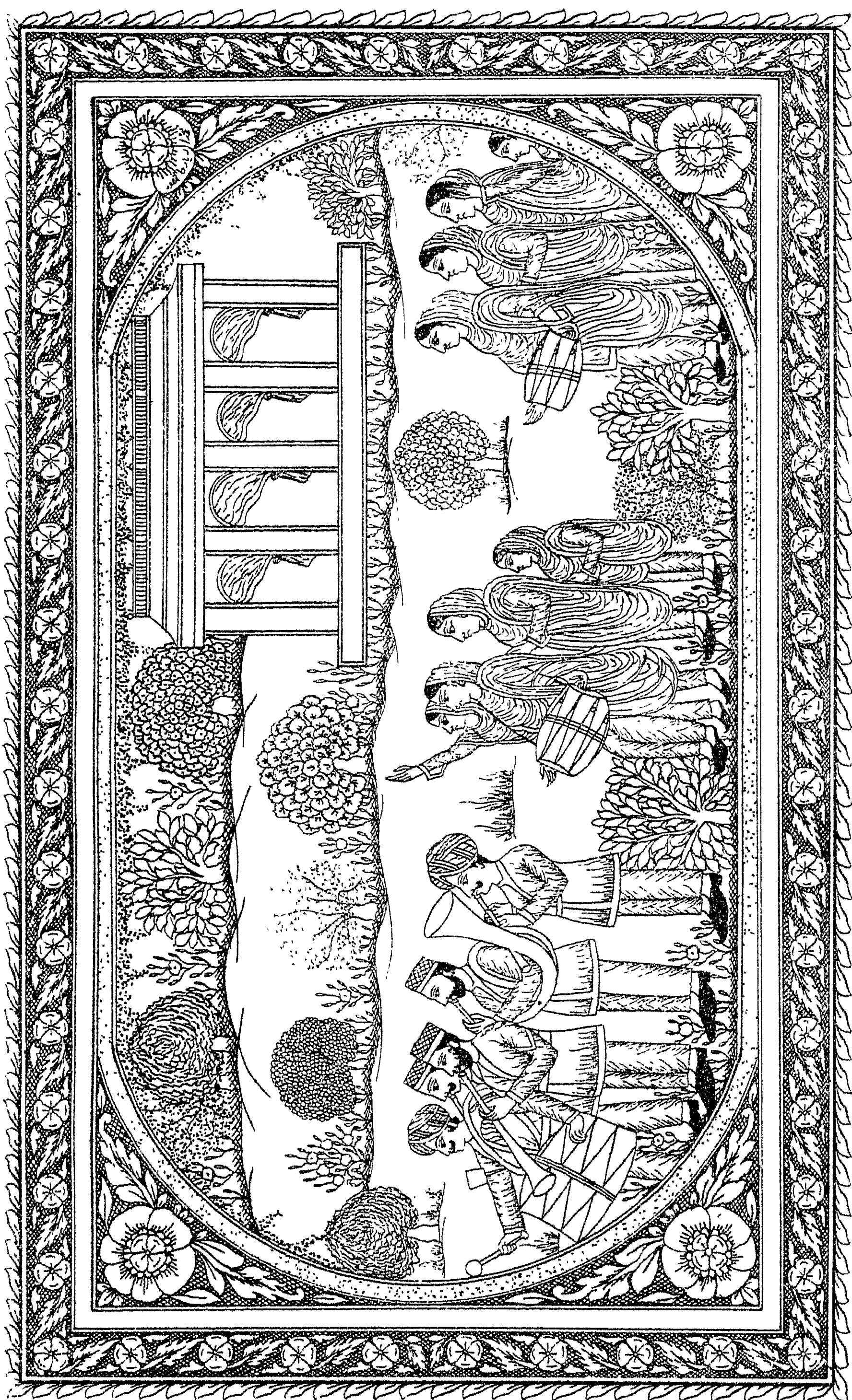
ہر اک کی سر و سینہ کو تاک کر — چلاتی تھی پچکاری ہر شوخ تر

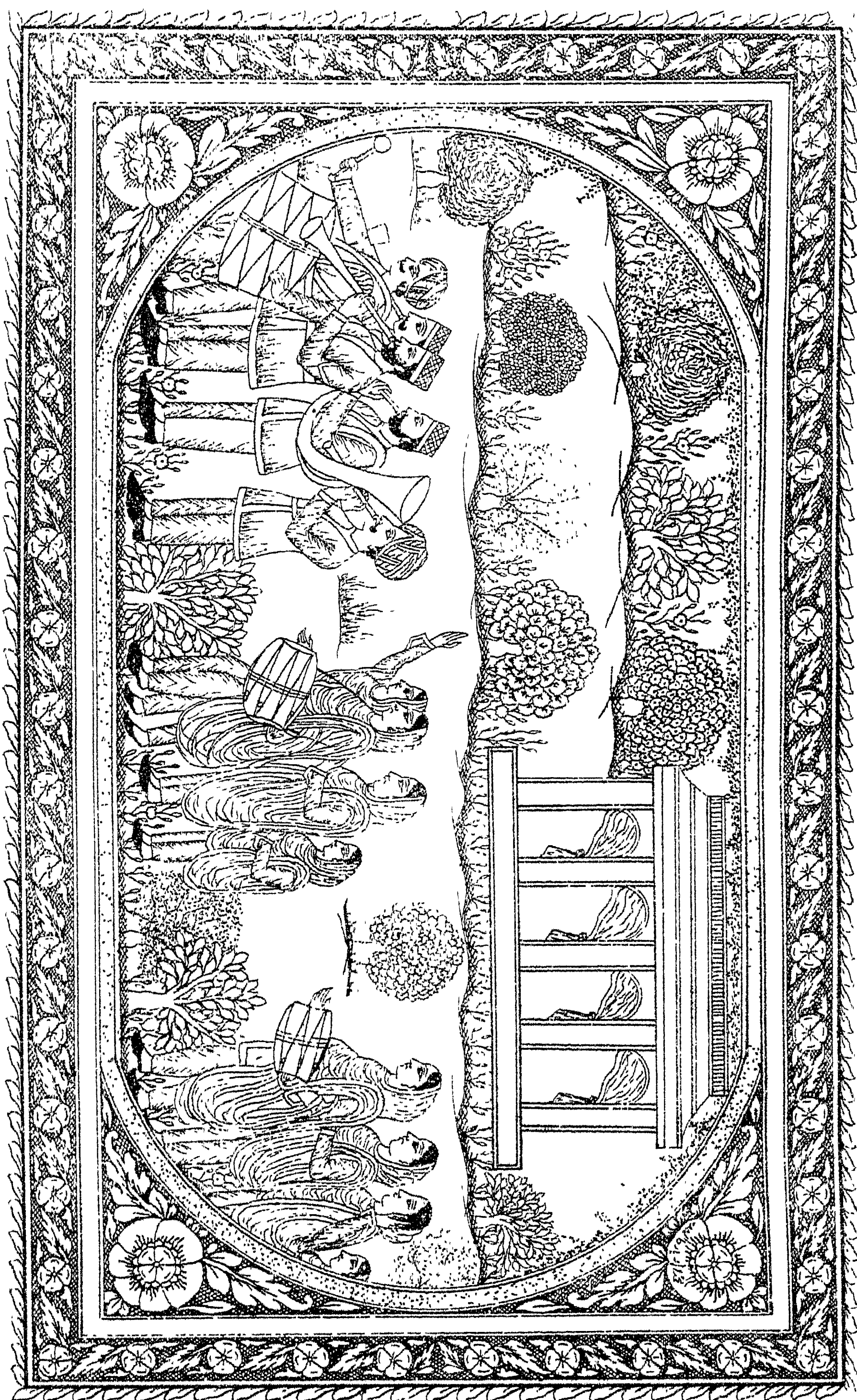
مقابل کو اکدم مین ہر سیمبر — بھگو دیتی تھی پاؤن سی تا بہ سر

ہر اک رنگ سی ہو گئی تر پیرہن — نظر آتا رنگین تھا مثلِ چمن

اور اوس جامۂ تر پہ اوڑ کر کثیر — جب آکی پڑتا تھا ابرک عبیر

بس اوسدم ہر اک پیرہن ہوتا تھا — عجب تابدار اور جھمکا ہوا





گلال اڑ کی جب سوی گردون گیا
بنا ایک یاقوتی گردون نیا

تھی بوچھار وہ قمقمونکی وہان
کہ پوشیدہ ہو جاتا تھا آسمان

جما رنگ جب رنگبازی کا وان
ہوا ہر کہ ومہ بہت شادمان

صدا این باجی کی جسدم سنے
تو مستئ دل ہو گئی چوگنے

اور اوس پر یہ نغمہ کا وان رنگ تھا
کہ پیر و جوان اور چھوٹا بڑا

ہر اک عالم وجد مین محو تھا
ہر اک سمت تھی واہ وا کی صدا

جو گہتی تھین زہرہ سی بڑھکر ہنر
وہ میراثنین غول کو باندھکر

بہ انداز دیدی کی ڈھولک پہ تال
سُریلی صدا اوٗنسی با صد کمال

بہت ہولئین کافی کہاج کے
وہان گائین با انبساط دلے

بس اک ہفتہ کامل باین دہوم دہام
رہا جشن عشرت بصد احتشام

گزر جب گیے سات دن ہفتی کی — اور آسودہ وہ سب ہوئی کیل سی
بٹین خلعتین جانبِ شاہ سی — بہت عمدہ اور ساتھہ اعزاز کی
تھی سیمین ظروف اور پچکاریان — طلاکار و نو طرز عظمت نشان
موافق ہر اک شخص کی تہی کی — عنایت ہوئی جانبِ شاہ سی
ہوئی ساتھہ خلعت کی جو یہ عطا — عنایات شہ سی ہر اک خوش ہوا
یہ جب جشن رنگین بخوبی تمام — بصد خرمی پاچکا اختتام
اوسی بزم رنگین مین سب نے کہا — نہین سیر اس سی ابھی دل ہوا
یہ ہی خواہشِ دل کہ اک اور سمان — کرین ملکی شہزادی شہزادیان
یہ ہونی لگا مشورہ پہر وہان — کہ بارش مین ساونکا ہووی سمان
مگر آپ ہو سامان اوسکا طلب — بجشنِ ادب شاہ بیگم سی سب

چلین اور گزارش کرین اونسی سب | کہ ساونکا سامان عنایت ہواب

اور اوسکی ابھی سی ہون طیاریان | کہ اسمین بھی ہی لطف راحت فشان

یہ آپسمین جب مشورہ ہو چکا | ہر اک شادمان وانسی رخصت ہوا

پھر آئی حضوری مین بیگم کی سب | باداب شاہانہ و باطرب

پس از کورنش کر کی نیچی نظر | بصد عجز پھر ہاتھہ کو جوڑ کر

یہ کی عرض سب نی کہ ای امّاجان | رہین آپ قائم بحفظ و امان

تمنا ہماری یہ پوری ہو اب | کرین جلسہ اس سال ساونکا سب

ہو سامان اسکا ابھی سی عطا | کہ تا خوب ہو نظم اس جشن کا

یہ جب عرض حال انکا سب سن لیا | تو بیگم نے پھر مسکرا کر کہا

بہت خوب بہتر ہی کیا چاہئی | اسیوقت آب ہمسی لیجائیی

یہ فرما کی بلوایا دارو غہ کو
کہا جلد ساماں ساون کا ہو

اوسی دن سی باجاہ و حشمت وہاں
لگین ہونی ساون کی طیاریاں

سماں ساون کا

ہوا ب سا قیا دورہی کاوہ ڈہنگ
کہ ساونکی جلسی کا جم جای رنگ

عیاں آج ساونکا پہلا ہی روز
ہی گلزار مین مجمعِ دلفروز

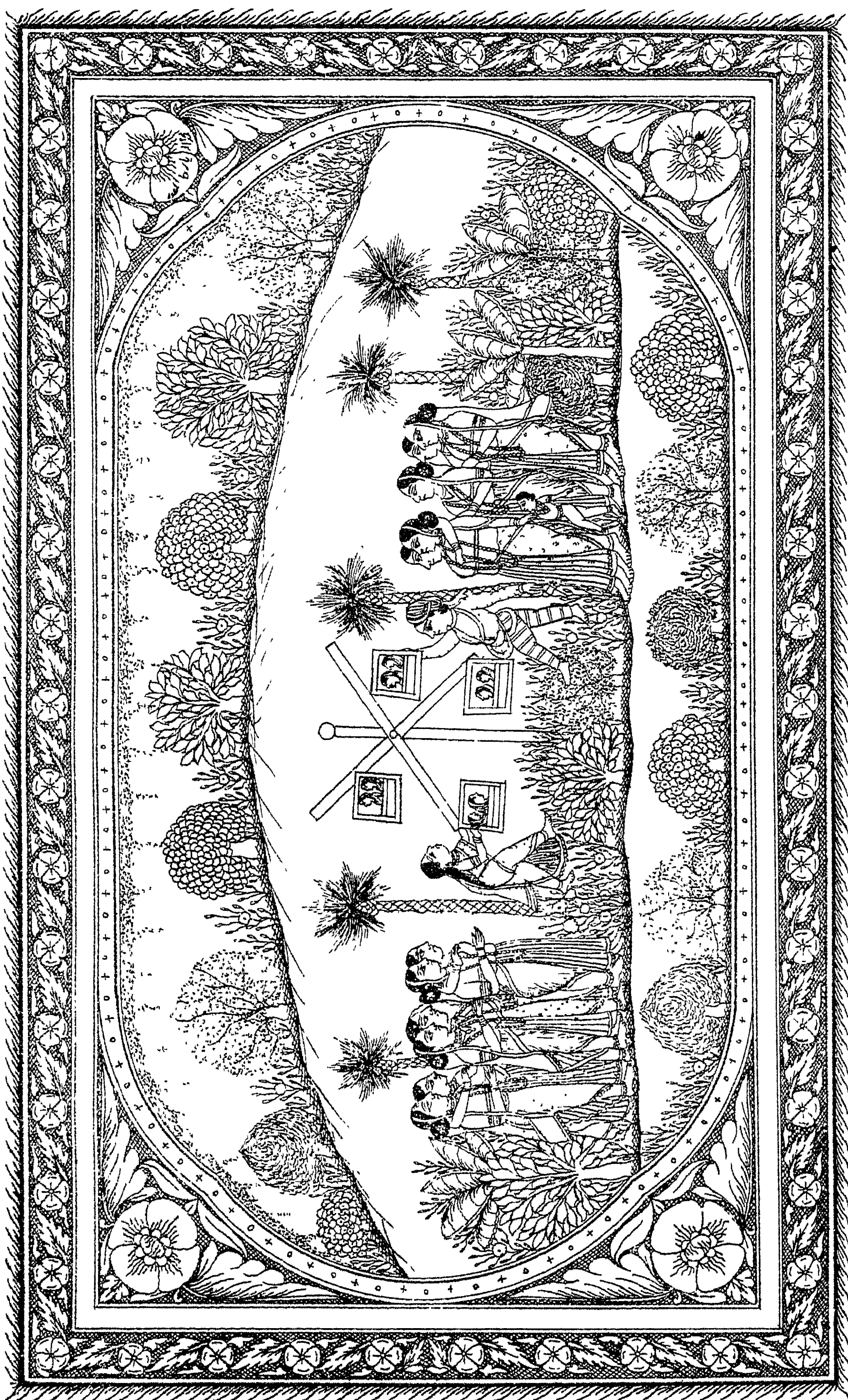
ہی ہر سمت سامان عشرت فزا
بآئین شاہانہ جلوہ نما

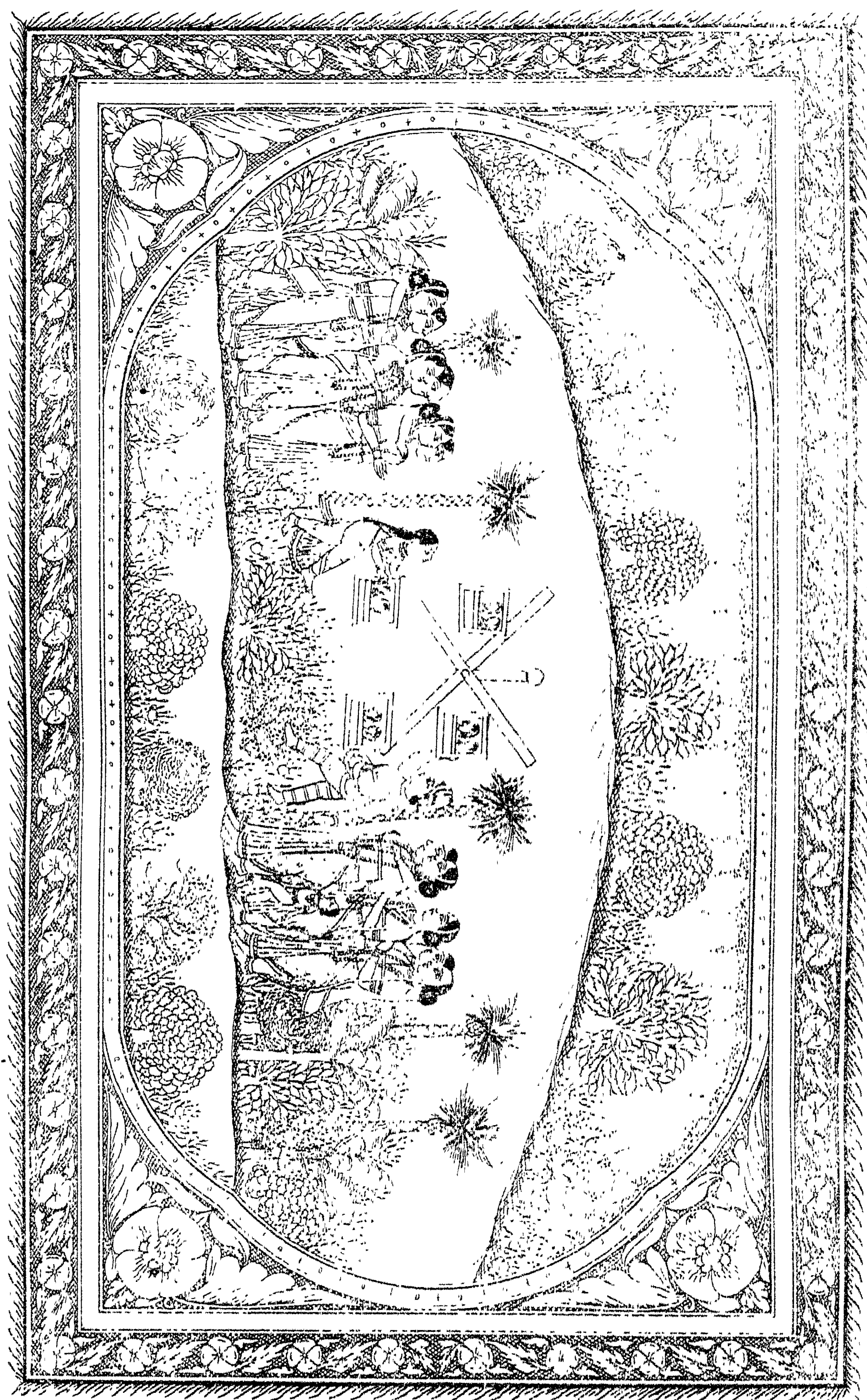
طلاکار جہولی کی کہم تابدار
روش پر گڑہی چارسو بیشمار

تھی رسّی جو جہولونمین مضبوط تر
ملا اونمین تھا ریشم اور تارِ زر

جو تھین ٹہریاں جہولونکی درمیان
تہین مینائی اور سب مرصع وہان

میانِ چمن تھی شجر جو بڑے
تھی شاخونمین اونکی بھی جہولی پڑے





بہت دور گردون بھی تھی وان گڑے　　جو صورت مین مانند گردونکی تھی
جو چمنو نمین وان صحن تھی دلکشا　　ہنڈولی تھی اونمین گڑی جابجا
وہ تھی سبکی سب صندل اور عاج کے　　اور آراستہ دستکاریسی تھے
ہنڈولونمین وہ مخملی فرش تہا　　گل نقلی پر تھا گمان اصل کا
تھی سامان بھی ہر قسم پکوان کی　　کڑہاؤ اک طرف تھی بکثرت چڑہے
کہین چاے نوشی کا اسباب تھا　　قرینے سی میزون کی اوپر سجا
ہر اک میوہ فصلی بھی ترشا ہوا　　تھا بلوری قابون مین رکھا ہوا
چنین میزون پر تھین وہ قابین تمام　　فواکہ سی پُر اور بحسن نظام
بیان اونکی لذت کا ہو کسطرح　　جو میخوش تہا دیتا تہا می کی فرح
جو شیرین تھا اوسمین حلاوت مین تہا　　شکر بلکہ لعل تبان سے بڑہا

یہ طیاریاں باغ مین جب تمام بہت خوبی سی پا چکین انصرام
بجاہ و حشم سہر ملکزادیان بصد زیب و زینت پئی سیر وان
ہوئین زیب بخش آ کی با صد وقار ہوئی باغ کی اون سی دونی بہار
وہ پوشاکین رنگین تہین زیب بدن جنہین حسن کہتا تہا رشک چمن
پرستار تک اونکی ہر ایک تہے لباسِ عروسانہ پہنی ہوئے
جو تہین اونمین کم عمر اور مہ جبین مئِ نوجوانی سے سرشار تہین
بہت گہری رنگت کی اور شوخ رنگ تہین پوشاکین پہنی ہوئی چست و تنگ
جو تہین دوربین اور نازک خیال نفیس المزاج اور اہلِ جمال
سبک رنگ تہی اونکی پوشاک کے تہی عطر سمن اور گل سی بسی
غرض تہا ہر اک رنگ وان دلربا دکھاتا تہا ہر پیرہن اک ادا

بیان اونکی خوبی کا کیا ہو سکے
عجب حسن پیدا تھا ہر رنگ سے

تھی نارنجی اور چنبئی آتشے
تھی شفقی کوئی اور کوئی کاسنی

تھی دہانی پیازی کپاسی کوئی
گلابی تھی سیبی تھی آبی کوئی

سنہری بسنتی تھی اور گیندئی
تھی کاہی اور انگوری اور کوئی

تھی عباسی اور بیتی گل انار
جدی تھی ہر اک رنگ کی اک بہار

تھی شفتالو اور سردئی سرخ و زرد
ہر اک رنگ تھا اپنی خوبی مین فرد

جو تھین دخترین کمسنین نوجوان
تھین پہنی ہوئے لہنگی اور ساڑیان

بہر نوع آراستہ ہوکی سب
لگین کرنی گلگشت باغ طرب

وہ پہر چلکی دو چار ساعت وہان
پئی فرحت دل تفرج کنان

تھی جہولی ہنڈولی جہان نصب وان
ہوئین آنکر جمع سب شادمان

بحسب پسند و بخوبش خاطرے
لگی جہولنی جہولا ہر اک پری

گئین دور کر وان کئی دلربا
کہمونکا جہان جہولا استادہ تہا

درختون مین آویزان جو جہولی تہی
کئی دلربا وان گئین جہولنی

کئی اور گلچہرہ عالی دماغ
ہنڈولون مین جا بیٹہین خوش باغ باغ

ہر اک پالنی مین ہنڈولی کی وان
ہوئین جلوہ گر دو دو سروِ روان

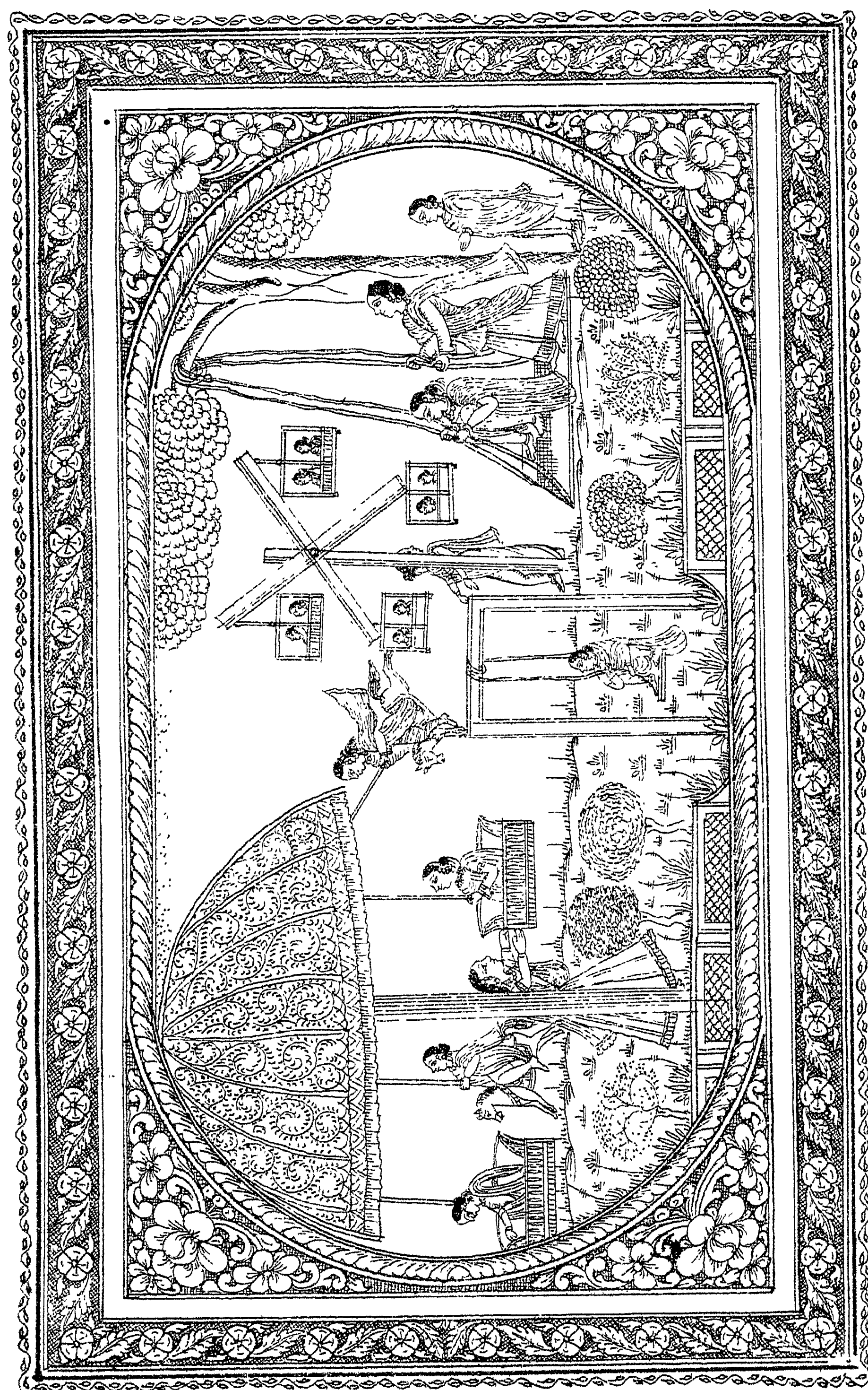
جو تہین شوخ اور اہلِ طبع بلند
اونہون نی کیا دور گردون پسند

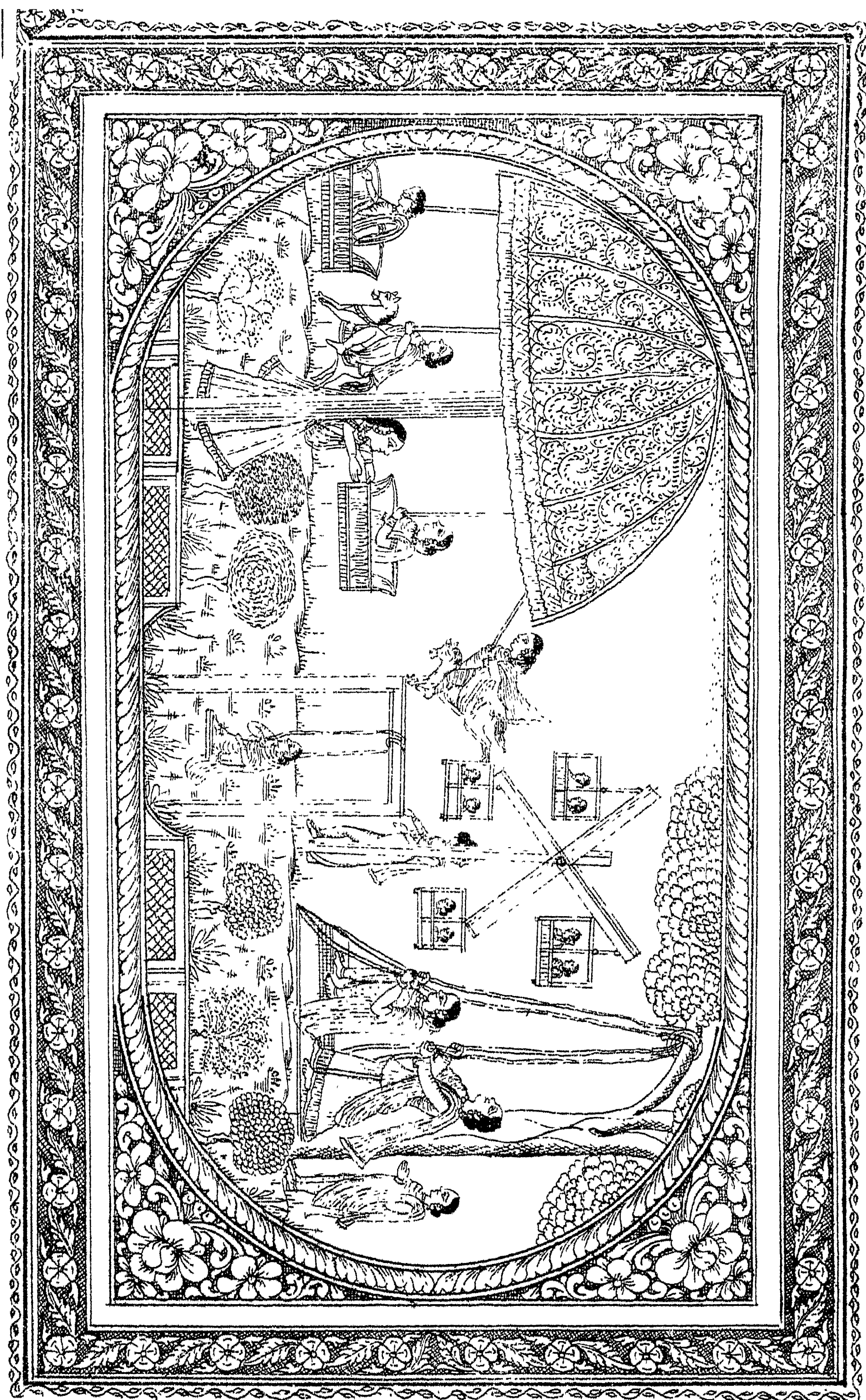
بصد شوخی و ناز و فرطِ نشاط
بصد عشوہ و غمزہ و انبساط

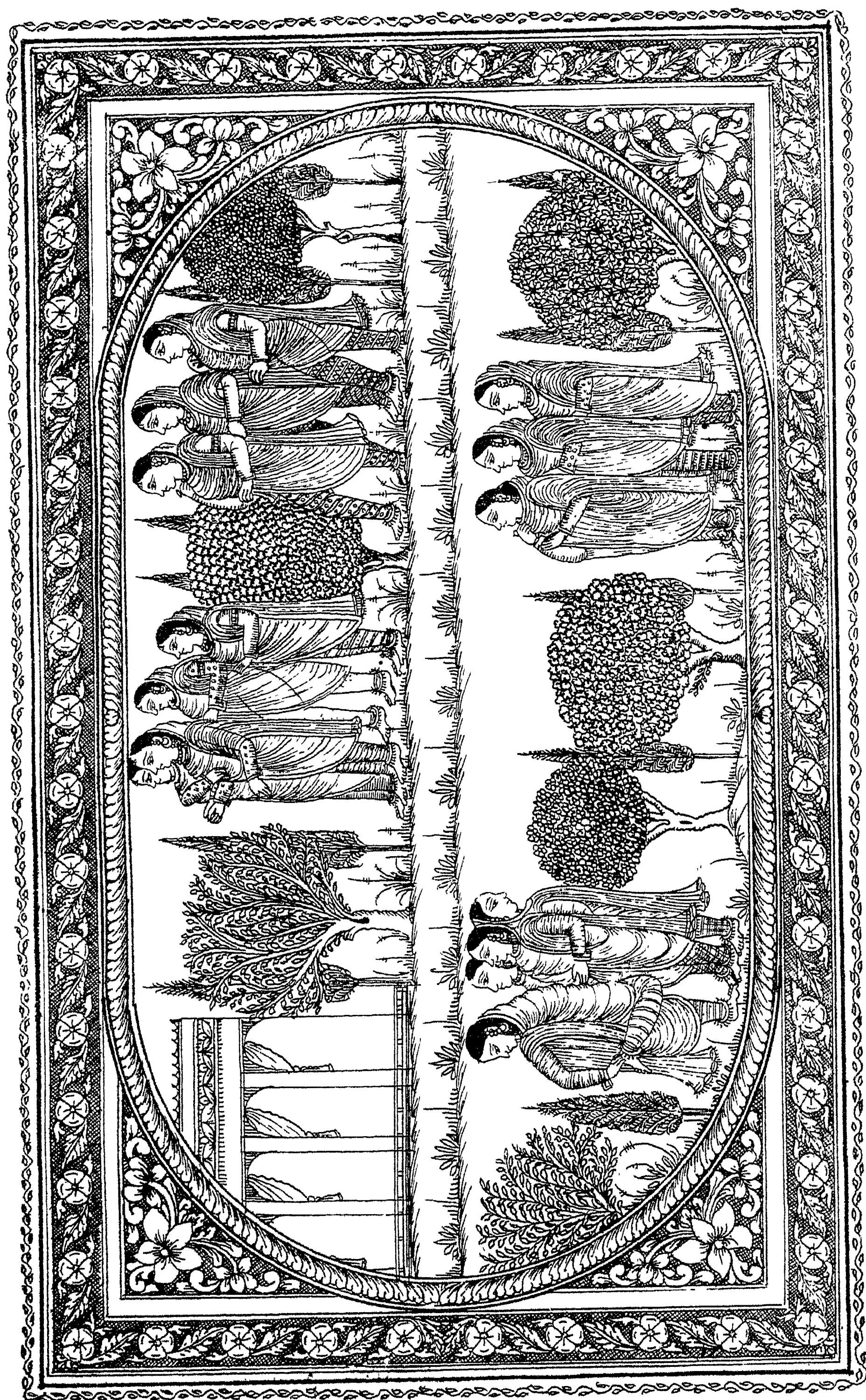
ہر اک جہولا تہی جہولتی بیخطر
کہڑی ہو گئی کوئی کوئی بیٹہکر

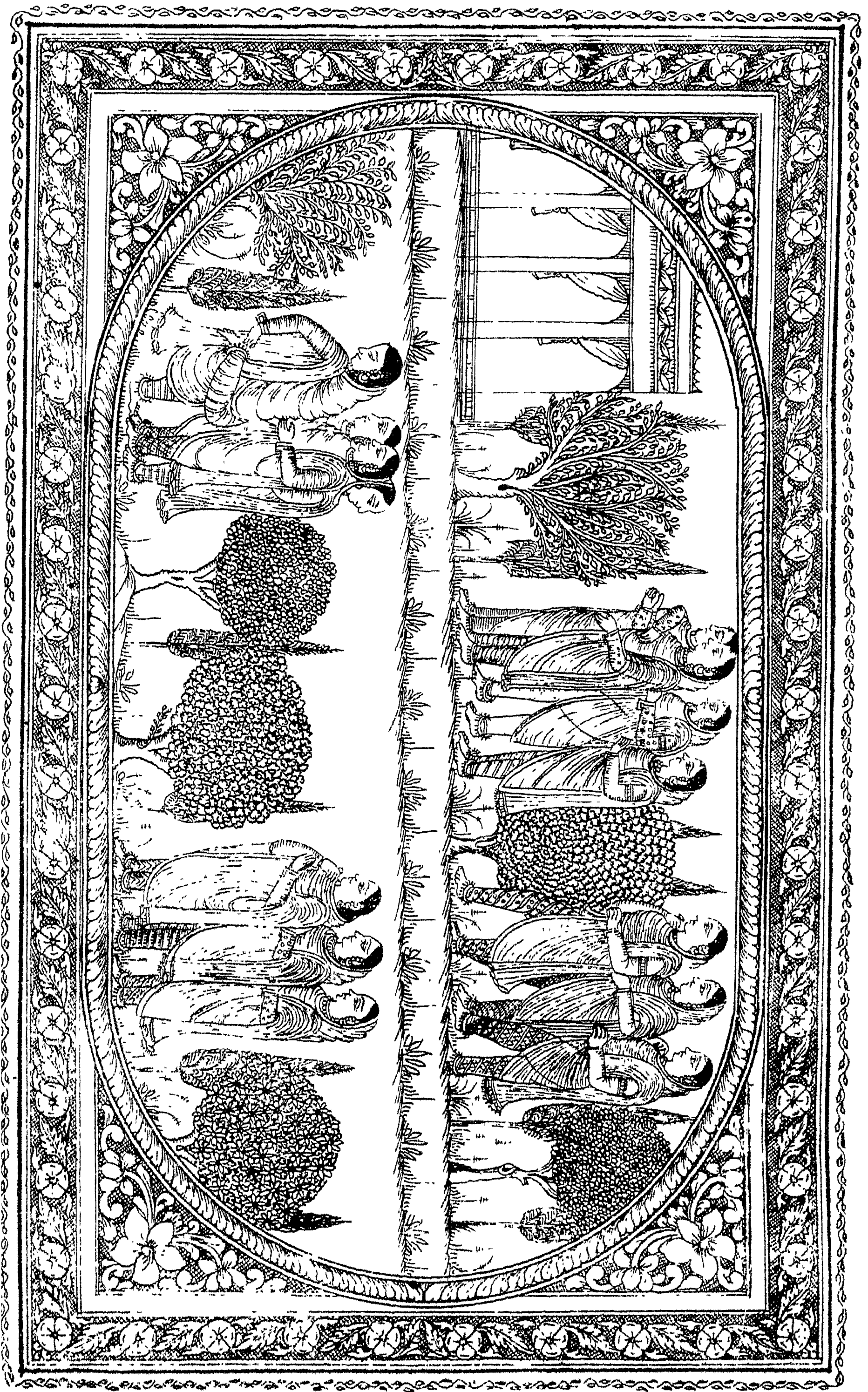
عجب لطف تہا جہونکی دور کا
بلند اور پست اور گردش نما

وہ تہی آمد و رفت اونکی غضب
کہ عالم تہا زیر و زبر گویا سب









وہ تہا دور گردون کا چکر بندہا
کہ چرخ اوسکے چکر سی چکراتا تہا

ہنڈولی تہ و بالا ہوتی تہی جب
نگا ہونکی ہوتی تہی حالت عجب

سوی اوج ہوتا تہا جب وہ روان
دکہاتا تہا طرفہ چمک برق سان

وہ جب سمت پستی کی جہکجاتا تہا
ستارہ اوترتا نظر آتا تہا

تہا ہر اک جگہہ الغرض ازدحام
تہی گانی بجانی کی بہی ہوم دہام

وہ میراسنین گائنین کسبیان
جو نغمہ سرائی مین تہین زہرہ سان

کہڑی ہوکی صف بستہ و با نظام
تہین وان دیتی جہولونکی جہونکی تمام

وہ پنچم کی سر باندہکر ایک بار
بہم ملکی گاتی تہین ساون ملہار

تہی ٹپا اور مکری کہلی اور منڈہے
اوسی سُر مین ہر اک ادا کرتی تہی

سمان اسطرح کا غرض وان بندھا
اکھاڑہ وہ گویا کہ اندر کا تھا

زمین ساری سرسبز تھی پُربہار
کھلی گل تھی ہر اک طرف بیشمار

تھا ابر سیہ اور شفق جو عیان
دکھاتا تھا ہر اک عجب لطف وان

پڑا تھا جو عکس شفق پھولون پر
تھی برگ اونکی سب مثل اوراق زر

اور اوسپر چمک برق کی بار بار
جو تھی لوٹتی بر سر سبزہ زار

تھا ساون کا ابر اور پڑتی بہار
تھا رنگین جو ڑونسی حسن آشکار

کبھی دھیمی دھیمی گرج کی صدا
تھی کانونسی ہوتی بلطف آشنا

درختون پہ طاؤس تھی جلوہ گر
کہکتے تھی بالہجہ خوب تر

کہین پر پپیہے کی پی پی کا شور
کہین کویل کرتی تھی کوکو زور

غرض اُن دنون باغ کا ہر مقام — فرح بخش و عشرت فزا تھا تمام

ہر اک سو ہر اک جا نیا تھا سمان — تھی مست مئے عیش پیر و جوان

نشاط و خوشی سی سروکار تھا — ارم کا نمونہ نمودار تھا

غرض ایک ہفتہ وہان پر تمام — رہا جشن ساونکا یون با نظام

بفضل خدا بعد اس جشن کے — ہوئی رشاد برخاست کل باغ سے

عیان ہو چکی سب بہار سخن — ہی منظور اب اختصار سخن

جو لکھنا تھا سب لکھ چکا بس قلم — خرد اور انصاف دیکھین رقم

خرد گر کہے آفرین مرحبا — قلم کو میری ہی نہایت بجا

بہت لوگ طالب ہین ای تاجور — ہین مشتاق اسکی ہزارون نظر

صدا آتی ہی ہر طرف سے یہی
کہ کیا خوب یہ مثنوی ہی لکھی

ہر اک قسم خوبی کا کر کی خیال
زمین و زمان کا لکھا خوب حال

ستارونکا برجونکا افلاک کا
ہی احوال اسمین مفصل لکھا

ہر اک شی کی اوصاف یکجا کہی
دل و فکر نی اور قلم نے لکھی

کیا فکر نی اسمین جو اہتمام
کہی دیتا ہی اوسکو حسن نظام

یقین ہی کہ ارباب فہم و تمیز
کرین قدر اور دلسی رکھین عزیز

سمندِ قلم کی عنان رکتی ہے
ہوا جملہ میدان مطلب کا طے

بفضلِ خدا خامۂ فکر نے
صنایع ہین اسمین نمایان کیے

روان ہو کی میدان قرطاس پر
کیا حسن صدق البیان جلوہ گر

الہی طفیل نبی بشیر
یہ صدق البیان مثنوی دلپذیر

ہو مقبول قلب صغیر و کبیر
سنی جب یہ شیرین سخن بےنظیر

رقم ہو چکی یہ تو اب مثنوی
سنو طبع کی اسکی تاریخ بہی

قطعہ تاریخ

کیا بی کم و کاست مضمون رقم
بنی مثنوی جس سے صدق البیان

لکہی تاجور نے یہ تاریخ سال
ہی یکرنگ تصنیف شاہجہان
۱۳۱۰ھ

تمت بالخیر

قطعات تاریخ طبع مثنوی فصاحت عنوان بلاغت نشان موسوم بہ صدق البیان گزرانیدہ خواتین و ارکین و شعراء ریاست بھوپال

قطعہ تاریخ طبع از عمدۂ مخدرات زمان زبدۂ خواتین دوران نازش عفت مشرف دولہن صاحبہ متخلص بہ ثروت بانوئی نیکخوئی میان صدر محمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بنبیسہ نظیر الدولہ نواب جہانگیر محمد خانصاحب بہادر مغفور برادر زادہ حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا

سرکار کی مثنوی چھپی ہی
ہر دل کی کلی کلی کھلی ہی

انداز نرالا طرز انوکھا
تازہ ہی روش ادائی ہی

دلچسپ سخن لطیف مضمون | گر حور ہے یہ تو وہ پری ہی
کہتا ہی جو دیکھتا ہے اسکو | اعجاز ہے یا یہ شاعری ہی
یون مثنویان ہوئین ہزارون | یہ چیز مگر کچھہ اور ہی ہی
ایسی ہوئی آجتک نہ ہوگی | ہمیشل یہ مثنوی ہوئی ہی
ہر فرد بشر ہی دل سی شیدا | شعرون مین کچھہ ایسی دلبری ہی
ماشاء اللہ چشم بد دور | بس نام اسی کا شاعری ہی
ثروت کہو دل سی طبع کا سال | کیا خوب دلا یہ مثنوی ہی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتایج افکار شمع بزم امارت ماہ برج سیادت سخنور ہمیشل و
سہیم میان میر نور الحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم سلمہ اللہ العظیم

فرزند کبیر جناب نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان

صاحب بہادر طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ ماہ و

حضور تاجور شاہ جہان ہین | خداوند جہان ہوش و فرہنگ
ہی انکی وسعت ہمت کی آگی | سلاطین جہان کا قافیہ تنگ
جو دیکھی آپ کا میدان اقبال | تو پائی ہمت تیمور ہو لنگ
اگر بابر ہے انکی درکا چاکر | ہمایون بھی ہی اک ادنی سا سرہنگ
گہر اک قطرۂ آب اونکی نزدیک | جواہر انکی آگے ریزۂ سنگ
فقط یاد خدا ہی فخر ان کا | نہایت نسبت شاہی سی ہی ننگ
فراز علم و عرفان تاج ان کا | طراز جاہ و سامان انکا اورنگ

عجب یہ مثنوی نایاب لکہی | سخنور دیکہکر جسکو ہوئی دنگ
بہار گلشن کشمیر و خرخار | نگار خانۂ مانی و ارژنگ
جمال عشوۂ ہر رنگ افسون | کمال جلوۂ صد حسن نیرنگ
خوش آوازان معنی اب کہان ہین | قلم سرکار کا ہی گرم آہنگ
کسی روزی ہی یہ انداز یہ طرز | میسّر ہی کسی یہ رنگ یہ ڈہنگ
سواد لفظ اور انوار معنے | بہم یکجا ہین گویا روم اور زنگ
جو دت کہے یہ مضمون رنگین | لکہی تاریخ اسکی نظم گلرنگ

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ قلم اختر برج بختیاری نوگل گلشن کامگاری

سلالۂ ابناء رسول کریم میان میر علی حسن خان صاحب متخلص بہ سلیم

سلمہ اللہ العلیم فرزند صغیر جناب نواب والاجاہ امیر الملک

سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر رفع اللہ درجاتہٖ فی علیین

لکھی چشم بد دور سرکار نی — عجب دلکش و جانفزا مثنوی
گل تازہ ہین یا مضامین نو — یہ باغ لطافت ہے یا مثنوی
دلاویز کی طرز تالیف سے — بنی شوخ شیرین ادا مثنوی
جو پوچھا کہ ہی دلنشین آج کون — وہین دل نی بڑھکر کہا مثنوی
صفت اسکی اور مین یہ اچھی کہی — کجا میرا منہ اور کجا مثنوی
جو بات اسمین ہی وہ کسی مین نہین — ہی ہر مثنوی سے جدا مثنوی
یہ صدق البیانی سی آئینہ ہی — ہی آئینہ حق نما مثنوی

ہر اک بیت کا اسکی ہی دلبین گہر — ہی اک چیز نام خدا مثنوی
کہا مجہسی ہاتف نی یون سال طبع — ہی بی شبیہ دلکشا مثنوی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ خامہ سر آمد خوان ریاست جوہر شنیر لیاقت مجمع اصناف فضائل میان عاقل محمد خانصاحب متخلص بہ عاقل سلمہ اللہ تعالی برادر عم زادہ سرکار عالیہ دام اقبالہا

کیا مرتب ہو گئی نادر کتاب — جسکی اوصاف انکو ہین بی شمار
چشم دل سی اوسکو گر دیکہین ذرا — جان و دل اہل سخن کر دین نثار
لکہدو عاقل اسکا سال طبع یون — کوکب برج سعادت آشکار
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد ذہن نقاد خجستہ خو اسید اصغر حسین صاحب

متوطن لکھنو خسر پورہ میان میر علی حسن خان صاحب سلمہ ربہ

فدا کیون نہو اسپہ جانِ جہان
ہی شاہِ جہاندار کی مثنوی

کوئی مجھسے پوچھی تو مین یہ کہون
ہی راحت دلِ زار کی مثنوی

سخن ہی چمن زار اہلِ سخن
بہار اس چمن زار کی مثنوی

تعجب یہ ہی ایسی خوبی کی ساتھ
بہت جلد طیار کی مثنوی

لکھا طبع کا اسکی طالب نے سال
ہی مقبول سرکار کی مثنوی

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از معدن طبع مرجع محامد صوری و معنوی سید رشید الدین صاحب

لکھنوی ختنِ کوچک میان میر علی حسن خانصاحب سلمہ اللہ تعالی

شہ والا گہر عالی نژادی
رقم زد مثنوی خوب و زیبا

بہارستانِ گلزار معانی | نگارستانِ نیرنگ تماشا
ولم از بہرِ سالِ طبعِ علوی | بگفت از خوشدلی تسخیرِ دلہا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ بقالبِ طبع ریختۂ سخنور نامی بپارسی والی مشہور زمانہ آموزگار یگانہ ماہرِ فنِ سخن مولوی محمد احسن صاحب احسن بلگرامی متوسل ریاست احسن اللہ الیہ

حضرتِ سرکار نے یہ مثنوی | لکھ کی جب کی عزت افزائی ہند
دل نے احسن سے کہا تاریخِ سال | لکھ بہار باغ زیبائی ہند
۱۳۱۰ھ

قطعاتِ تاریخ از رشحاتِ قلم جادو رقم معدن خوش بیانی مخزن شیوا زبانی ہر دلعزیز و خاطر انیس فرانس حسیم صاحب متخلص بہ نفیس

منظوم تقریبات سلمہ اللہ تعالی

عشق ہی دل اسپر نگاہین لوٹتا ہین
لکھی ہی سرکار کی کیا مثنوی

ہی کرامت یا تصرف ہو نہو
کوئی جادو ہی نہ ٹونا مثنوی

گھب گیا آنکھونمین اسکا لفظ لفظ
بنگئی آنکھون کا تارا مثنوی

پھول ہین یا تازہ تر اشعار ہین
گلشن بیخار ہے یا مثنوی

کیون نہ سمجھون طبع آقا کو سحاب
جوش مضمون سی ہی دریا مثنوی

جسکو دیکھو دل سی رکھتا ہی عزیز
ہی ہر اک دل کی تمنا مثنوی

دابی پھرتی ہین بغل مین یون اسی
شاعرون کا دل ہی گویا مثنوی

دلمین گھر اسکا ہی آنکھونمین جگہ
کچھہ عجب شی ہی یہ عمدہ مثنوی

طبع کی تاریخ اسکی لکہہ نفیس | لائق تحسین ہی زیبا مثنوی
۱۳۱۰ ہجری

دیگر منہ

چھپ گئی ہی مثنوی سرکار کی | شاعرو تمکو سناتا ہون نوید
ہر زبان پر ہی مبارکباد آج | آج گہر گہر ہی سرور جشن عید
ای سخن سنجو یہ ہی وہ مثنوی | لطف ہے جس کا غلام زرخرید
بیت بیت اِسکی ہی قصہ مختصر | حسن مین فرد اور خوبی مین وحید
طبع کی تاریخ بہی کہدو نفیس | ہی یہ طرفہ مثنوی شایان دید
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از بلند خیالیہائی سخنور ممتاز شاعر سحر طراز زمرۂ سخنوران

مقدمۃ الجیش منشی محمد شاہمیر خان صاحب متخلص بعیش

منشی ڈیوڑہی خاص سرکار عالیہ دام اقبالہا

صاحبِ تخت و تاج شاہجہان
کہ انہین خوش رکھی خدای مجیب

سنکے آوازہ کرم اِن کا
جاگ اوٹھی بہت ہین خفتہ نصیب

نوکرانی بہی انکی جو ہین وہ ہین
بہتر و برتر و شریف و نجیب

درِ دولت سے اِنکی ہو کی غنی
زر لٹاتا گیا ہر ایک غریب

انکی خاک قدم ہی کحل بصر
متفق اسپہ ہین حکیم و طبیب

یہ جوانِ تاجور کی مثنوی ہے
اسکی دلکش ہی طرز خوش ترتیب

نام صدق البیان ہی اسکا خوب
خوبیان اسمین ہین عجیب و غریب

اسکی تاریخ عیش نی یہ لکھی
مثنوی ہے یہ بیمثال و عجیب

۱۳۱۰ھ

دیگر منہ

سرکار نے کہی ہے یہ طرفہ مثنوی
مصرف اسکی وصف مین ہین خاص و عام ہے

اللہ رے فروغ مضامین کہ بیت بیت
پُرنور مثل بیت شرف لا کلام ہے

بین السطور اور سواد سطور سے
ظاہر ہے یہ کہ صبح کی پہلو مین شام ہے

حسن و جمال شاہد معنی کو دیکھکر
کہتی ہین اہل دید کہ ماہ تمام ہے

لکھا یہ مین نے مصرعۂ تاریخ سال عیشؔ
صدق البیان وہ ہے کہ فیض دوام ہے

۱۳۱۰ھ

منہ

سرکار عالیہ نے کہی مثنوی یہ خوب
ہے اسکی وصف مین شعرا کی زبان لال

صوری و معنوی ہے یہ تاریخ اسکی عیشؔ
صدق البیان کلام کی ہے سوس مین بیا ل

۱۳۱۰ھ

منہ

ہے نادر طبع زاد تاجور یہ
نہ کہیے گر اسے اعجاز تب بھی
لکھو یہ مصرعہ تاریخ اے عشق

عجب نیرنگ مضمون مثنوی ہے
سراسر سحر و افسون مثنوی ہے
تعالی اللہ ہمایون مثنوی ہے
۱۳۱۰ ہجری

منہ

لکھی ہے حضرت شاہجہان نے مثنوی یہ وہ
کہ جو اس مین مضامین ہین وہ سب رشک جواہر ہین
تعجب اسکی سن مین ہے تو سال اے عشق یون لکھدو
عجب صدق البیان ہے یہ جو صدقی اسپہ شاعر ہین
۱۳۱۰ھ

منہ

ہین تاجورستارۂ ہندونکی طبعزاد
یہ مثنوی ہی نادرونایاب و بی بہا

تاریخ سال اسکی یہ لکھی ہی عیش نی
صدق البیان مثنوی کیا ہی دلکشا
۱۳۱۰ھ

منہ

لکھی حضور نی ہی کیا خوب مثنوی یہ
ہی بیت اسکی ہر اک فرحت فزا و دلکش

ہاتف نی سال اسکا یہ عیش سے کہا ہے
یہ مثنوی طرفہ ہی بی بہا و دلکش
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر رسا صاحب فہن وذکا حلی بند عرائس

مضامین غریب محمد محمود خان المتخلص بہ عجیب صوبہ دار

کمپنی تاج محل خلف ارشد منشی محمد شاہمیر خان صاحب عیش

تلمیذ منشی محمد عبد العزیز عزیز

فلک قدر جم رتبہ شاہ جہان
سپہر کرم قدردان دادگر

جوان دولت و بخت باداد و دین
بلند آستان نازش جاہ و فر

عدالت سی اوسکی ہر اک شاد دل
سخاوت سے اوسکی جہان بہرہ ور

بڑہی ذات سے اوسکی شان سخن
ہوئی عہد مین اوسکی قدر ہنر

لکہی اُسنے کیا خوب یہ مثنوی
کہ ہر لفظ جسکا ہے یکتا گہر

متانت عیان اوسکی اشعار سی
فصاحت فدا اوسکی ابیات پر

فروغ مضامین روشن سے ماند
تجلائی خرشید و نور قمر

لکہی مین نے تاریخ فصلی عجیب
منور کلام شہ تاجور

۱۳۰۰ فصلی

تمت

لکھی حضور علی نی مثنوی ایسی
کہ جتنی کیجیی تعریف اوسکی سب ہی بجا

عجیب فکر تہی مجہکو سنین ہجری کی
اسی تلاش مین سر آشنائی زانو تہا

سروش غیب نی ناگاہ کان مین میری
ہمہ پسند گلستان بیمثال کہا
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از چمن آرائی الفاظ و معانی فارس مضمار خوش

بیانی منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سہوانی حصل اللہ ما یتمناہ من الامانی

اہلکار دفتر انشاء

یہ طبعزاد حضرت شاہجہان کی ہی
کیون آپ کو نہ کہینچی بہت دور مثنوی

سرکار کی نگاہ پڑی ہی جو بار بار
کیسی ہوئی ہی نور سی معمور مثنوی

مضمون ہی چلبلی ہون تو پھر کیون نہ لوٹ ہو | نظارۂ بیقصور ہی معذور مثنوی

آنکھون مین شمع طور کا کاجل لگا گئی | لوگون کو دیکھنی ہو جو منظور مثنوی

اشعار نی جو نوک کی لی دلمین چبہ گئی | رکھتی ہی خوب دشنۂ و ساطور مثنوی

دیکھی جو کوئی دیدۂ دل سی تو کہ اوٹھی | دل کا سرور آنکھون کا ہے نور مثنوی

منظوم ہی اگرچہ بنی گی یہ بعد طبع | تقسیم ہو گی گوہر منثور مثنوی

یارب فروغ پاکی زمانہ کی آنکھ مین | خرشید سی زیادہ ہو مشہور مثنوی

لکھ سال طبع اسکا پری طلعت ای تجمیل | لاریب حسن جلوہ سی ہی حور مثنوی

١٣١٠ھ

تمت

یہ حضرت تاجور کی تصنیف | مطبوع انام ہی مقرر

تاریخ جمیل طبع کی لکھہ

سرتاج کلام ہی مُقَدَّر
۱۳۱۰ھ

منہ

جمیل اِس مثنوی کی کیا صفت ہی
بھری ہی کوٹ کر شوخی بیان کی

لکھی یہ طبع کی تاریخ مین نے
ہی طرفہ مثنوی شاہِ جہان کی
۱۳۱۰ھ

منہ

دل لبھاتی ہی زمانہ کا جمیل
شہریار دادگر کی مثنوی

سال تصنیف اسکا لکھنا چاہئی
بی بدل ہے تاجور کی مثنوی
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ثمرہ افکار بلند عندلیب چمنستان خوشمقالی یوسف مصر

نازکخیالی منشی محمد عبدالعزیز عزیز بھوپالی سپرنٹنڈنٹ منشی روبکاری

ڈیوڑھی خاص سلمہ اللہ تعالی

ای ابرجود شاہجہان تیرے فیض سی
شاداب کشتِ خشک امید جہان ہوئی

اقبال تیرا حق نی ازل سی کیا بلند
دولت تری دوام کو پیلہ جوان ہوئی

دارا کو تجھسا نیر و اقبال کب ملا
نوشابہ تجھسی جاہ مین بڑھکر کمان ہوئی

تو نی ہزارون فیض کی دریا بہا دیی
گر ہمت زبیدہ سی نہر اک روان ہوئی

لب خردہ گیرون کی کیی احسان نی تیری بند
حسّاد کو عطا تری مہر دہان ہوئی

ہمت نی تیری کر ہی کی چھوڑا ہر ایک کام
ہرگز کبھی نہ سعی تری رایگان ہوئی

رتبہ بڑھا کر کلام کا تجھسی زمانہ مین
نامِ خدا زمین سخن آسمان ہوئی

کیا خوب مثنوی یہ لکھی تھی نی جسکی سیر
فرحت فزائی خاطر غمدیدگان ہوئی

اللہ رے آب و رنگ کہ اک اک بیت پر
صدقے بہار تازہ صد گلستان ہوئی

بیمثل اسے کہین تو بجا ہے کہ بالیقین
یکتا جمال و حسن مین یہ بستان ہوئی

تاریخ ہے عزیز سخن اسکی لاجواب
مقبول خاص و عام یہ صدق البیان ہوئی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع مستقیم سید محمد عبد السلیم متخلص بہ سلیم بخشی

ڈیوڑھی خاص سرکار عالیہ دام اقبالہا

لکھی حضرت تاجور نے سلیم
عجب مثنوی نادر و لاجواب

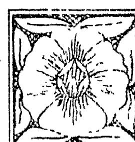
ہین چیدہ مضامین معانی نفیس
ہر اک شعر ہے نقطۂ انتخاب

جہان اس کا طالب ہے خواہان ہے خلق
دلاویز واقع مین ہے یہ کتاب

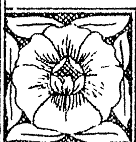
زہے نور افشانی کلک شاہ
تجلی ہے ہر نقطے سے آفتاب

خدا سی شب و روز ہی یہ دعا | ہو اس مثنوی سی جہان فیضیاب
اگر طبع کا سال چاہو سلیم | کہو مثنوی کرامت مآب
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ رقم زدہ سید محمد عبد العلیم خلف بخشی سید محمد



عبد الرحیم خان صاحب مرحوم و مغفور



ہست این مثنوی شاہجہان | خرمی خیز و مسرت انگیز
سال تاریخ علیم خستہ | کرد تحریر عجب حیرت خیز
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد سید محمد عبد الحکیم کہینہ فرزند بخشی سید محمد



عبد الرحیم خان صاحب مرحوم



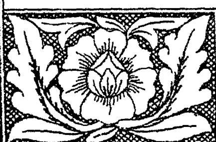
چہ عجب گفت مثنوی سرکار | کہ نیامد نظیر او بوضوح

سال تصنیف او چو شد مطلوب | گفت ہاتف بمن کہ نغمۂ روح
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد امداد علی خوشنویس ملازم مدرسہ سلیمانیہ



ریاست بھوپال

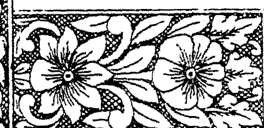


جو کوئی ایکبار ہی سن لے یہ مثنوی | تو عمر بھر وہ شوق مین سنی کی جان دے
سرکار با وقار نی ہر ایک شعر مین | حق یہ ہی بھر دیا ہی مزہ کوٹ کوٹ کے
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از محمد شمشاد علی نبیرۂ منشی احمد علی متوطن بھوپال



سلمہ ربہ



اِسکو جو سنتا ہی کرتا ہی پسند | رای اوسکی بالیقین معقول ہی
اس سی ثابت ہو گیا شمشاد کو | مثنوی سرکار کی مقبول ہی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از سخنور خوش بیان محمد صفدر علی خان نائب داروغہ باغ نشاط افزا سلمہ اللہ تعالی

نکیون شاد ہون آج چھوٹی بڑی
نہ کسطرح مسرور ہون خاص و عام

ہر اک دل ہی سرمایۂ طرب
ہی ہر اک زبان پر خوشی کا کلام

زمانہ ہی نازان مباہی جہان
کوئی مبتہج ہی کوئی شاد کام

مری دل مین بھی ہی مسرت کا جوش
خوشی کی ہی اس گھر مین بھی دہوم دہام

چھپی آج سرکار کی مثنوی
ہی موقع طرب کا خوشی کا مقام

مطاع خلایق مطیع خدا
وہ شاہ جہان بیگم نیکنام

وہ نوشابہ فتر و منیزہ شکوہ
فرنگیس جاہ و ہما احتشام

گلستان اقبال کی تازہ گل — سپہر ریاست کے ماہ تمام

ہنر مند ذیجاہ والا گہر — خدیو کرم پیشہ عالیمقام

خدا دی اوسی جاہ اسکندری — ملی عمر خضر علیہ السّلام

بداندیش ہون اوسکی غم سی ہلاک — رہین خیرخواہ اوسکی سب شادکام

نمونہ اک اوسکی ذکاوت کا ہے — یہی مثنوی دلپسند انام

ہراک شعر پر لوٹے ہے شاعری — ہراک مصرعہ تریہ عرش ہی کلام

ستارون کی نقطو نمین ہی روشنی — دوائر ہین حرفون کی ماہ تمام

معانی و الفاظ سب یکقلم — فصاحت مآب و بلاغت نظام

غضب کے دلاویز الفاظ ہین — مسخر کیے لیتی ہین دل تمام

بیان کی کہی دیتی ہی راستی | کہ موزون ہے صدق البیان اسکا نام
سوا اسکے وصف اسکا مین کیا کہون | کلام اپنی شہ کا ہی شاہ کلام
لکہا کلک صفدر نے دلچسپ سال | خدا کی قسم ہی یہ دلکش کلام
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از شاعر فصاحت دستگاہ محمد فضل اللہ ابن حکیم محمد عماد الحسن صاحب سلمہ اللہ تعالی

تصنیف شہ جہان شوکت | کیا خوب یہ مثنوی چھپی ہی
سچ تو یہ ہے کہ ایک عالم | سو جان ہی اسکا مشتری ہی
بندش ہے نئی نرالی مضمون | تحریر مین کیسی دلبری ہی
شوخی و ادا و دلربائی | ہر لفظ مین کوٹ کر بھری ہی

نقطہ ہی کہ خال روئی خوبان | ہی سطر کہ کاکل پری ہی
اندیشۂ عقل مین کہان وہ | مضمون مین جو اسکی برتری ہی
حاذق نی لکھی یہ اوسکی تاریخ | کیا خوب دلایہ مثنوی ہی
۱۳۱۰ ہجری

قطعہ تاریخ از مقبول نیک بد محمد احسن ابن میر محمد حسن داروغہ
متخلص بہ احمد سلمہ اللہ الصمد

دیدۂ دل سی سیر کر اسکی | دلکشا نسخۂ فصاحت ہی
سال تصنیف عرض کر احمد | مثنوی جلوہ گاہ حیرت ہی
۱۳۰۹ھ

منہ

لکھی اس مثنوی نو کا جواب | شعر گوئی کا جسکو دعویٰ ہی

بلبل طبع نے کہے تاریخ | مثنوی بوستان معنی ہی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از صاحب طبع منیف محمد عبد اللطیف خان لطیف پسر

محمد ارسطو خان متوسل ریاست ملہما اللہ تعالی

لکھی اپنی سرکار نے ہی لطیف | بہت خوب نام خدا مثنوی

نہ دیکھی کہین اور نہ ایسی سنی | ہی بے مثل صل علی مثنوی

ہین سب اسمین جو خوبیان چاہئین | لکھے گا کوئی اور کیا مثنوی

ہی تاریخ بھی کیا چمکتی ہوئی | تجلی سے ہی مہ لقا مثنوی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از ثمرات فکر ارجمند نتائج طبع بلند بذلہ سنج یکتا منشی محمد

صابر حسین دسوائی متخلص بہ صبا نائب محکمہ نیابت وزارت

دیوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

لکھی ہی مثنوی سرکار نی صدق البیان ایسی
فصاحت آج جسپر شیفتہ مفتون بلاغت ہی

کلام تاجور تاج کلام اے دل نہو کیونکر
دُرِ شہوارِ مضمون سے سخن کی زیب و زینت ہی

چلی آتی ہین لپٹین بوے گلہاے مضامین کی
فلک سے بھی کہین اونچا دماغ موج نکہت ہی

نہین ہوتی نظر سیر اس سخن سے اہل بینش کی
ندیدون کی طرح انکھون کو نظارہ کی حسرت ہی

بہارِ نظم کی ہین اک ادا پر سو چمن قربان

اسی سے آنکھین ٹھنڈی ہتی ہین دل مین طراوت ہے

کشش بھی خامہ کی وہ کھینچ دی ہی شکل حرفونکی

کہ مثلِ آئنہ نظارہ سے مانی کو حیرت ہے

بھرے ہین سہر ہستان سخن کیفیتین اسمین

نہین ہین دائرے حرفون کی دورِ جام عشرت ہے

ٹپکتا ہی مذاق شاعری شیرین بیانی سی

چمٹ جاتے ہین لب باہم بیان مین یہ حلاوت ہے

سوادِ خط بیاضِ صفحہ پر رکھتا ہے شان اپنی

صباحت جسکو کہیے ہی یہ وہ حسن ملاحت ہے

بھرا ہے کوٹ کر شوخی کا عالم لفظ و معنی مین

لبھاتا ہے دل و دیدہ کو یہ مضمون کی حالت ہے

نظر آتا ہے بیتون مین تماشا حور کی گہر کا

جو مصرعہ ہے نگاہون مین پری کا قد و قامت ہے

ہین اک اک لفظ کے معنی سے سو سو شوخیان پیدا

تصوف کا ہی نازک مسئلہ وحدت مین کثرت ہے

نہین پہونچا ہی دست غیب اچھوتی یہ مضامین ہین

پسند طبع جدت ہے طبیعت مین یہ جودت ہے

ورق ہین مثنوی کے یا صبحون کی رخ روشن
چھوٹی پھیلی ہوئی جاتی ہین یہ رنگ لطافت ہے
عجب نازکخیالی ہے عجب باریک مضمون ہین
نزاکت مین لطافت ہے لطافت مین نزاکت ہے
دلون مین چٹکیان لیتے ہین وہ پہلو ہین شعرون مین
ادبہارون پر ہے جوش فکر جوبن پر طبیعت ہے
دہن کو سونگھ لو میری مہک ہے تازہ پھولون کی
مشام جان معطر ہے عجب فیضان مدحت ہے
سواد خط سے آنکھین کرتے ہین اہل نظر روشن

یہ حرفون کی سیاہی سرمۂ چشم بصارت ہے
نہین ہے مثنوی یہ ہے معجون مفرح کا
ہوئی ہے روح کو تفریح حاصل دل کو فرحت ہے
صفت مین مثنوی کی لطف کے مضمون نہ ہاتھ آئی
گلہ ہی فکر کا مجھکو طبیعت سے شکایت ہے
صبا تاریخ ہے صدق البیان کی شاہد عادل
کہین کیون سحر و جادو اسکو اعجاز و کرامت ہے

۱۳۱۰ھ

تمت

بحمد اللہ کہ ختم و طبع گردید
ہمایون مثنوی نادر اشعار

شده صدق البیان صوت گر صدق
ندارد کذب از ین معنی سروکار

بهر خوبی سخن نازشگر آمد
زند دم لطف شعر از طبع سحرکار

ز طرز خویش نیسانی نماید
بدست خود بدولت کلک دربار

گل مضمون همه نکهت فروش است
شده هر بیت خود دُکان عطار

فصاحت با سخن در گرم جوشی است
بلاغت راز معنی لطف درکار

گل افشانی نموده خامهٔ فکر
شده هر شعر رنگین رشک گلزار

ز فیض جلوهٔ روشن بیانی
سخن شد مطلع مهرِ پر انوار

صبا تاریخ این نادر کتاب است
کلام شوق افزا پاک گفتار
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ خامۂ تازگی بخش مشام جان فصاحت

منشی محمد شاکر حسین سہسوانی متخلص بہ نکہت فرزند

منشی محمد صابر حسین صبا سلمہ

بحمد اللہ کلام تاجور را
جہان گوید ہمین تاج الکلام ست

سخن شد زندۂ جاوید ازین نظم
پیرداز خودش معجز نظام ست

سر خود میکشد تا چرخ مضمون
کہ اوج فکرت عالی مقام ست

نزاکت آفرین نظم دل آویز
طراز خامۂ نازک خرام ست

فصاحت از سخن ار زندگی یافت
بلاغت مایہ دار احترام ست

بہ نیرنگ قبول جادوانہ
فسون پرداز گوش خاص و عام ست

تو گوئی در سخن رنگِ معانی
به گلشن بوی گل یا می بجام ست

سواد و نقطه وار و لطف دانہ
برائی صید دل ہر حرف دام ست

بسال طبع نکہت گفت ہاتف
کلام شہریاران شاہ کلام ست

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سراپا جودت جناب مولانا محمد عباس
المتخلص بہ رفعت منصبدار ریاست بھوپال
حرسہا اللہ عن الاہوال

از نوازشہائے ربّ دادگر
طبع شد صدق البیان تاجور

حضرت شاہجہان بیگم بنام
والیِ بھوپال گردون احترام

نجم چرخِ شہریاری بیگمان
تاج فرق کشور ہندوستان

در سخا وجود ذاتش بی‌عدیل — بحر بذلش چون همینو سلسبیل
وه چه زیبا مثنوی فرموده است — رونق نظم سخن افزوده است
تا وزد باد صبا وقت سحر — تا برآید از صدف تابان گهر

باد بر اورنگ شاهی شادمان — تاجور شاه جهان عالی مکان
سال طبع نظم رفعت گفته است — لعل و یاقوت و زمرد سفته است
بشنوید ای شاعران پرهنر — مثنوی والاجناب تاجور
۱۳۱۰ھ

قطعه تاریخ از محمد قادر علیخان ولد محمد خان صوفی مرحوم مهتمم

مطبع مفید عالم آگره متوسل ریاست بهوپال

پلا مجھکو ساقی شراب طهور — کہ دل مین سرور آئی انکھون مین نور

مجھے گو ہے شوق شراب زلال
رہیگا لحاظ حرام و حلال

تصوف کے نشہ مین ہون چور مین
نہین طالب خمر انگور مین

پلا فیلسوفونکو آب حرام
کہ صوفی کو کیا فیلسوفی سی کام

جو تو بیش آتا ہی دہوکی کی ساتہ
اُٹھاتا ہون مین بھی تری می سی ہاتہ

کہان تو کہان خلد کی جام نور
کہان تو نی پائی شراب طہور

اُٹھا رکہہ تو اپنی پُرانی شراب
مین پیتا ہون شاہجہانی شراب

دھرے ہی مری سامنی نظم پاک
کہ خاک اوسکی آگی ہی صہبائے تاک

ہر اک لفظ کا دائرہ جام نور
معانی مین کیف شراب طہور

عجب مثنوی ہی وہ صدق البیان
کہ ہی راستی سی بہر اکل بیان

ہر اک موسم ہند کا ہی بیان تہوار اوسمین ہین ہندوونکی عیان
فصاحت بلاغت کی وہ جان ہے گہر ہاے منظوم کی کان ہے
کہے تو ہمہ سب اس بات کے ہین گواہ کلام شہان ہی کلامون کا شاہ

یہ ہی مثنوی خدیو زمان سپہدار بھوپال شاہ جہان
سخاوت سے جسکے غنی خاص و عام عدالت سے آباد کشور تمام
ادہر تابع حکم چرخ رفیع اودہر خسرو خاور اوسکا مطیع
سخن سے نمایان ہنر پروری ہر اک بات سے عین دانشوری
رہے تا قیامت وہ فیروز بخت کبھی اوس سے خالی نہو تاج و تخت
جو وہ مثنوی چھاپنے کے لیے ہوئی مرحمت مجھکو سرکار سے

ہوا مجھکو امثال مین افتخار ... فلک پر اوچھالی کلاہِ وقار

وہین چست خدمت پہ باندہی کمر ... بجا لایا حکمِ شہِ دادگر

کیا عمدہ کاتب کی جانب رجوع ... کہ ہو جاے کاپی کا لکھنا شروع

مصحح بھی تصحیح کے واسطے ... معین اوسی وقت سے کردیے

مصور مقرر کیا ہوشیار ... براے تصاویر نقش و نگار

کتابت سے اوسکی بخطِ نفیس ... ہوئی جب سبکدوش خوشنویس

اور اوس سب کی تصحیح بھی ہو گئی ... پریس اوسکے چھپنے کو چھانٹی گئی

پریسون کی نوکر جو تھی کاردان ... جما دین اونہون نے وہین کاپیان

پروف اونکی لیکر بصد اہتمام ... کیا مصلح سنگ نے اپنا کام

پر یسون یہ جب بعد اصلاح سنگ | چھپی مثنوی خوب باآب و رنگ
یہ تاریخ سوجھی زر و سے بہی | چھپی صاف سرکار کی مثنوی
۱۳۱۰ھ

از تصنیف ناصر علی خان ناصر ولد احمد خان صوفی مرحوم

نہون اسکی کیون مدح خوان اہل شوق | کہ سب شاعرونکی ہی جان مثنوی
نہین ممکن اسکی صفت کرسکون | کہان یہ زبان اور کہان مثنوی
بلاغت کو سمجھون اگر ایک شہر | مقابل ہی اوسکی جہان مثنوی
مضامین کی رفعت کو دیکھون اگر | تو ہے ساتوان آسمان مثنوی
عجب بیل بوٹی سی آراستہ | تر و تازہ ہی بوستان مثنوی
تصاویر خوبی مین ہین بینظیر | ہی ارژنگ مانی کی جان مثنوی

نہین اسکا ممکن کسی سی جواب | یہ لاثانی ہے بی گمان مثنوی
بیان ہند کی موسمون کا جو ہے | دکھاتی ہی کیا کیا سمان مثنوی
کتابین تو موزون ہوئین سیکڑون | مگر اس مزے کی کہان مثنوی
لکھا حال سچّا جو سرکار نے | ہوئی خوب صدق البیان مثنوی
ہوا سال تصنیف از روی جاہ | ہے معیارِ شاہ جہان مثنوی

۱۳۱۰ھ

ایضاً

کہی خوب سرکار نی مثنوی | کہ شیدا ہے جسکا ہر اک خاص و عام
وہ سرکار والا ہین شاہ جہان | کہ ہے جنکے دربان کا حاتم غلام
سخاوت مین ہین آپ اپنی نظیر | شجاعت مین یکتا ہین وہ لاکلام

جہان خوانِ احسان کا ہی ذلہ خوار
ہوا فیضیاب اون سی عالم تمام

نہین فخر دولت پہ اونکو ذرا
سدا ہی خدا کی عبادت سے کام

جہان مین نظر پوچھتے بھی نہین
کہان اور کس وقت تھا جم کا جام

عقیل و فہیم و زکی و خلیق
شہنشاہ باعدل ذوالاحتشام

فصاحت کا آوازہ ہی چارسو
بلاغت کا شہرہ میان انام

ترقی ہو ہر روز اقبال مین
وہ قائم رہین تا بروز قیام

جو دشمن ہون اُنکی رہین پایمال
جو ہین دوست اونکے رہین شادکام

چھپی مثنوی ایسی باآب و تاب
نہین کرتی چشم مہ و مہر کام

ہر اِک لفظ مین ایک فتنہ نہان
ہر اِک حرف مین اک حکایت تمام

کہان تھا سخن کا یہ نظم و نسق — کیا خوب سرکار نی انتظام

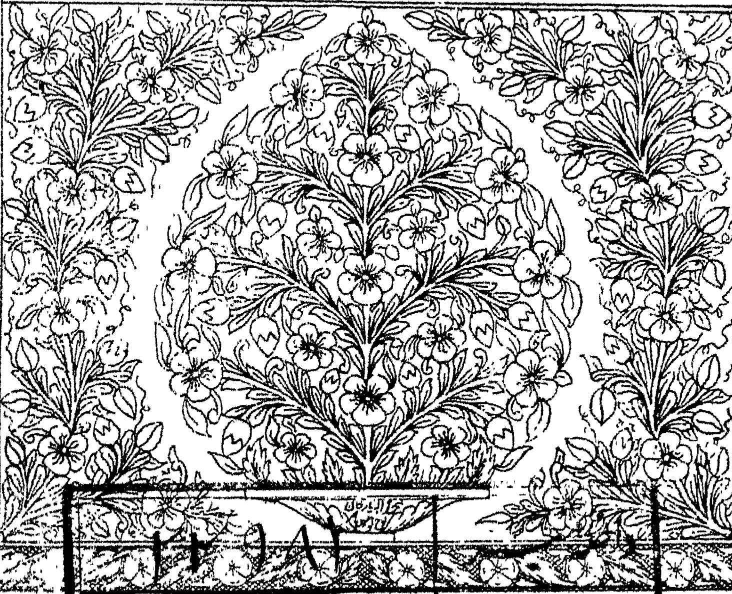
حقیقت مین سب سچ ہی جو آئین ہے — رکھا خوب صدق البیان اسکا نام

یہ تاریخ ناصر نے اچھی کہی

نئی راہ کا خسروانہ کلام

۱۳۱۰ھ

تمت بالخیر



تصحیح اغلاط مثنوی صدق البیان

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
٣	٤	٢	[illegible]	[illegible]	٥٦	٦	١	چھول	پھولیں
٥	٦	٢	لعل	لال	٦١	٥	١	بفیہقہ	پن بہقہ
١٠	٣	١	دوہیم	[illegible]	٦٤	٥	١	دلائیاں	دولائی
١٢	٧	١	غیرت	عزت	٦٥	١	٢	پیاس بھوک	پیاس بھوک
٣٣	٢	٢	ودیاتوں	دودیاتوں	٦٩	٥	٢	دردزدنکو	دروازوں کو
٣٤	٢	١	بن بین بن	بن بین سن	٧٠	٧	٢	اژدہام	ازدحام
٣٤	٣	٢	بہرپور پہل	بھرپور پہل	٧٢	٧	١	سیندو	سیندور
٥٣	٢	١	موزہ	موزی	٧٨	١	١	جھجی	جھجوں
٥٤	٧	٢	سبز و لعل	سبز لال	٨٠	٥	٢	سونجکر	سوچکر

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۸۱	۴	۱	دیوالی دن	دیوالی کی دن
۸۲	۱	۱	اونھوں پہ	سہرادن پر
۸۳	۲	۲	سمان دوسرا	سمان تیسرا
۹۱	۵	۱	اس سبے تجھکل	اسی تشکل
۹۱	۷	۲	سہرین محفلین	سہرینِ محفلین
۹۹	۷	۱	وہ شیرین	وہ شیرینی
۱۰۵	۱	۲	نگین پلٹنین	نگین پلاٹنین
۱۰۷	۳	۲	ہر اک	ہر ایک
۱۲۷	۵	۱	خلاف ستانی	خلاف ستابی

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۱۴۹	۴	۲	رہ گزا	رہ گرا
۱۵۳	۹	۲	جا گزا	جا گرہ
۱۵۹	۲	۲	بس کہہ اوسہ	کہہ اورسہ
۱۹۶	۸	۲	رہی تو	رہی تا
۲۰۹	۷	۱	تناسب پہ	تناسب بہ
۲۱۶	۸	۱	ہی محلونکی	تھی محلونکی
۲۲۱	۴	۲	جان تو	جان لو
۲۴۶	۶	۱	پہار	پہوار

تمت

